دوسری اشاعت

استفتاءات کے جوابات

پہلا حصہ

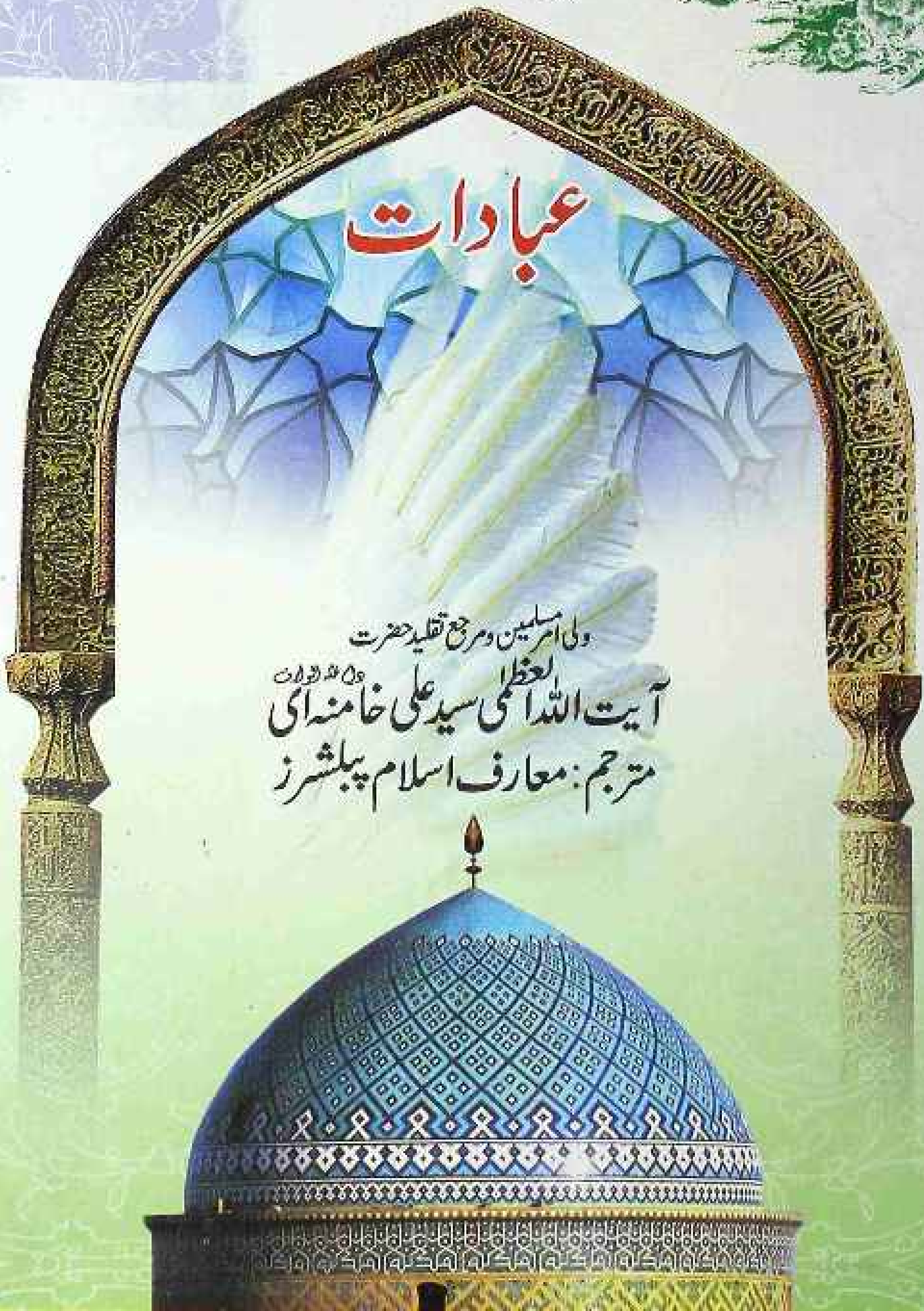

عبادات

ولی امر مسلمین و مرجع تقلید حضرت

آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای دام ظلہ

مترجم: معارف اسلام پبلشرز

بسم الله الرحمن الرحيم

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران۔کر
شمارہ دیویی:
شمارہ ثبت: ۷۰۹۸-۱-۲۰
تاریخ ثبت:

استفتاءات

کے

جوابات

(پہلا حصہ)

عبادات

ولی امر مسلمین و مرجع تقلید حضرت

آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای دام ظلہ العالی

مترجم:

معارف اسلام پبلشرز

حسینی خامنه ای ، علی ، رهبر جمهوری اسلامی ایران، ۱۳۱۸ ۔
استفتاء ات کے جوابات پہلاحصہ (عبادات) . ولی امر مسلمین و مرجع
تقلید حضرت آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای / مترجم معارف اسلام
پبلشرز .۔قم : نور مطاف ، ۱۴۲۴ ق =۱۳۸۲ .
ج.
ISBN: 964-7891-06-7
فهرست نویسی بر اساس اطلاعات فیپا
اردو.
مندرجات: ج ۱ .عبادات.-ج ۲ .معاملات.-
۱ .فتواهای شیعه ۔ قرن ۱۴ . ۲ . فقه جعفری ۔ رساله عملیه . الف .
معارف اسلام پبلشرز. ب.عنوان .
۲۹۷/۳۴۲۲ BP ۱۸۳/۹/ خ۲الف۵۰۴۲۱
۱۳۸۲

نام کتاب	:	استفتاءات کے جوابات، ولی امر مسلمین و مرجع تقلید حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای دام ظلہ الوارف
مترجم	:	معارف اسلام پبلشرز
ناشر	:	نور مطاف
سنہ اشاعت	:	رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ۔ق
اشاعت	:	دوسری (اضافات اور مکمل تصحیحات کے ساتھ)
تعداد	:	۳۰۰۰

جملہ حقوق طبع بحق معارف اسلام پبلشرز محفوظ ھیں ۔

Web : www.maaref-foundation.com
E-mail: info@maaref-foundation.com

بسم الله الرحمن الرحیم
وصلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ الطاہرین
ولعنة الله علی اعدائھم اجمعین

"واما الحوادث الواقعة فارجعوا فیھا الی رواۃ احادیثنا"

انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے نزول کا بنیادی فلسفہ انسانوں کی ہدایت اور دنیا و آخرت کی سعادت کا حصول ہے۔ بلاشک انسان اس وقت اس مقصد تک پہنچ سکتا ہے جب کو ہر دین کو اپنی آغوش میں لے کر زندگی کے مختلف شعبوں میں اسے اس کا مناسب مقام عطا کرے۔

فطری اور طبیعی طور پر پیغمبر اسلام ﷺ کے پر برکت زمانے میں مسلمان وحی الٰہی کے اس جاری وساری چشمے سے براہ راست سیراب ہوتے تھے۔ خاتم المرسلینؐ اور اشرف المخلوقاتؐ کی غمناک رحلت کے بعد جن لوگوں کو "انی تارک فیکم الثقلین" پر ایمان اور یقین تھا انہوں نے اہل بیت عصمت وطہارتؑ کی پناہ لی۔ اور کئی مشکلات، سختیوں، تنگ دستیوں اور علم وحکمت کے سرچشموں کے محدود ہونے کے باوجود ان لوگوں کی طرف رجوع نہیں کیا جو خود راہ انحراف کا شکار ہو گئے تھے اور "سد الابواب الا بابہ" کی پیروی کرتے ہوئے فقط اور فقط اہل بیت علیہم السلام کی سلسبیل سے استفادہ کیا۔

یہ سلسلہ غیبت صغریٰ تک جاری رہا یہاں تک کہ غم واندوہ اور حزن وملال سے معمور دور یعنی غیبت کبریٰ کا آغاز ہو گیا۔ تب سے حضرت حجت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کا یہ نورانی فرمان، (و اما الحوادث الواقعة فارجعوا فیھا الی رواۃ احادیثنا) قرآن وعترت کے پیروکاروں کے لیئے نمونہ عمل قرار پایا۔ اسی لیے پوری تاریخ میں آج تک شیعوں نے اپنی زندگی کے لائحہ عمل کو محمدؐ و آل محمدؐ کی فقہ پر استوار کیئے رکھا ہے۔

آج بھی یہی عظیم المرتبت فقہاء ہیں جو دینی معاشروں کی ضروریات کے مطابق کتاب وسنت سے اجتہاد و استنباط کے ذریعے مناسب جوابات تلاش کرتے ہیں چنانچہ دین، مرجعیت اور عوام کے مابین ارتباط رسالۂ توضیح المسائل کے ذریعے قائم ہے اور نئے مسائل اور جدید مباحث کے بارے میں سوال و جواب نے اس دینی و معنوی ارتباط کو مزید تکامل، استحکام اور دوام بخشا ہے۔

اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ چونکہ **حضرت آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای** ''دام ظلہ العالی'' کی توضیح المسائل منظر عام پر نہیں تھی اور دوسری طرف سے آپ کے مقلدین اس کا مسلسل مطالبہ کر رہے تھے لہذا **''استفتاءات کے جوابات''** کو چھپوانے کے سلسلے میں سرعت سے کام لیا گیا۔

ہم خداوند منان کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمارے اس مؤسسہ کو توفیق عنایت فرمائی کہ رہبر معظم کے ''استفتاءات اور جوابات'' کے پہلے حصہ (عبادات) کو نظر ثانی اور دقت کے بعد اردو زبان مسلمانوں کی دسترس میں قرار دے رہا ہے نیز ان تمام فضلاء محترم کے نہایت ممنون ہیں جنہوں نے دل جمعی اور دقت کے ساتھ اس کام کو انجام دیا۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

معارف اسلام پبلشرز

ماہ رمضان ۱۴۲۴ ھ. ق

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

خامنہ ای (دام ظلہ العالی)

کی مختصر سوانح حیات

امام خمینیؒ نے فرمایا:

آقائے خامنہ ای جیسا اسلام کا پابند اور خدمتگذار انسان آپ کو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا کہ جسکی دلی رغبت اور میلان کی بنیاد عوام کی خدمت ہو، آپ کو ایسا شخص نہیں ملے گا، میں انہیں کافی عرصے سے جانتا ہوں۔

بچپن

انقلاب اسلامی کے عظیم رہبر حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی حسینی خامنہ ای (دام ظلہ العالی) مرحوم حجت الاسلام والمسلمین سید جواد حسینی خامنہ ای کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں، آپ ۲۸ صفر ۱۳۵۸ ہجری قمری کو مشہد مقدس میں پیدا ہوئے۔

سید جواد خامنہ ای کی زندگی بہت سادہ تھی، آپکے خاندان نے آپ سے زندگی میں قناعت اور سادگی کا درس لیا اور اسے اپنے دل و دماغ میں بٹھا لیا۔ رہبر عالیقدر اپنے گھریلو حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہمارے والد بزرگوار ایک معروف عالم دین تھے وہ بہت متقی اور گوشہ نشین تھے ہماری زندگی بہت مشکلات سے دوچار تھی۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ ایسی راتیں بھی گذاری ہیں کہ رات کا کھانا تک نہیں ہوتا تھا۔ میری والدہ بہت محنت و مشقت کے بعد ہمارے لیے رات کا کھانا جو روٹی اور کشمش پر مشتمل ہوتا تھا مہیا کرتی تھیں۔

ہمارے مرحوم والد صاحب کا وہ گھر جس میں ہم نے آنکھ کھولی اور چار پانچ سال بھی گزارے مشہد کے ایک محلے میں واقع ۶۰ یا ۷۰ مربع میٹر کا ایک چھوٹا سا مکان تھا ہمارے گھر میں ایک چھوٹا کمرہ اور بغیر کسی روشن دان کے ایک تاریک تہہ خانہ تھا۔ چونکہ والد گرامی ایک عالم دین تھے لہذا لوگ مسائل شرعیہ کیلئے ان سے رجوع کرتے تھے چنانچہ جب بھی والد صاحب کا کوئی مہمان یا ملنے والا آتا تو ہم سب اسی تاریک تہہ خانے میں چلے جاتے اور مہمان کے واپس جانے تک وہیں رہنا پڑتا تھا، لیکن کچھ مدت بعد والد صاحب کے عقیدت مندوں نے گھر کے ساتھ تھوڑی سی زمین لے کر ہمارے گھر سے ملحق کر دی، یوں ہمارے گھر کے تین کمرے ہو گئے"۔

حضرت آیت اللہ خامنہ ای کی مختصر سوانح حیات

رہبر انقلاب کا بچپن فقر و غربت میں مگر ایک دینی گھرانے میں گذرا جہاں آپ نے پاکیزگی اور طہارت قلب کی فضاؤں میں پرورش پائی، چار سال کی عمر سے ہی اپنے بڑے بھائی سید محمد کے ساتھ مدرسہ جانا شروع کیا، اسکے بعد والد نے ان دونوں بھائیوں کو"دار التعلیم دیانتی' نامی اسکول میں داخل کرا دیا کہ جہاں انہوں نے پرائمری تعلیم مکمل کی۔

حوزہ علمیہ میں آمد:

آپ نے سیکنڈری اسکول کے زمانے سے ہی "جامع المقدمات" (یعنی صرف ونحو) کا آغاز کر دیا تھا۔
پھر اسکے بعد حوزہ علمیہ میں قدم رکھا اور اپنے والد اور دیگر اساتذہ کے پاس زانوئے ادب تہ کرتے ہوئے ادبیات عرب و مقدمات کی تعلیم حاصل کی۔

آپ راہ علماء کو انتخاب کرنے اور حوزہ علمیہ میں داخلے کی وجہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"علما کے اس نورانی راستے کے انتخاب کا اصلی محرک میرے والد بزرگوار تھے، جبکہ میری والدہ نے بھی اس سلسلے میں مجھے ترغیب دلائی۔

رہبر انقلاب نے ادبیات عرب کی کتابوں مثلاً جامع المقدمات، سیوطی، مُغنی و معالم کو مدرسہ سلیمان خان اور مدرسہ نواب کے اساتذہ کے پاس پڑھا۔ اسکے بعد شرائع الاسلام اور شرح لمعہ کو اپنے والد اور آقا میرزا مدرس یزدی کے پاس تمام کیا، رسائل و مکاسب جیسی عظیم فقہی کتابوں کو مرحوم حاج شیخ ہاشم قزوینی اور بقیہ دروس سطح، فقہ و اصول کو اپنے والد کے پاس پڑھا۔ آپ نے دورہ سطح کو نہایت دل جمعی اور کم نظیر شوق و اشتیاق کے ساتھ ساڑھے پانچ سال میں مکمل کیا، آپ کی اس علمی پیشرفت میں آپ کے والد کا خصوصی کردار تھا۔
آپ نے منطق و فلسفہ کے دروس اور حکیم سبزواری کی کتاب منظومہ کو مرحوم آیت اللہ میرزا آقا جواد تہرانی اور بعد میں "مرحوم شیخ رضا ایسی" کے پاس پڑھا۔

حوزہ علمیہ نجف اشرف کی طرف ہجرت:

آیت اللہ خامنہ ای نے اٹھارہ سال کی عمر ہی سے فقہ و اصول کا درس خارج مشہد میں مرجع عالیقدر آیت اللہ العظمی میلانی کے پاس شروع کر دیا تھا لیکن جب علم و زیارت کے مقصد سے راہی نجف اشرف ہوئے تو وہاں آیت اللہ محسن حکیم، آیت اللہ خوئی، آیت اللہ شاہرودی، آیت اللہ میرزا باقر زنجانی، آیت اللہ یحیی یزدی اور آیت اللہ حسن بجنوردی

کے درس خارج میں شرکت کی، لیکن والد کے راضی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ مدت بعد دوبارہ مشہد لوٹ آئے۔

حوزہ علمیہ قم میں آمد:

آیت اللہ خامنہ ای (دام ظلہ) حوزہ علمیہ قم میں فقہ، اصول اور فلسفہ کے دروس میں مشغول رہے اس مدت میں آپ نے آیت اللہ العظمی بروجردی، امام خمینیؒ، شیخ مرتضی حائری یزدیؒ اور علامہ طباطبائیؒ جیسے جید علمائے کرام اور مراجع عظام کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا، والد کی آنکھوں کی بیماری اور ایک آنکھ کی بینائی چلے جانے نے آپ کو تذبذب میں ڈال دیا کہ ایک طرف ضعیف باپ کی بیماری و نابینائی اور دوسری طرف عظیم اجتمائی ذمہ داریوں کے تقاضے۔ آخر کار والدین کی تیمارداری و خدمت کے لیئے مشہد لوٹ آئے۔ کسے معلوم تھا کہ والدین کی خدمت کیلئے لوٹ آنے والا یہ عظیم انسان ۲۵ سال بعد ملک کی عظیم ذمہ داریوں کو اپنے دوش پر اٹھائے گا۔ لہذا اس ضمن میں آپ خود فرماتے ہیں:

"میں مشہد واپس لوٹ آیا لیکن خداوند عالم نے مجھے بہت زیادہ توفیقات عنایت کیں، کیونکہ جس ذمہ داری کا احساس کیا تھا اسے نبھایا اسی لیے میرا عقیدہ ہے کہ جو توفیقات خدا میرے شامل حال رہیں وہ سب اسی نیکی کی وجہ سے ہیں جو والدین کے حق میں انجام دی تھی"

سیاسی جد وجہد:

آپ خود فرماتے ہیں:

میں فقہ، اصول، سیاست اور انقلاب میں امام خمینیؒ کا شاگرد ہوں لیکن اسلامی انقلاب کے احساس کو شہید نواب صفویؒ نے بیدار کیا۔

تحریک انقلاب میں آپ کی جدوجہد

شاہ اور استعمار کے خلاف اٹھنے والی تحریک میں آپ امام خمینیؒ کے شانہ بشانہ رہے اور اس راہ میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ پس حضرت امام خمینیؒ کی طرف سے آپکی پہلی ذمہ داری یہ تھی کہ آپ خراسان کے مراجع، علماء اور حوزہ علمیہ مشہد کو حضرت امام خمینیؒ کا خصوصی پیغام پہنچائیں چنانچہ اسکے بعد خراسان میں بھی اسلامی جدوجہد شروع ہوئی اور خود تبلیغ اور شاہ کے خلاف لوگوں کو بیدار کرنے کیلئے بیرجند نامی شہر روانہ ہوئے، جہاں محرم

الحرام کے انہی ایام میں ایک دن کیلئے آپکی گرفتاری عمل میں آئی اور آپ مجالس نہ پڑھنے کے وعدے پر رہا ہوئے لیکن کچھ ہی دنوں بعد آپ کو دوبارہ گرفتار کرلیا گیا جس کے دوران آپ نے ۱۵ دن تک سخت شکنجوں کا سامنا کیا۔

آیت اللہ خامنہ ای (دام ظلہ) امام خمینیؒ کے پیغام کو ایران کے گوشہ گوشہ میں پھیلانا اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے، بنابرایں اسی طرح کے ایک اہم کام کے سلسلے میں کرمان تشریف لے گئے اور وہاں چند روز قیام، ملاقاتوں اور تقاریر وغیرہ کے بعد زاہدان پہنچے جہاں آپکی پر جوش تقاریر نے لوگوں کو بیدار کیا اور اسی بناء پر آپ تیسری بار گرفتار ہوئے، ساواک (ایرانی انٹیلی جنس) نے آپ کو تہران روانہ کیا جہاں آپ نے دو ماہ قید میں شکنجوں اور مشکلات کو صبر و تحمل سے برداشت کیا۔

چوتھی بار ساواک نے آپ کو حدیث و تفسیر قرآن کا درس دینے پر گرفتار کیا کیونکہ نوجوانوں نے آپ کے دروس کا بہت والہانہ استقبال کیا تھا اور آپ لوگوں کے دلوں میں گھر کر چکے تھے۔

پانچویں بار آپ کو سیاسی جدوجہد کے الزام میں گرفتار کیا گیا اور آپ کو چند ماہ کیلئے جیل بھیج دیا گیا۔ آپ خود فرماتے ہیں:

> مسلح جدوجہد پر حکومت شاہ کی کڑی نظریں تھیں، اسی لیئے درس و تدریس اور نظریاتی بحثوں پر اپنی توجہ مبذول کی اور آہستہ آہستہ مشہد اور تہران میں مخفی نظریاتی بحثوں کا آغاز کیا"

چھٹی بار آپ کو نہج البلاغہ کا درس دینے پر گرفتار کیا گیا کیونکہ آپ لوگوں میں صحیح راہ کے انتخاب کا شعور بیدار کررہے تھے، اور اسطرح کی جدوجہد لوگوں کو شاہ اور اسرائیل کے خلاف ابھار رہی تھی چنانچہ آپ کو جیل بھیجنے کے بجائے ایران کے گرم ترین علاقے ایرانشہر میں تین سال کے لیے شہر بدر کردیا گیا۔ چونکہ تحریک آزادی اور انقلابی تحریک اپنے آخری مراحل میں تھی لہذا آپ نے حکومتی پابندیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مشہد پہنچ کر خراسان کے علاقے میں تحریک کی سربراہی سنبھال لی۔

کامیابی کی منزل پر

امام خمینیؒ کی پیرس سے واپسی کے انتظامات اور دیگر اہم کاموں کی ذمہ داری سنبھالنے کیلئے، بعض اہم شخصیات (کہ جن میں شہید مطہری، شہید بہشتی، ہاشمی رفسنجانی اور موسوی اردبیلی شامل تھے) پر مشتمل ''شورائے انقلاب اسلامی'' تشکیل دی گئی اور امام خمینی کے فرمان کے مطابق آیت اللہ خامنہ ای کو بھی اسی کمیٹی میں شامل کیا گیا اور یوں آپ مشہد سے تہران تشریف لے آئے۔

انقلاب کی کامیابی کے بعد:

انقلاب کی کامیابی کے بعد آپ نے ملک کے کئی حساس اداروں میں اہم ذمہ داریاں انجام دیں، مثلاً:

۱) سیکریٹری وزارت دفاع۔

۲) سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی کی سرپرستی۔

۳) امام جمعہ تہران۔

۴) دفاع کی اعلی کمیٹی (شورائے عالی دفاع) میں امام خمینیؒ کے نمائندے۔

۵) صوبہ سیستان وبلوچستان میں امام خمینیؒ کے نمائندے۔

۶) تہران سے قومی اسمبلی کے رکن۔

۷) انقلابی ثقافتی کونسل (شورائے انقلاب فرہنگی) کی صدارت۔

۸) مجمع تشخیص مصلحت نظام کی صدارات۔

۹) اسلامی جمہوریہ ایران کی ۸ سالہ صدارت۔

۱۰) رہبری اور ولی امر مسلمین (امام خمینیؒ کی رحلت کے بعد سے تا بحال اس منصب پر خدمات انجام دے رہے ہیں)۔

آپ کے قلمی آثار:

☆ تالیف وتحقیق

۱) طرح کلی اندیشہ اسلامی درقرآن (قرآن میں اسلامی فکر کے خد وخال)۔

۲) از ژرفای نماز (نماز کی گہرائیاں) (اردو ترجمہ موجود ہے)۔

۳) صبر۔

۴) چہار کتاب اصلی علم رجال۔

۵) ولایت۔

۶) گزارشی از سابقۂ تاریخی، اوضاع کنونی حوزہ علمیہ مشہد (حوزہ علمیہ مشہد کی تاریخ اور موجودہ حالات)۔

۷) زندگی نامہ ائمہ تشیع (اہل بیتؑ کے حالات زندگی)۔

۸) پیشوای صادق (امام صادقؑ کی زندگی کا ایک جائزہ)۔

۹) وحدت و تحزب۔ (وحدت اور گروپ بندی)۔
۱۰) درست فہمیدن دین (دین کا صحیح فہم)۔

ترجمے:

۱) صلح امام حسن (مؤلف راضی آل یاسین)۔
۲) آیندہ در قلمرو اسلام (مؤلف سید قطب)۔
۳) نقش مسلمانان در نہضت آزادی ہندوستان (مؤلف عبدالمنعم نمری نصری)، (ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کا کردار)۔
۴) ادعا نامہ علیہ تمدن غرب (مؤلف سید قطب) (مغربی تمدن کے خلاف دعویٰ)۔

تقليد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

العمل بهذه الرسالة (اجوبة الاستفتاءات)

مجزئ ومبرئ للذمة ان شاء الله تعالى

احتیاط، اجتہاد اور تقلید

س ۱: کیا تقلید صرف عقلی مسئلہ ہے یا اسکے ثبوت پر شرعی ادلہ بھی ہیں؟

ج: تقلید کے ثبوت پر شرعی ادلہ ہیں اور عقل کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ جو شخص خود احکام دین سے آگاہ نہیں ہے وہ مجتہد جامع الشرائط کی طرف رجوع کرے۔

س ۲: آپ کے نزدیک احتیاط پر عمل کرنا بہتر ہے یا تقلید پر؟

ج: چونکہ احتیاط پر عمل کرنا اسکے موارد اور کیفیت احتیاط کو جاننے پر موقوف ہے اور اس پر زیادہ وقت خرچ ہوتا ہے لہذا انسان کیلئے احکام دین میں جامع الشرائط مجتہد کی تقلید کرنا بہتر ہے۔

س ۳: احکام شرعیہ میں فقہا کے فتاویٰ کے لحاظ سے دائرہ احتیاط کی حدود کہاں تک ہیں؟ اور کیا سابق فقہاء کے فتاویٰ کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے؟

ج: موارد احتیاط میں احتیاط کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام فقہی احتمالات کی اس طریقے سے رعایت کی جائے کہ انسان کو اپنے بری الذمہ ہونے کا اطمینان ہو جائے۔

س ۴: جلد ہی میری بیٹی بالغ ہونے والی ہے اور اس وقت اسے مرجع تقلید کا انتخاب کرنا ہوگا لیکن مسئلہ تقلید کا ادراک اس کیلئے مشکل ہے آپ فرمایئے اس سلسلہ میں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر اس سلسلے میں وہ خود اپنی شرعی ذمہ داری کو نہیں سمجھ سکتی تو آپ کیلئے اسکی راہنمائی کرنا ضروری ہے۔

س ۵: فقہا کے درمیان مشہور یہ ہے کہ مجتہد کی ذمہ داری صرف حکم کو بیان کرنا ہے لیکن اسکے باوجود مجتہدین بہت سے موارد میں موضوعات احکام کو بھی بیان کرتے ہیں تو کیا موضوع کے سلسلے میں مجتہد کی پیروی کرنا ضروری ہے؟

ج: موضوع کی تشخیص مکلف کا کام ہے لہذا اس سلسلے میں مجتہد کی تشخیص کی پیروی کرنا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ اس تشخیص سے انسان کو اطمینان ہو جائے یا موضوع ایسا ہو کہ جس کی تشخیص کیلئے اجتہاد اور استنباط کی ضرورت ہے۔

س ٦: کیا اپنی ضرورت والے شرعی مسائل کے سیکھنے میں کوتاہی کرنے والا گنا ہگار ہے؟

ج: اگر شرعی مسائل کا نہ سیکھنا کسی واجب کے چھوٹ جانے یا فعل حرام کے ارتکاب کا سبب بنے تو گناہگار ہے۔

س ۷: دینی مسائل سے کم واقفیت رکھنے والے افراد سے بعض اوقات جب انکی تقلید کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم نہیں جانتے یا کہتے ہیں ہم فلاں مجتہد کی تقلید کرتے ہیں جبکہ عملاً وہ لوگ اپنے آپ کو اس مجتہد کی توضیح المسائل کے پڑھنے اور اسکے فتاویٰ پر عمل کرنے کا پابند نہیں سمجھتے ایسے لوگوں کے اعمال کا حکم کیا ہے؟

ج: اگر انکے اعمال احتیاط، واقع یا اس مجتہد کے فتاویٰ کے مطابق ہوں جس کی تقلید ان پر واجب تھی تو صحیح ہیں

س ۸: اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جن مسائل میں اعلم مجتہد احتیاطِ واجب کا قائل ہے ان میں اس کے بعد والے اعلم کی طرف رجوع کر سکتے ہیں ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر اس کے بعد والا اعلم بھی اس مسئلہ میں احتیاطِ واجب کا قائل ہو تو کیا ہم اس مسئلے میں ان دونوں سے بعد والے اعلم کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟ اور اگر تیسرا بھی اس بات کا قائل ہو تو کیا ہم ان سے بعد والے اعلم کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اور اسی طرح......اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیے؟

ج: جس مسئلہ میں اعلم مجتہد کا فتویٰ نہیں ہے اس میں اس مجتہد کی طرف رجوع کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے جس کا واضح فتویٰ موجود ہو اور وہ احتیاط کا قائل نہ ہو البتہ رجوع کرنے میں ترتیب کا خیال کرنا ضروری ہے یعنی پہلے اپنے مرجع کے بعد والے اعلم کی طرف رجوع کرے پھر اسکے بعد والے اعلم کی طرف

اور پھر اسکے بعد والے اعلم کی طرف اور پھر......

تقلید کے شرائط

س ۹: کیا ایسے مجتہد کی تقلید جائز ہے جس نے مرجعیت کے منصب کو نہ سنبھالا ہو اور نہ ہی اس کی توضیح المسائل موجود ہو؟

ج: مجتہد جامع الشرائط کی تقلید کی صحت کیلئے شرط نہیں ہے کہ اس نے منصب مرجعیت کو سنبھال رکھا ہو اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ اسکی توضیح المسائل موجود ہو لذا جو مکلف اس کی تقلید کرنا چاہتا ہے، اگر اس کے لیے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ جامع الشرائط مجتہد ہے تو اس کی تقلید کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۰: کیا مکلف اس مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے جو فقہ کے کسی ایک باب مثلاً نماز یا روزہ میں درجہ اجتہاد پر فائز ہے؟

ج: ایسے مجتہد (مجتہد متجزی) کا فتویٰ خود اس کے لئے حجت ہے لیکن دوسروں کے لئے اس کی تقلید کرنے میں اشکال ہے اگر چہ اس کا جائز ہونا بعید نہیں ہے۔

س ۱۱: کیا دوسرے ملکوں کے ان فقہاء کی تقلید جائز ہے؟ جن تک رسائی ممکن نہیں ہے۔

ج: شرعی مسائل میں جامع الشرائط مجتہد کی تقلید میں یہ شرط نہیں ہے کہ مجتہد مقلد کا ہم وطن ہو یا اس کے شہر کا رہنے والا ہو۔

س ۱۲: مجتہد اور مرجع تقلید میں جو عدالت لازم ہے کیا وہ کم یا زیادہ ہونے کے اعتبار سے اس عدالت سے مختلف ہے جو امام جماعت کے لئے ضروری ہے؟

ج: منصب مرجعیت کی اہمیت اور حساسیت کے پیش نظر مرجع تقلید میں احتیاط واجب کی بنا پر عدالت کے علاوہ یہ بھی شرط ہے کہ وہ اپنے سرکش نفس پر مسلط ہو اور دنیا کا حریص نہ ہو۔

س ۱۳: یہ جو کہا جاتا ہے کہ ایسے مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے جو عادل ہو تو اس عادل سے کون شخص

مراد ہے؟

ج: عادل سے مراد وہ شخص ہے جو اس حد تک پرہیز گار ہو کہ جان بوجھ کر گناہ کا ارتکاب نہ کرتا ہو۔

س ۱٤: کیا زمان و مکان کے حالات سے واقف ہونا اجتہاد کی شرائط میں سے ہے؟

ج: ممکن ہے بعض مسائل میں اس کا دخل ہو۔

س ۱۵: امام خمینیؒ کے فتویٰ کے مطابق مرجع تقلید کے لئے واجب ہے کہ وہ احکام عبادات و معاملات کا علم رکھنے کے علاوہ سیاسی، اقتصادی، فوجی، سماجی اور قیادت و رہبری کے امور سے بھی آگاہ ہو پہلے ہم امام خمینیؒ کے مقلد تھے اور آپ کی رحلت کے بعد بعض علماء کی راہنمائی اور خود اپنی تشخیص کی بناء پر آپ کی تقلید کا فیصلہ کیا تا کہ یوں قیادت اور مرجعیت کو جمع کر پائیں اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: مرجع تقلید کی صلاحیت کی شرائط تحریر الوسیلہ اور مسائل کی دیگر کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہیں اور قابل تقلید شخص کی تشخیص خود مقلد کا کام ہے۔

س ۱٦: کیا مرجع تقلید کا اعلم ہونا شرط ہے یا نہیں؟ نیز اعلمیت کا معیار کیا ہے؟

ج: جن مسائل میں مجتہد اعلم کے فتاویٰ دیگر مجتہدین کے فتاویٰ سے مختلف ہوں ان میں احتیاط یہ ہے کہ اعلم کی تقلید کی جائے اور اعلمیت کا معیار یہ ہے کہ وہ دوسرے مجتہدین کی نسبت احکام خدا کے سمجھنے اور الٰہی فرائض کو ان کی دلیلوں سے استنباط کرنے میں زیادہ مہارت رکھتا ہو۔ نیز احکام شرعی کے موضوعات کی تشخیص میں جس حد تک زمانے کے حالات کا دخل ہے اور جس حد تک یہ فقہی نظر قائم کرنے میں مؤثر ہیں ان سے دوسروں کی نسبت زیادہ آگاہ ہو۔

س ۱۷: اگر اعلم مجتہد میں تقلید کے لئے لازمی شرائط کے موجود نہ ہونے کا احتمال ہو چنانچہ کوئی شخص غیر اعلم کی تقلید کر لے تو کیا اس شخص کی تقلید باطل ہے؟

ج: صرف اس احتمال کی وجہ سے کہ اعلم میں ضروری شرائط موجود نہیں ہیں، بنا بر احتیاط واجب اختلافی مسئلہ میں غیر اعلم کی تقلید جائز نہیں ہے۔

س۱۸: اگر ثابت ہو جائے کہ بعض فقہاء مختلف مسائل میں اعلم ہیں یعنی ان میں سے ہر ایک خاص مسائل میں اعلم ہو تو کیا مختلف احکام میں ان مختلف فقہاء کی تقلید کی جا سکتی ہے؟

ج: مختلف مسائل میں متعدد مراجع کی تقلید کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اگر معلوم ہو جائے کہ یہ مجتہد اِن خاص مسائل میں اعلم ہے اور وہ مجتہد دوسرے خاص مسائل میں اعلم ہے اور ان مسائل میں ان کے فتاویٰ دیگر مجتہدین کے فتاویٰ سے مختلف ہوں تو بنا بر احتیاط مختلف مسائل میں متعدد فقہا کی تقلید کرنا ضروری ہے۔

س۱۹: کیا اعلم کے ہوتے ہوئے غیر اعلم کی تقلید جائز ہے؟

ج: جن مسائل میں غیر اعلم کے فتاویٰ اعلم کے فتاویٰ سے مختلف نہ ہوں ان میں غیر اعلم کی طرف رجوع کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔

س۲۰: مرجع تقلید میں اعلمیت کی شرط کے سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ نیز اسکی دلیل کیا ہے؟

ج: اگر جامع الشرائط فقہاء متعدد ہوں اور ان کے فتاویٰ مختلف ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اعلم کی تقلید کی جائے مگر جب علم ہو کہ اعلم کا فتویٰ احتیاط کے مخالف اور غیر اعلم کا فتویٰ احتیاط کے موافق ہے۔ اور تقلیدِ اعلم کے ضروری ہونے کی دلیل سیرۂ عقلاء اور حکم عقل ہے کیونکہ مقلد کو اعلم کے فتاویٰ کے قابل اعتبار ہونے کا یقین ہے جبکہ غیر اعلم کے فتاویٰ کے سلسلے میں صرف احتمال ہے۔

س۲۱: کس مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے؟

ج: ایسے مجتہد کی تقلید کرنا واجب ہے کہ جس میں فتویٰ دینے اور مرجعیت کی شرائط موجود ہوں اور بنا بر احتیاط اعلم ہو۔

س۲۲: کیا ابتدا سے میت کی تقلید کی جا سکتی ہے؟

ج: احتیاطاً ضروری ہے کہ ابتدا میں زندہ اور اعلم مجتہد کی تقلید کی جائے۔

س۲۳: کیا ابتدا میں مردہ مجتہد کی تقلید (اس سلسلے میں) زندہ مجتہد کی تقلید پر موقوف ہے؟

ج: مردہ مجتہد کی ابتدا میں تقلید یا اسکی تقلید پر باقی رہنا ضروری ہے کہ اس مسئلے میں زندہ اور اعلم مجتہد کی تقلید کی بنا پر ہو۔

اجتہاد اور اعلمیت کے اثبات نیز فتاویٰ حاصل کرنے کے طریقے

س ۲٤: دو عادل افراد کی گواہی کے ذریعے کسی مجتہد کی صلاحیت مرجعیت ثابت ہو جانے کے بعد آیا اس سلسلے میں دیگر افراد سے تحقیق کرنا بھی ضروری ہے؟

ج: تقلید کے جواز کیلئے ایسے دو افراد کی گواہی کافی ہے جو عادل اور صلاحیت مرجعیت کے سلسلے میں باخبر ہوں اور کسی دوسرے سے مزید تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۲۵: مرجع کے انتخاب اور اسکے فتاویٰ حاصل کرنے کے طریقے کیا ہیں؟

ج: مرجع تقلید کے اجتہاد اور اسکی اعلمیت کو مندرجہ ذیل طریقوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

خود اسکی آزمائش کے ذریعے

یا انکا یقین حاصل کرلینے کے ساتھ اگرچہ یہ یقین ایسی شہرت سے حاصل ہو جو مفید یقین ہے

یا انکا اطمینان حاصل کرلینے کے ذریعے

یا دو باخبر اور عادل افراد کی گواہی کے ذریعے

اور فتاویٰ کو مندرجہ ذیل طریقوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۱) خود مجتہد سے سنے

۲) دو یا ایک عادل شخص سے سنے

۳) ایک قابل اطمینان شخص سے سنے

۴) مجتہد کی مسائل والی کتاب میں دیکھ لے بشرطیکہ اغلاط سے محفوظ ہو

س ۲٦: کیا مرجع کے انتخاب کیلئے کسی کو وکیل بنایا جاسکتا ہے جیسے بیٹا باپ کو یا شاگرد استاد کو وکیل بنادے؟

ج: اگر وکالت سے مراد جامع الشرائط مجتہد کے بارے میں تحقیق اور جستجو کو باپ، استاد یا مربی وغیرہ کے سپرد کرنا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر انکے قول سے یقین یا اطمینان حاصل ہو جائے یا اس

میں گواہی دینے کے شرائط موجود ہوں تو شرعی لحاظ سے انکا قول قابل اعتبار ہے۔

س۲۷: میں نے کئی مجتہدین سے اعلم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا فلاں شخص کی طرف رجوع کرنے سے انسان بری الذمہ ہے تو کیا میں ان کی بات پر اعتماد کرسکتا ہوں جبکہ خود مجھے اس شخص کی اعلمیت کے بارے میں معلوم نہیں ہے یا مجھے اس بارے میں شک ہے یا اسکے اعلم نہ ہونے کا اطمینان ہے کیونکہ ایسے دیگر افراد بھی موجود ہیں جنکی اعلمیت کے بارے میں ایسی ہی شہادت موجود ہے۔

ج: اگر کسی جامع الشرائط مجتہد کی اعلمیت پر شرعی شہادت قائم ہوجائے تو وہ اس وقت تک قابل اعتبار ہے جب تک اسکے مخالف کوئی دوسری شرعی شہادت نہ آجائے اگرچہ اس سے یقین یا اطمینان حاصل نہ بھی ہو اور اس شرعی شہادت کے مخالف کسی اور شرعی شہادت کے بارے میں جستجو اور اسکے عدم وجود کا علم حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔

س۲۸: جس شخص کے پاس فتاویٰ بیان کرنے کیلئے مجتہد کی اجازت نہیں ہے اور بعض مقامات پر احکام کے بیان کرنے اور فتاویٰ کے نقل کرنے میں غلطی کا بھی مرتکب ہوا ہو کیا ایسا شخص فتاویٰ اور احکام شرعی کے بیان کرنے کی ذمہ داری اٹھا سکتا ہے؟ نیز اگر یہ شخص توضیح المسائل سے احکام کو بیان کرے تو ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: مجتہد کا فتویٰ نقل کرنے اور شرعی احکام بیان کرنے کے لئے اجازت شرط نہیں ہے لیکن جو شخص خطا کا مرتکب ہوتا ہے وہ مسائل کو بیان کرنے کی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا اور اگر کسی مسئلہ کے بیان کرنے میں اس سے غلطی ہوجائے اور بعد میں اسے پتا چل جائے تو اس پر واجب ہے کہ سننے والے کو اس غلطی سے آگاہ کردے بہر حال سننے والے کے لیے، مسئلہ بیان کرنے والے کی بات پر اس وقت تک عمل کرنا جائز نہیں ہے جب تک اسے اس کے قول کی صحت کا اطمینان حاصل نہ ہوجائے۔

تقلید بدلنا

س ۲۹: ہم نے میت کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے غیر اعلم سے اجازت لی تھی، پس اگر اس سلسلہ میں اعلم کی اجازت شرط ہے تو کیا اس صورت میں اعلم کی طرف رجوع کرنا اور مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے اس سے اجازت لینا واجب ہے؟

ج: اگر اس مسئلہ میں غیر اعلم کا فتویٰ، اعلم کے فتوے کے موافق ہو تو غیر اعلم کے فتویٰ کے مطابق عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس صورت میں اعلم کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۳۰: کیا امام خمینیؒ کے کسی فتویٰ سے عدول کرنے کے بعد اس مجتہد کے فتویٰ کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے کہ جس سے میں نے مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنے کیلئے اجازت لے رکھی تھی یا دیگر مجتہدین کے فتاویٰ پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے؟

ج: احتیاط یہ ہے کہ اسی مجتہد کے فتاویٰ کی طرف رجوع کیا جائے مگر یہ کہ کوئی دوسرا زندہ مجتہد اس سے اعلم ہو اور جس مسئلے میں یہ عدول کر رہا ہے اس میں اس کا فتویٰ پہلے مجتہد کے فتویٰ کے مخالف ہو تو اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اعلم مجتہد کی طرف رجوع کیا جائے۔

س ۳۱: کیا اعلم کی تقلید چھوڑ کر غیر اعلم کی تقلید کی جاسکتی ہے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک زندہ مجتہد کی تقلید سے دوسرے زندہ مجتہد کی تقلید کی طرف عدول نہ کیا جائے بالخصوص جب پہلا مرجع تقلید اعلم ہو۔

س ۳۲: میں شرعی احکام کا پابند جوان ہوں اور ماضی میں سن بلوغ تک پہنچنے سے پہلے امام خمینی (رہ) کا مقلد تھا لیکن یہ تقلید کسی شرعی شہادت کی بنیاد پر نہیں تھی بلکہ اس بنیاد پر تھی کہ امام خمینی (رہ) کی تقلید بری الذمہ ہونے کا سبب ہے۔ کچھ مدت کے بعد میں نے ایک اور مرجع کی تقلید کر لی جبکہ یہ عدول بھی صحیح نہیں تھا اور اس مرجع کے فوت ہو جانے کے بعد میں نے آپ کی طرف رجوع کر لیا برائے کرم بتایئے میری اس مرجع کی تقلید اور اس دوران میں جو اعمال انجام

دیئے ہیں انکا کیا حکم ہے؟اور میری حالیہ ذمہ داری کیا ہے؟

ج: جو اعمال آپ نے امام خمینیؒ کے فتاویٰ کے مطابق انجام دیئے ہیں وہ تو صحیح ہیں چاہے یہ امامؒ کی زندگی میں انجام پائے ہوں یا انکی وفات کے بعد انکی تقلید پر باقی رہتے ہوئے انجام پائے ہوں۔ رہے وہ اعمال جو آپ نے شرعی معیار سے ہٹ کر کسی مجتہد کے فتاویٰ کے مطابق انجام دیئے اگر وہ اس مجتہد کے فتاویٰ کے مطابق ہوں جسکی اِس وقت آپ کیلئے تقلید کرنا ضروری ہے تو وہ بھی صحیح اور بری الذمہ ہونے کا موجب ہیں ورنہ انکی قضا آپ پر واجب ہے۔ اور اس وقت آپ کو اختیار ہے چاہیں تو امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی رہیں اور چاہیں تو اسکی تقلید کرلیں جسے آپ شرعی معیار کے مطابق لائق تقلید سمجھتے ہیں۔

میت کی تقلید پر باقی رہنا

س ۳۳: ایک شخص نے امام خمینیؒ کی وفات کے بعد کسی مجتہد کی تقلید کی اور اب وہ دوبارہ امام خمینیؒ کی تقلید کرنا چاہتا ہے، کیا ایسا کرسکتا ہے؟

ج: زندہ جامع الشرائط مجتہد کی تقلید سے مردہ مجتہد کی تقلید کی طرف رجوع کرنا بنابر احتیاط واجب، جائز نہیں ہے، ہاں اگر عدول کے وقت وہ زندہ مجتہد، جامع الشرائط نہیں تھا تو اس کی طرف عدول شروع سے ہی باطل تھا لہٰذا اب اسے اختیار ہے کہ امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی رہے یا ایسے زندہ مجتہد کی طرف عدول کرے جس کی تقلید جائز ہے۔

س ۳۴: میں امام خمینیؒ کی حیات میں ہی بالغ ہوگیا تھا اور بعض احکام میں ان کی تقلید کرتا تھا، لیکن مسئلہ تقلید میرے لئے زیادہ واضح نہیں تھا، اب میری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر آپ امام خمینیؒ کی زندگی میں اپنے عبادی اور غیر عبادی اعمال میں ان کے فتاویٰ کے مطابق عمل کرتے رہے اور عملاً انہیں کے مقلد تھے اگرچہ بعض احکام میں ہی تو آپ کے لئے تمام مسائل میں ان کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے۔

س ۳۵: اگر مردہ مجتہد اعلم ہو تو اس کی تقلید پر باقی رہنے کا حکم کیا ہے؟

ج: مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا ہر حال میں جائز ہے لیکن سزاوار یہ ہے کہ میت کے اعلم ہونے کی صورت میں احتیاطاً اسی کی تقلید پر باقی رہا جائے۔

س ۳۶: کیا مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے اعلم سے اجازت لینا ضروری ہے یا کسی بھی مجتہد سے اجازت لی جاسکتی ہے؟

ج: اگر تقلید میت پر باقی رہنے کے جواز کے سلسلے میں سب فقہا کا اتفاق ہو تو اعلم سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

س ۳۷: ایک شخص نے امام خمینیؒ کی تقلید کی تھی اور ان کی وفات کے بعد اس نے بعض مسائل میں ایک دوسرے مجتہد کی تقلید کر لی، پھر اس مجتہد کا انتقال ہو گیا، اب اس شخص کا فریضہ کیا ہے؟

ج: جن مسائل میں اس نے امام خمینیؒ کی تقلید سے عدول نہیں کیا تھا ان میں امام کی تقلید پر باقی رہ سکتا ہے جن مسائل میں اس نے دوسرے مجتہد کی طرف عدول کر لیا تھا، ان میں اسے اختیار ہے کہ اسی کی تقلید پر باقی رہے یا زندہ مجتہد کی طرف رجوع کرلے۔

س ۳۸: امام خمینیؒ کے انتقال کے بعد میرا خیال یہ تھا کہ ان کے فتویٰ کے مطابق میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز نہیں ہے لہذا میں نے زندہ مجتہد کی تقلید کر لی، کیا اب دوبارہ میرے لئے امام خمینیؒ کی تقلید کی طرف رجوع کرنا جائز ہے؟

ج: جن مسائل میں آپ زندہ مجتہد کی طرف عدول کر چکے ہیں ان میں امام خمینیؒ کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ زندہ مجتہد کا فتویٰ یہ ہو کہ مردہ مجتہد اعلم ہو تو اس کی تقلید پر باقی رہنا واجب ہے اور آپ کے نزدیک امام خمینیؒ، زندہ مجتہد کی بہ نسبت اعلم ہوں تو ایسی صورت میں آپ پر امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی رہنا واجب ہے۔

س ۳۹: کیا میرے لئے کسی مسئلہ میں کبھی مجتہدِ میت اور کبھی زندہ اعلم مجتہد کی طرف رجوع کرنا جائز ہے، جبکہ اس مسئلہ میں دونوں کا فتویٰ مختلف ہو؟

ج: جب تک زندہ مجتہد کی طرف عدول نہ کیا ہو میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے، لیکن میت سے زندہ

مجتہد کی طرف عدول کر لینے کے بعد دوبارہ میت کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۴۰: کیا امام خمینیؒ کے مقلدین اور ان لوگوں کے لئے جو ان کی تقلید پر باقی رہنا چاہتے ہیں، زندہ مراجع میں سے کسی ایک سے اجازت لینا ضروری ہے یا اس مسئلے میں اکثر مراجع عظام و علمائے اعلام کا تقلید میت پر باقی رہنے کے جواز پر اتفاق ہی کافی ہے؟

ج: اگر مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنے کے جواز پر عصر حاضر کے علماء کا اتفاق ہو تو اس کی بنا پر امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے اور اس سلسلہ میں کسی خاص مجتہد کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۴۱: جس مسئلہ پر مقلد نے مردہ مجتہد کی حیات میں عمل کیا تھا یا نہیں کیا تھا اس میں میت کی تقلید پر باقی رہنے کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: تمام مسائل میں میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز اور کافی ہے چاہے مرجع کی حیات میں ان پر عمل کیا ہو یا نہ۔

س ۴۲: بنا برایں کہ میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے کیا وہ لوگ بھی میت کی تقلید پر باقی رہ سکتے ہیں جو مجتہد کی حیات میں بالغ نہیں ہوئے تھے مگر اسکے فتوؤں پر عمل کرتے تھے؟

ج: اگر نابالغ نے جامع الشرائط مجتہد کی صحیح طریقے سے تقلید کی ہو تو اس مجتہد کے فوت ہو جانے کے بعد اسکی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے۔

س ۴۳: ہم امام خمینیؒ کے مقلد ہیں اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کی تقلید پر باقی ہیں لیکن اب جبکہ ملت مسلمہ کو عالمی استکبار کا سامنا ہے ہمیں نئے نئے شرعی مسائل درپیش ہوتے ہیں ایسے میں آپ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، لہذا ہم آپ کی طرف عدول کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ کی تقلید کرنا ضروری سمجھتے ہیں کیا ایسا کر سکتے ہیں؟

ج: آپ کے لئے امام خمینی (طاب ثراہ) کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے فی الحال ان کی تقلید سے عدول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر بعض نئے مسائل میں حکم شرعی معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ہمارے دفتر سے خط و کتابت کر کے معلوم کر سکتے ہیں۔

س ٤٤: اس مقلد کا فریضہ کیا ہے جو ایک مجتہد کی تقلید میں ہو اور اس کے لئے دوسرے مرجع کی اعلیت ثابت ہو جائے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ جن مسائل میں اسکے مرجع کے فتاویٰ اعلم مرجع کے فتاویٰ سے مختلف ہیں ان میں اعلم کی طرف رجوع کرے۔

س ٤٥: ا۔ کس صورت میں مقلد اپنے مرجع سے عدول کر سکتا ہے؟

۲۔ اگر اعلم کے فتاویٰ زمانہ کے مطابق نہ ہوں یا ان پر عمل بہت دشوار ہو تو کیا غیر اعلم کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے؟

ج: بنابر احوط زندہ مرجع تقلید سے دوسرے مجتہد کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر دوسرا مرجع اس پہلے مرجع سے اعلم ہو اور کسی مسئلہ میں اس کا فتویٰ پہلے مرجع کے فتوئی کے مخالف ہو تو کر سکتا ہے۔ صرف اس گمان کی وجہ سے کہ اسکے مرجع تقلید کے فتاویٰ زمانہ اور اس کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہیں یا فقط اس وجہ سے کہ اس کے فتاویٰ پر عمل دشوار ہے، اعلم سے کسی دوسرے مجتہد کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے۔

تقلید کے متفرقہ مسائل

س ٤٦: جاہل مقصر سے کیا مراد ہے؟

ج: جاہل مقصر وہ ہے جو اپنی جہالت کی طرف متوجہ ہو اور اس کو دور کرنے کے ممکنہ طریقے بھی جانتا ہو، لیکن احکام شرعیہ کے سیکھنے میں کوتاہی کرے۔

س ٤٧: جاہل قاصر کون ہے؟

ج: جاہل قاصر وہ ہے جو اپنی جہالت سے بالکل آگاہ نہ ہو یا اپنے جہل کو دور کرنے کا اسکے پاس کوئی طریقہ نہ ہو۔

س۴۸: احتیاط واجب کا کیا مطلب ہے؟

ج: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی عمل کے انجام یا ترک کا وجوب احتیاط کی بنا پر ہے۔

س۴۹: کیا بعض فتاویٰ میں موجود یہ عبارت ''اس میں اشکال ہے'' کام کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے؟

ج: موقع ومحل کی مناسبت سے اس کے معنی مختلف ہیں اگر کسی کام کے جواز میں اشکال ہوتو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے انجام دینا حرام ہے۔

س۵۰: مندرجہ ذیل تعبیرات فتاویٰ ہیں یا احتیاط؟

اس میں اشکال ہے۔ یہ مشکل ہے۔ یہ اشکال سے خالی نہیں ہے۔ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

ج: آخری تعبیر کے علاوہ کہ جو فتوی ہے، باقی سب احتیاط ہیں۔

س۵۱: عدم جواز اور حرام میں کیا فرق ہے؟

ج: مقامِ عمل میں دونوں کوئی فرق نہیں ہے۔

مرجعیت اور ولایت وراہبری

س۵۲: اگر سماجی، سیاسی اور ثقافتی مسائل میں ولی فقیہ اور دوسرے مرجع تقلید کے فتاویٰ مختلف ہوں تو ایسے کاموں میں مسلمانوں کا شرعی فریضہ کیا ہے؟ اور کیا یہاں پر کوئی ایسا معیار ہے جو ولی فقیہ کی طرف سے جاری ہونے والے احکام اور مراجع تقلید کے صادر کردہ احکام میں امتیاز پیدا کرسکے؟ مثلاً اگر موسیقی کے مسئلہ میں مرجع تقلید اور ولی فقیہ کا فتوی مختلف ہو تو کس کی پیروی

واجب اور کافی ہے بطور کلی حکومتی احکام جن میں ولی فقیہ کی رائے مرجع تقلید کے فتوی پر ترجیح رکھتی ہے کونسے ہیں؟

ج: اسلامی ملک کے نظم ونسق کے چلانے اور مسلمانوں کے عمومی مسائل کے بارے میں ولی فقیہ کی رائے کی اطاعت ضروری ہے اور خالصۃً انفرادی مسائل میں ہر شخص اپنے مرجع تقلید کی پیروی کرے۔

س ۵۳: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے علم اصول فقہ میں ''اجتہاد متجزی'' کے عنوان سے ایک مسئلہ کے بارے میں بحث کی جاتی ہے، کیا امام خمینیؒ کا مرجعیت کو قیادت سے جدا کرنا اجتہاد متجزی کی جانب ایک قدم ہے؟

ج: ولی فقیہ کی قیادت اور مرجعیت تقلید کے الگ الگ ہو جانے کا، اجتہاد میں تجزی کے مسئلہ سے کوئی ربط نہیں ہے۔

س ۵۴: اگر ولی فقیہ ظالم کفار سے جنگ یا جہاد کا اعلان کرے اور میرا مرجع تقلید مجھے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت نہ دے تو کیا میں اپنے مرجع کی رائے پر عمل کرنے کا پابند ہوں یا نہیں؟

ج: اسلامی معاشرے کے عمومی اور اجتماعی مسائل کہ جن میں اسلام اور مسلمانوں کا دفاع اور حملہ آور کفار اور طاغوتوں کے خلاف اسلام اور مسلمانوں کا دفاع بھی شامل ہے۔ میں ولی فقیہ کے حکم کی اطاعت واجب ہے۔

س ۵۵: ولی فقیہ کا حکم یا فتویٰ کس حد تک قابل عمل ہے؟ اور اگر یہ مرجع اعلم کی رائے کے خلاف ہو تو ان دونوں میں سے کس پر عمل کیا جائے اور کس کو ترجیح دی جائے؟

ج: ولی فقیہ کے حکم کا اتباع تمام لوگوں پر واجب ہے اور مرجع تقلید کا فتویٰ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

ولایت فقیہ اور حکم حاکم

س ۵۶: مفہوم و مصداق کے اعتبار سے ولایت فقیہ کا اعتقاد کیا عقلی امر ہے یا شرعی؟

ج: ولایت فقیہ کہ جس کا مطلب، دین سے آگاہ عادل فقیہ کی حکومت ہے حکم شرعی ہے کہ جس کی تائید، عقل بھی کرتی ہے اور اس کے مصداق کی تعیین کے لئے عقلائی طریقہ موجود ہے کہ جس کو اسلامی جمہوریہ کے دستور میں بیان کیا گیا ہے۔

س ۵۷: اگر ولی فقیہ، اسلام اور مسلمانوں کے مفاد عامہ کے پیش نظر، شریعت کے کسی حکم کے خلاف حکم دے تو کیا احکام شرعیہ کو تبدیل کیا جاسکتا ہے یا ان پر عمل کرنے سے روکا جاسکتا ہے؟

ج: اس مسئلہ کے موارد مختلف ہیں۔

س ۵۸: اسلامی نظام حکومت میں ذرائع ابلاغ کا کس کے زیر نظر ہونا ضروری ہے ولی فقیہ کے، حوزہ علمیہ کے یا کسی اور ادارے کے؟

ج: واجب ہے کہ ذرائع ابلاغ، ولی امر مسلمین کے زیر فرمان اور ان کی سرپرستی میں ہوں اور ان سے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت، گرانقدر الٰہی معارف کی نشر و اشاعت، اسلامی معاشرے کی عام مشکلات کے حل، مسلمانوں کی فکری ترقی، ان کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے اور ان کے درمیان اخوت و برادری کی روح کو فروغ دینے اور اس طرح کے دیگر امور کی انجام دہی کیلئے استفادہ کیا جانا چاہیئے۔

س۵۹: کیا اس شخص کو حقیقی مسلمان سمجھا جائیگا جو فقیہ کی ولایت مطلقہ پر اعتقاد نہ رکھتا ہو؟

ج: غیبت امام زمان (عج) کے زمانہ میں اجتہاد یا تقلید کی بنا پر فقیہ کی ولایت مطلقہ پر اعتقاد نہ رکھنا، ارتداد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا باعث نہیں ہے۔

س ۶۰: کیا ولی فقیہ کو ایسی ولایت حاصل ہے کہ جس کی بنیاد پر مفاد عامہ یا کسی بھی وجہ سے دینی احکام کو منسوخ کر سکے؟

ج: رسول اعظم (صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آلہ) کی وفات کے بعد شریعت اسلامیہ کے احکام کی منسوخی کا کوئی امکان نہیں ہے اور موضوع کا بدل جانا، کسی ضرورت یا مجبوری کا پیش آجانا یا کسی حکم شرعی کے نفاذ میں کسی وقتی رکاوٹ کا وجود میں آجانا نسخ کے زمرے میں نہیں آتا۔

س ۶۱: ان لوگوں کے متعلق ہماری ذمہ داری کیا ہے جو عادل فقیہ کی ولایت کو صرف امور حسبیہ تک

محدود سمجھتے ہیں اور ان کے بعض نمائندے، اس نظریہ کی ترویج بھی کرتے ہیں؟

ج: ہر عصر و زمانہ میں اسلامی معاشرے کی قیادت اور اسکے سماجی امور کو چلانے کے لئے ولایت فقیہ، مذہب حقہ اثنا عشری کا ایک رکن رہی ہے اور اس کی جڑیں خود امامت سے ملتی ہیں لیکن اگر کوئی شخص برہان و استدلال کی بنیاد پر نظریہ ولایت فقیہ کا قائل نہ ہو تو وہ معذور ہے، لیکن اس کے لئے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور اختلاف پھیلانا جائز نہیں ہے۔

س ٦٢: کیا ولی فقیہ کے اوامر پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے یا صرف اس کے مقلدین کا فریضہ ہے؟ نیز کیا اس مرجع کے مقلدین پر جو ولایت مطلقہ کا معتقد نہ ہو، ولی فقیہ کی اطاعت واجب ہے یا نہیں؟

ج: مذہب شیعہ کی بنیاد پر ولی فقیہ کے حکومتی اوامر کی اطاعت اور اس کے امر و نہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا تمام مسلمانوں، یہاں تک کہ دیگر فقہائے عظام پر بھی واجب ہے چہ جائیکہ ان کے مقلدین پر! اور ہم سمجھتے ہیں ولایت فقیہ پر اعتقاد کو اسلام اور ائمہ معصومینؑ کی ولایت پر اعتقاد سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

س ٦٣: لفظ ''ولایت مطلقہ'' رسول اکرمؐ کے زمانے میں اس معنی میں استعمال ہوتا تھا کہ آنحضرتؐ کسی شخص کو کسی بھی چیز کا حکم دیں اس کا بجالانا اس پر واجب تھا خواہ وہ کتنا ہی دشوار کام ہو، مثلاً اگر نبی کریمؐ کسی شخص کو خودکشی کا حکم دیں تو اس پر خودکشی کرنا واجب ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا آج بھی ولایت مطلقہ سے یہی مراد ہے؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ نبی اکرمؐ معصوم تھے اور اس زمانہ میں کوئی ولی معصوم نہیں ہے؟

ج: جامع الشرائط فقیہ کی ولایت مطلقہ سے مراد یہ ہے کہ دین اسلام جو آسمانی مذاہب میں سے آخری اور قیامت کے دن تک باقی رہنے والا دین ہے، وہ حکومت کرنے والا اور معاشرے کے امور کی دیکھ بھال کرنے والا دین ہے، پس اسلامی معاشرے کے تمام طبقات کے لئے ایک ولی امر، حاکم شرع اور قائد کا ہونا ضروری ہے جو اسلام اور مسلمانوں کو دشمنوں کے شر سے بچائے، اسلامی نظام کا محافظ ہو، معاشرے میں عدل قائم کرے، طاقتور کو کمزور پر ظلم کرنے سے باز رکھے اور معاشرے کے ثقافتی، سیاسی اور سماجی امور کی ترقی کے لئے وسائل فراہم کرے۔ یہ کام ہو سکتا ہے مرحلہ اجرا میں بعض اشخاص کی خواہشات، ان

کے مفادات اور آزادی سے ٹکراتا ہو لہذا حاکم مسلمین پر واجب ہے کہ شرعی معیار کے مطابق راہبری والی عظیم ذمہ داری سنبھالنے کے بعد ہر ضروری موقع پر اسلامی فقہ کی بنیاد پر موقف اختیار کرے اور ضروری احکام صادر کرے اور اسلام و مسلمین کے مفاد عامہ سے متعلق امور میں ولی فقیہ کے اختیارات اور تصمیمات معاشرے کے دیگر افراد کے اختیارات اور تصمیمات پر مقدم ہیں یہ ولایت مطلقہ کی مختصر سی وضاحت ہے۔

س ٦٤: جس طرح مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنے کیلئے فقہا کے فتوے کے مطابق زندہ مجتہد کی اجازت کی ضرورت ہے، کیا اسی طرح مرحوم ولی فقیہ کی طرف سے صادر ہونے والے حکومتی شرعی احکام اور اوامر پر عمل کے سلسلے میں بھی زندہ رہبر کی اجازت درکار ہے یا وہ خود بخود باقی ہیں؟

ج: ولی فقیہ کی طرف سے صادر ہونے والے حکومتی احکام اور (اشخاص کی) تقرریاں اگر معینہ مدت کے لئے نہ ہوں تو خود بخود باقی رہیں گی، مگر یہ کہ نیا ولی فقیہ مصلحت کی بنا پر انہیں منسوخ کردے۔

س ٦٥: کیا اسلامی جمہوریہ ایران میں زندگی گزارنے والے اس فقیہ پر کہ جو ولی فقیہ کی ولایت مطلقہ کا قائل نہیں ہے ولی فقیہ کے احکام کی اطاعت کرنا واجب ہے؟ اور اگر وہ ولی فقیہ کے حکم کی مخالفت کرے تو کیا اسے فاسق سمجھا جائے گا؟ اور جو مجتہد فقیہ کی ولایت مطلقہ کا اعتقاد تو رکھتا ہو، لیکن اس منصب کے لئے اپنی ذات کو زیادہ مناسب سمجھتا ہو اگر وہ ولی فقیہ کے احکام کی خلاف ورزی کرے تو کیا اسے فاسق سمجھا جائے گا؟

ج: ہر مکلف پر واجب ہے کہ وہ ولی فقیہ کے حکومتی احکامات کی اطاعت کرے، چاہے وہ فقیہ ہی کیوں نہ ہو اور کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ خود کو اس منصب کا زیادہ حقدار سمجھتے ہوئے ولی فقیہ کے احکام کی خلاف ورزی کرے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب موجودہ ولی فقیہ نے ولایت کے منصب کو اس کے مروجہ قانونی طریقہ کے مطابق حاصل کیا ہو ورنہ مسئلہ بالکل مختلف ہو جائیگا۔

س ٦٦: کیا جامع الشرائط مجتہد کو زمانہ غیبت میں حدود جاری کرنے کا اختیار اور ولایت حاصل ہے؟

ج: زمانہ غیبت میں بھی حدود کا جاری کرنا واجب ہے اور اس کی ولایت اور اختیار صرف ولی فقیہ سے مخصوص ہے۔

س ٦٧: ولایت فقیہ کا مسئلہ تقلیدی ہے یا اعتقادی؟ اور اس شخص کا حکم کیا ہے جو اس کا اعتقاد نہیں رکھتا؟

ج: ولایت فقیہ کا سرچشمہ، امامت وولایت ہے جو اصول مذہب میں سے ہے البتہ ولایت فقیہ سے مربوط احکام کا استنباط بھی دیگر فقہی احکام کی طرح، شرعی دلیلوں سے کیا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص استدلال و برہان کے ذریعہ، ولایت فقیہ کو قبول نہ کرنے کے نظریہ تک پہنچ جائے تو وہ معذور ہے۔

س ٦٨: بعض اوقات بعض عہدیداروں سے ''ولایت اداری'' کے نام کا مسئلہ سننے میں آتا ہے، یعنی اعلی عہدیداروں کی بے چون وچرا اطاعت کرنا ضروری ہے، اس سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے، اور ہماری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: وہ اداری احکام جو اداری قوانین وضوابط کی بنیاد پر صادر ہوتے ہیں ان کی خلاف ورزی جائز نہیں ہے لیکن اسلامی مفاہیم میں ''ولایت اداری'' نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔

س ٦٩: نمائندہ ولی فقیہ اپنی نمائندگی والے اختیارات کی حدود میں جو احکام صادر کرتا ہے، کیا ان کی اطاعت واجب ہے؟

ج: اگر اس کے احکام ان اختیارات کی حدود میں صادر ہوئے ہوں جو اسے ولی فقیہ کی طرف سے تفویض کئے گئے ہیں، تو ان کی مخالفت جائز نہیں ہے۔

طهارت

پانی کے احکام

س ۷۰: بغیر کسی پریشر کے نیچے کی طرف بہنے والے قلیل پانی کا نچلا حصہ، اگر نجاست سے مل جائے تو کیا اس پانی کا اوپر والا حصہ، پاک رہے گا؟

ج: ایسے پانی کا اوپر والا حصہ پاک ہے بشرطیکہ اس پر اوپر سے نیچے کی جانب بہنا صادق آئے۔

س ۷۱: کیا نجس کپڑے کو جاری یا کر پانی سے دھونے کی صورت میں نچوڑنا واجب ہے یا نہیں بلکہ نجاست کے دور ہوجانے کے بعد جب اسکے تمام حصوں تک پانی پہنچ جائے تو وہ پاک ہوجائے گا؟

ج: احتیاط یہ ہے کہ اسے نچوڑا یا جھٹکا جائے۔

س ۷۲: نجس کپڑے کو کر یا جاری پانی سے پاک کرنے کیلئے کیا پانی سے باہر نکال کر نچوڑنا ضروری ہے یا پانی کے اندر ہی نچوڑ لینا کافی ہے۔

ج: پانی کے اندر ہی نچوڑ لینا یا جھٹک لینا کافی ہے۔

س ۷۳: اگر نجس قالین یا بڑی دری کو اس ٹونٹی کے پانی سے دھویا جائے جو شہر کی بڑی ٹینکی سے متصل ہے تو کیا صرف نجس جگہ تک پانی کے پہنچ جانے سے وہ پاک ہوجائیں گے یا ان سے دھوون (غسالہ) کا جدا کرنا بھی ضروری ہے؟

ج: اس پانی کے ساتھ پاک کرنے کی صورت میں دھوون کا جدا کرنا شرط نہیں ہے بلکہ جب پانی نجس مقام تک پہنچ جائے تو نجاست کے دور ہوجانے اور پانی کے قالین کے ساتھ اتصال کے وقت قالین پر ہاتھ پھیر کر پانی کو حرکت دینے کے بعد قالین پاک ہوجائے گا۔

س ۷۴: جو پانی بذات خود گاڑھا ہے اس سے وضو اور غسل کرنے کا حکم کیا ہے؟ جیسے سمندر کا پانی جو نمکیات کی فراوانی کی وجہ سے گاڑھا ہو چکا ہے یا ارومیہ کی جھیل کا پانی یا اس سے بھی زیادہ

گاڑھا پانی؟

ج: پانی کا صرف نمکیات کی وجہ سے گاڑھا ہونا، اسے خالص پانی کے دائرے سے خارج نہیں کرتا اور خالص پانی کے شرعی احکام کے مرتب ہونے کا معیار یہ ہے کہ اسے عرف عام میں خالص پانی کہا جائے۔

س ۷۵: کیا پانی پر کر کا حکم اس وقت لگے گا جب اس کے کر ہونے کا علم ہو یا صرف کر پر بنا رکھ لینا ہی کافی ہے؟ (جیسے ٹرین وغیرہ کی ٹنکیوں میں موجود پانی)۔

ج: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ پہلے وہ کر تھا، تو اس کے کر ہونے پر بنا رکھنا جائز ہے۔

س ۷۶: امام خمینیؒ کی توضیح المسائل (مسئلہ نمبر ۱۴۷) میں آیا ہے "نجاست وطہارت کے بارے میں ممیز بچے کی بات پر اس وقت تک اعتبار نہیں کیا جائیگا جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے" اس فتویٰ کی پابندی بڑی مشقت کا باعث ہے مثلاً اس کا لازمہ یہ ہے کہ جب تک بچہ ۱۵ سال کا نہیں ہو جاتا والدین کے لئے ضروری ہے کہ اس کے رفع حاجت کے بعد خود اس کی طہارت کرائیں ایسے میں ہماری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: جو بچہ سن بلوغ کے قریب ہے اس کی بات قابل اعتبار ہے۔

س ۷۷: بعض اوقات پانی میں ایسا مواد ملاتے ہیں جس سے پانی کا رنگ دودھ جیسا ہو جاتا ہے کیا یہ پانی مضاف ہو جائے گا؟ اور اس سے وضو اور طہارت کرنے کا حکم کیا ہے؟

ج: اس پانی پر مضاف پانی کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۷۸: پاک کرنے کے لحاظ سے کر اور جاری پانی میں کیا فرق ہے؟

ج: دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۷۹: اگر نمکین پانی کو ابالا جائے تو کیا اس کی بھاپ سے حاصل ہونے والے پانی سے وضو کرنا صحیح ہے؟

ج: اگر اس پر خالص پانی کا نام صدق کرے تو اس پر آب مطلق کے احکام جاری ہوں گے۔

س ۸۰: پاؤں یا جوتے کا تلوا پاک کرنے کے لئے پندرہ قدم چلنا شرط ہے، تو کیا عین نجاست کے

زائل ہونے کے بعد اتنا چلنا ضروری ہے یا عین نجاست کے ہوتے ہوئے بھی پندرہ قدم چلنا کافی ہے؟ اور اگر پندرہ قدم چلنے سے عین نجاست زائل ہو جائے تو کیا پاؤں یا جوتے کا تلوا پاک ہو جائے گا؟۔

ج: جس شخص کے پاؤں یا جوتے کا تلوا زمین پر چلنے کی وجہ سے نجس ہوا ہو اگر وہ پاک اور خشک زمین پر تقریبا دس قدم چلے تو اسکے پاؤں یا جوتے کا تلوا پاک ہو جائیگا بشرطیکہ ان پر لگی نجاست دور ہو جائے۔

س ۸۱: کیا تارکول یا اسفالٹ سے بنی ہوئی سڑک پر چلنے سے پاؤں یا جوتے کا تلوا پاک ہو جاتا ہے۔

ج: وہ زمین جس پر تارکول یا اسفالٹ بچھایا گیا ہو پاؤں یا جوتے کے تلوے کو پاک نہیں کرتی۔

س ۸۲: کیا سورج مطہرات میں سے ہے؟ اور اگر یہ مطہرات میں سے ہے تو اس کے پاک کرنے کے شرائط کیا ہیں؟

ج: سورج زمین کو اور ہر غیر منقول چیز کو پاک کرتا ہے جیسے مکان اور اس میں استعمال شدہ چیزیں جیسے لکڑی، دروازے اور کھڑکیاں وغیرہ یہ چیزیں عین نجاست کے دور ہونے کے بعد، سورج کی شعاعیں پڑنے سے پاک ہو جاتی ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے انکی عین نجاست زائل ہو چکی ہو اور سورج کی شعاعوں کے پڑنے کے وقت یہ گیلی ہوں اور سورج کے ذریعے خشک ہوں۔

س ۸۳: ان نجس کپڑوں کو کس طرح پاک کیا جائے گا جن کا رنگ پاک کرنے کے دوران پانی کو رنگین کر دے؟

ج: اگر کپڑوں کا رنگ اترنے سے پانی مضاف نہ ہو جائے تو ان پر پانی ڈالنے سے وہ پاک ہو جائیں گے۔

س ۸٤: ایک شخص غسل جنابت کرنے کے لئے ٹب یا اس جیسے کسی اور برتن میں پانی جمع کرتا ہے اور غسل کے دوران پانی کے قطرے اس برتن میں بھی گرتے ہیں تو کیا اس برتن میں موجود پانی نجس ہو جائے گا؟ اور کیا اس پانی سے غسل مکمل نہیں کیا جا سکتا؟

ج: اگر پانی بدن کے پاک حصے سے ٹب وغیرہ میں گرا ہو تو پاک ہے اور اس پانی سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۸۵: کیا نجس پانی کے ذریعہ گندھی ہوئی مٹی سے بنے ہوئے تنور کا پاک کرنا ممکن ہے؟

ج: تنور کا ظاہری حصہ دھو کر پاک کیا جا سکتا ہے اور روٹیاں پکانے کے لئے تنور کے اسی ظاہری حصے کا پاک ہونا کافی ہے کہ جس پر روٹیاں لگائی جاتی ہیں۔

س ۸۶: اگر نجس گھی میں ایسا کیمیاوی عمل انجام دیا جائے کہ اب یہ مادہ نئے خواص کا حامل بن جائے تو کیا پھر بھی یہ نجس رہے گا یا یہ کہ اس پر استحالہ کا حکم جاری ہوگا؟

ج: نجس چیزوں کو پاک کرنے کیلئے ان میں صرف ایسا کیمیاوی عمل انجام دینا کافی نہیں ہے جو ان میں نئی خاصیات پیدا کردے۔

س ۸۷: ہمارے دیہات میں ایسا حمام ہے جسکی چھت مسطح اور ہموار ہے حمام کا پانی بخارات بن کر چھت کے نچلے حصے پر جمع ہوتا ہے اور پھر وہاں سے پانی کے قطرے نہانے والوں کے سروں پر گرتے ہیں کیا یہ قطرے پاک ہیں؟ اور کیا ان قطروں کے گرنے کے بعد بھی غسل صحیح ہے؟

ج: حمام کے پانی سے بننے والی بھاپ پاک ہے، اسی طرح پاک چھت سے گرنے والے قطرے بھی پاک ہیں اور ان قطروں کے بدن پر گرنے سے غسل کے صحیح ہونے پر اثر نہیں پڑتا اور نہ ہی غسل کرنے والے کا بدن نجس ہوتا ہے۔

س ۸۸: علمی تحقیقات کے نتائج بتاتے ہیں کہ گٹروں اور نالیوں کے گندے پانی کا وزن معدنی مواد اور جراثیم کی ملاوٹ کی وجہ سے پانی کے طبعی وزن سے دس فیصد زیادہ ہو جاتا ہے۔ پانی صاف کرنے والی مشین، اس سے ان مواد اور جراثیم کو فزیکل، کیمیکل اور بیالوجیکل عمل کے ذریعہ جدا کر دیتی ہے چنانچہ مکمل طور پر صاف ہو جانے کے بعد یہ پانی فیزیکلی (رنگ، بو اور مزہ) کیمیکلی (مخلوط معدنی مواد) اور طبی اعتبار سے (مضر جراثیم سے) بہت سی نہروں اور جھیلوں کے پانی سے کئی گنا زیادہ صاف و شفاف اور بہتر ہو جاتا ہے، خاص طور پر اس پانی

سے، جو آبیاری کے لئے استعمال ہوتا ہے اور چونکہ یہ پانی صاف ہونے سے پہلے نجس تھا تو کیا مذکورہ بالا عمل کے ذریعے پاک ہوجائے گا اور اس پر استحالہ کا حکم لاگو ہوگا یا صاف ہونے کے بعد بھی نجس ہی رہے گا؟

ج: صرف معدنی مواد اور جراثیم وغیرہ کو جدا کردینے سے استحالہ حاصل نہیں ہوتا، مگر یہ کہ تصفیہ والے عمل کے ذریعے پانی کو بخارات میں بدل دیا جائے اور پھر بخارات کو پانی کی صورت میں بدلا جائے۔

بیت الخلاء کے احکام

س ۸۹: خانہ بدوشوں کے پاس خاص کر نقل مکانی کے دوران اتنا پانی نہیں ہوتا جس سے وہ پیشاب کے مقام کو پاک کرسکیں تو کیا لکڑی اور پتھر طہارت کے لئے کافی ہیں؟ کیا وہ اسی حالت میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ج: پیشاب کا مقام پانی کے بغیر پاک نہیں ہوتا، لیکن جو شخص اپنے بدن کو پانی سے پاک کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اسکی نماز صحیح ہے۔

س ۹۰: پیشاب اور پاخانہ کے مقام کو آب قلیل سے پاک کرنے کا حکم کیا ہے؟

ج: پیشاب کے مقام کو قلیل پانی سے پاک کرنے کے لئے احتیاطاً دو مرتبہ دھونا ضروری ہے اور پاخانہ کے مقام کو اتنا دھونا چاہیئے جس سے عین نجاست اور اس کے آثار زائل ہوجائیں۔

س ۹۱: پیشاب کرنے کے بعد حسب عادت نمازی کو استبراء کرنا چاہیئے، جبکہ میری شرم گاہ میں ایک ایسا زخم ہے جس سے استبراء کے دوران دباؤ کے نتیجے میں خون نکل آتا ہے جو طہارت کے لئے استعمال کئے جانے والے پانی میں مل کر میرے بدن اور لباس کو نجس کردیتا ہے اور اگر

میں استبراء نہ کروں تو زخم جلدی ٹھیک ہو جانے کا امکان ہے جبکہ استبراء کرنے کی صورت میں دباؤ پڑنے کی وجہ سے زخم باقی رہے گا اور اسکے ٹھیک ہونے میں تین ماہ لگ جائیں گے۔ آپ فرمایئے کہ میں استبراء کروں یا نہیں؟

ج: استبراء واجب نہیں ہے بلکہ اگر وہ ضرر کا موجب بنے تو جائز بھی نہیں ہے۔ ہاں اگر پیشاب کے بعد استبراء نہ کرے اور مشتبہ رطوبت نکلے تو وہ پیشاب کے حکم میں ہے۔

س ۹۲: پیشاب اور استبراء کے بعد کبھی پیشاب کے مقام سے بلا اختیار ایسی رطوبت نکلتی ہے جو پیشاب سے مشابہ ہوتی ہے، کیا یہ رطوبت نجس ہے یا پاک؟ اور اگر انسان کچھ مدت کے بعد اسکی طرف اتفاقاً متوجہ ہو تو اس سے پہلے پڑھی گئی نمازوں کا حکم کیا ہے؟ کیا اس پر واجب ہے کہ آئندہ اس بے اختیار نکلنے والی رطوبت کے بارے میں تحقیق کرے؟

ج: استبراء کے بعد نکلنے والی رطوبت کے بارے میں اگر شک ہو کہ وہ پیشاب ہے یا نہیں تو وہ پیشاب کے حکم میں نہیں ہے اور پاک ہے، اور اس سلسلے میں تحقیق و جستجو واجب نہیں ہے۔

س ۹۳: برائے مہربانی اگر ہو سکے تو انسان سے نکلنے والی رطوبت کی اقسام کی وضاحت فرمایئے؟

ج: منی نکلنے کے بعد بعض اوقات جو رطوبت خارج ہوتی ہے اس کا نام "وذی" ہے اور جو پیشاب کے بعد بعض اوقات خارج ہوتی ہے وہ "ودی" کہلاتی ہے۔ اور میاں بیوی کی باہمی خوش فعلی کے بعد نکلنے والی رطوبت کا نام "مذی" ہے۔ اور یہ سب پاک ہیں ان سے طہارت ختم نہیں ہوتی۔

س ۹۴: لیٹرین کی سیٹ اس سے بالکل مخالف سمت میں لگائی گئی ہے جسطرف قبلہ ہونے کا یقین ہے اور کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ سیٹ کا انحراف قبلہ سے صرف ۲۰ سے ۲۲ درجے ہے برائے مہربانی بتائیں کہ سیٹ کی سمت بدلنا واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر انحراف اس حد تک ہو کہ اس پر سمت قبلہ سے انحراف صادق آئے تو یہ کافی ہے اور کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۹۵: میری پیشاب کی نالیوں میں مرض کی وجہ سے پیشاب اور استبراء کے بعد بھی پیشاب نہیں رکتا

اور رطوبت دکھائی دیتی ہے۔ علاج کی غرض سے میں نے ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا اور جو کچھ اس نے کہا اس پر عمل بھی کیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، اب میرا شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: استبراء کے بعد پیشاب نکلنے کے بارے میں شک کی پروا نہیں کرنی چاہیے اور اگر آپ کو یقین ہو کہ قطرات کی شکل میں پیشاب ٹپکتا ہے تو امام خمینیؒ کے رسالۂ عملیہ میں مذکور مسلوس (جس کا برابر پیشاب ٹپکتا ہو) کے فریضہ پر عمل کریں، اس کے علاوہ آپ پر کوئی اور چیز واجب نہیں ہے۔

س ۹۶: پاخانہ کے مقام کو پاک کرنے سے پہلے استبراء کا طریقہ کیا ہے؟

ج: پاخانہ کے مقام کو پاک کرنے سے پہلے اور پاک کرنے کے بعد استبراء کے طریقے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۹۷: بعض کمپنیوں اور اداروں میں کام کرنے کیلئے طبی معائنہ ضروری ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں کبھی شرمگاہ کو بھی دکھانا پڑتا ہے تو کیا ضرورت کے پیش نظر، ایسا کرنا جائز ہے؟

ج: دوسرے کے سامنے اپنی شرمگاہ کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ ملازمت کے حصول کے لئے ہی ہو مگر یہ کہ متعلقہ ملازمت کا ترک کرنا اس کے لئے مشقت کا باعث بنے اور وہ یہ کام کرنے پر مجبور ہو۔

س ۹۸: پیشاب کے بعد مقام پیشاب کتنی مرتبہ دھونے سے پاک ہوتا ہے؟

ج: بنابر احتیاط واجب، مقام پیشاب آب قلیل کے ساتھ دو مرتبہ دھونے سے پاک ہوتا ہے۔

س ۹۹: مقام پاخانہ کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

ج: مقام پاخانہ کو دو طریقوں سے پاک کیا جا سکتا ہے۔

۱) یہ کہ پانی سے اتنا دھوئے کہ نجاست زائل ہو جائے اسکے بعد پانی ڈالنا ضروری نہیں ہے۔

۲) یہ کہ تین پاک پتھروں یا کپڑے وغیرہ کے ٹکڑوں سے نجاست کو پاک کرے اور اگر تین سے نجاست برطرف نہ ہو تو دیگر پتھروں یا کپڑے وغیرہ کے ٹکڑوں سے اسے مکمل طور پر صاف کرے۔ تین پتھروں یا کپڑے کے تین ٹکڑوں کی بجائے، ایک پتھر یا ایک کپڑے وغیرہ کے تین حصوں سے بھی استفادہ کر سکتا ہے۔

وضو کے احکام

س ۱۰۰: میں نے نماز مغرب ادا کرنے کی نیت سے وضو کیا ہے تو کیا میں اسی وضو سے قرآن کریم (کے حروف) کو چھو سکتا ہوں اور نماز عشاء پڑھ سکتا ہوں؟

ج: صحیح وضو کر لینے کے بعد جب تک وہ باطل نہیں ہو جاتا اس سے ہر وہ عمل انجام دے سکتا ہے جس میں طہارت شرط ہے۔

س ۱۰۱: جس شخص نے اپنے سر کے اگلے حصے پر مصنوعی بال لگا رکھے ہیں اور انکا نہ لگانا اس کیلئے مشکل کا باعث ہے تو کیا اس کے لئے مصنوعی بالوں پر مسح جائز ہے؟

ج: اگر مصنوعی بالوں کو اس نے ٹوپی کی طرح سر پر پہن رکھا ہے تو مسح کیلئے انکا اتارنا ضروری ہے لیکن اگر اسکے سر پر یوں چپاں ہوں کہ انکے اتارنے میں اتنی مشقت ہے جو عام طور پر قابل برداشت نہیں ہے تو پھر انہیں پر مسح کر لینا کافی ہے۔

س ۱۰۲: کسی نے مجھے کہا ہے کہ وضو کے دوران چہرے پر صرف دو چلو پانی ڈالا جائے اور تیسرا چلو پانی ڈالنے سے وضو باطل ہو جاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج: وضو میں اعضاء کا پہلی مرتبہ دھونا واجب، دوسری مرتبہ جائز اور تیسری مرتبہ جائز نہیں ہے لیکن ہر مرتبہ کی تعیین کا معیار خود انسان کا ارادہ اور قصد ہے پس اگر پہلی مرتبہ کے قصد سے چند دفعہ پانی ڈالے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۰۳: کیا ارتماسی وضو میں چہرے اور ہاتھوں کو صرف دو مرتبہ پانی میں ڈبونا جائز ہے یا اس سے زیادہ بھی ڈبویا جا سکتا ہے؟

ج: صرف دو مرتبہ ڈبویا جا سکتا ہے پہلی مرتبہ ڈبونا واجب ہے اور دوسری مرتبہ جائز ہے اور اس سے زیادہ جائز نہیں ہے لیکن ارتماسی وضو میں ہاتھوں کے وضو کیلئے دھونے کی نیت اس وقت کرے جب انہیں پانی سے نکال رہا ہو تا کہ مسح آب وضو کے ساتھ انجام دے سکے۔

س ۱۰۴: جو چکنائی طبیعی طور پر بالوں یا جلد کے اوپر نکل آتی ہے کیا وہ وضو سے مانع ہے؟

ج: مانع نہیں ہے مگر جب اس قدر زیادہ ہو کہ بالوں یا جلد تک پانی کے پہنچنے سے مانع ہو۔

س ۱۰۵: کچھ عرصہ تک میں نے پاؤں کا مسح، انگلیوں کے سرے سے نہیں کیا، بلکہ انگلیوں کے کچھ حصے اور پاؤں کے اوپر والے حصے پر مسح کرتا رہا ہوں، کیا ایسا مسح صحیح ہے؟ اور اگر صحیح نہیں ہے تو جو نمازیں پڑھ چکا ہوں، کیا ان کی قضا واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر مسح پاؤں کی انگلیوں کے سرے سے نہ ہوا ہو تو وضو باطل ہے اور نمازوں کی قضا واجب ہے لیکن اگر شک ہو کہ پاؤں کا مسح، انگلیوں کے سرے سے کیا کرتا تھا یا نہیں، تو وضو اور نمازیں صحیح ہیں۔

س ۱۰۶: پاؤں کے اوپر اس ابھری ہوئی جگہ سے کیا مراد ہے کہ جہاں تک پاؤں کا مسح کرنا ضروری ہے؟

ج: پاؤں کا مسح ٹخنوں تک کرنا ضروری ہے۔

س ۱۰۷: اسلامی ممالک میں حکومت کی طرف سے بنائی گئی مساجد، مراکز اور سرکاری دفاتر میں وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: جائز ہے اور اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔

س ۱۰۸: اگر کسی شخص کی زمین میں چشمہ پھوٹے اور ہم پائپ کے ذریعہ اس کا پانی کئی کلومیٹر دور لے جانا چاہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ پائپ کو اس شخص کی زمین اور دوسرے اشخاص کی زمینوں سے گزارنا پڑے گا، پس اگر وہ افراد راضی نہ ہوں تو کیا اس چشمے کے پانی کو وضو، غسل اور دیگر چیزوں کی طہارت کیلئے استعمال کرنا جائز ہے؟

ج: اگر چشمہ اسکی ملکیت سے باہر اور قریب ہی خود بخود پھوٹے اور قبل اس کے کہ زمین پر جاری ہو اس کا پانی پائپ کے ذریعے مطلوبہ جگہ کی طرف موڑ دیا جائے تو اگر اس پانی کا استعمال عرف عام میں غیر کی ملکیت میں تصرف شمار نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۰۹: واٹر سپلائی کے محکمے نے واٹر پمپ (ایسا پمپ جو سرکاری پانی کو پریشر کے ساتھ کھینچ لیتا ہے)

لگانا ممنوع قرار دے رکھا ہے لیکن بعض علاقوں میں پانی کا پریشر کم ہے اور انکے رہائشی مجبور ہیں کہ بالائی منزلوں میں پانی لانے کیلئے واٹر پمپ لگائیں اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل دو سوالوں کے جواب دیجئے گا۔

۱) کیا زیادہ پانی سے استفادہ کرنے کیلئے ایسا واٹر پمپ لگانا شرعاً جائز ہے؟

۲) جائز نہ ہونے کی صورت میں جو پانی واٹر پمپ کے ذریعے کھینچا جاتا ہے اسکے ساتھ وضو اور غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں واٹر پمپ لگانا اور اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے اور اس پانی کے ساتھ وضو اور غسل کرنے میں بھی اشکال ہے جو اس پمپ کے ذریعے کھینچا جاتا ہے۔

س ۱۱۰: نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرنے کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور آپ نے کسی استفتاء کے جواب میں فرمایا ہے اگر نماز کے اول وقت کے قریب وضو کیا جائے تو اس سے نماز پڑھنا صحیح ہے تو ''نماز کے اول وقت کے قریب'' سے کتنی مقدار مراد ہے؟

ج: اس کا معیار، عرف ہے، اگر اس وقت میں نماز کے لئے وضو کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۱۱: کیا وضو کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ پیروں کا مسح انگلیوں کے نچلے حصے یعنی اس جگہ سے کرے جو چلتے وقت زمین سے مس ہوتی ہے؟

ج: مسح کرنے کی جگہ، انگلیوں کے سرے سے لیکر ٹخنوں تک پاؤں کا اوپر والا حصہ ہے اور انگلیوں کے نچلے حصے کے مسح کا مستحب ہونا ثابت نہیں ہے۔

س ۱۱۲: وضو کرنے والا اگر وضو کرنے کے قصد سے ہاتھوں اور چہرے کو دھوتے وقت نل کو کھولے اور بند کرے تو نل کے اس چھونے کا حکم کیا ہے؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے وضو کے صحیح ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا، لیکن بایاں ہاتھ دھونے سے فارغ ہونے کے بعد اور اس ہاتھ کے ساتھ مسح کرنے سے پہلے اگر پانی سے گیلے نل کو چھوئے اور ہاتھ کا

وضووالا پانی اس دوسرے پانی کے ساتھ مخلوط ہو جائے تو ایسی مخلوط تری کے ساتھ مسح کرنا محل اشکال ہے۔

س ۱۱۳: کیا مسح کیلئے وضووالے پانی کے علاوہ کسی اور پانی سے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟ نیز کیا سر کا مسح دائیں ہاتھ کے ساتھ اور اوپر سے نیچے کی طرف کرنا ضروری ہے؟

ج: سر اور پاؤں کا مسح صرف وضووالے پانی کی اس رطوبت کے ساتھ کیا جاسکتا ہے جو ہاتھوں پر لگی ہوئی ہے اور اگر ہاتھوں پر رطوبت باقی نہ ہو تو داڑھی یا ابرو سے رطوبت لیکر اس سے مسح کرے۔ اور احتیاط یہ ہے کہ سر کا مسح داہنے ہاتھ کے ساتھ کیا جائے لیکن مسح میں ضروری نہیں ہے کہ اوپر سے نیچے کی طرف کیا جائے۔

س ۱۱٤: بعض عورتیں کہتی ہیں ناخن پالش، وضو سے رکاوٹ نہیں بنتی۔ نیز باریک جوراب پر مسح کرنا بھی جائز ہے کیا یہ صحیح ہے؟

ج: اگر اس پالش کی اپنی تہہ ہو تو وہ پانی کے ناخن تک پہنچنے سے رکاوٹ ہے اور وضو باطل ہے اور جوراب پر مسح صحیح نہیں ہے چاہے وہ کتنا ہی باریک ہو۔

س ۱۱۵: کیا وہ جنگی زخمی جو ریڑھ کی ہڈی کا حرام مغز ٹوٹ جانے کی وجہ سے پیشاب روکنے کی قدرت نہیں رکھتے ایسا کر سکتے ہیں کہ نماز جمعہ میں شرکت کریں اور خطبہ سننے کے بعد مسلوس (جسے مسلسل پیشاب ٹپکنے کی بیماری ہو) کے فریضے پر عمل کرتے ہوئے نماز جمعہ و عصر پڑھیں۔

ج: نماز جمعہ میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن چونکہ ان زخمیوں پر واجب ہے کہ وضو کر لینے کے بعد فوراً نماز پڑھیں اسلئے خطبہ جمعہ سے پہلے والا وضو نماز جمعہ کیلئے اس وقت کافی ہے جب وضو کے بعد کوئی حدث سرزد نہ ہو۔

س ۱۱٦: جو شخص وضو پر قادر نہیں ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ کسی دوسرے کو وضو کیلئے نائب بنائے اور خود وضو کی نیت کرے اور اپنے ہاتھ کے ساتھ مسح کرے اور اگر مسح پر قادر نہ ہو تو نائب اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مسح کرائے اور اگر اس کام سے بھی عاجز ہو تو نائب اسکے ہاتھ کی تری لے کر اس سے اس کا مسح کرے اب اگر اس شخص کے ہاتھ بھی نہ ہوں تو اس کا حکم کیا ہے؟

ج: اگر اسکی ہتھیلیاں نہ ہوں تو تری اسکی کہنیوں تک کے باقی حصے سے لی جائے گی اور اگر یہ بھی نہ ہو تو

اسکے چہرے سے تری لے کر اسکے سر اور پاؤں کا مسح کیا جائیگا۔

س ۱۱۷: جمعہ گاہ سے قریب وضو کرنے کی جگہ ہے جو جامع مسجد سے متعلق ہے لیکن اسکے اخراجات مسجد کے بجٹ سے ادا نہیں کیے جاتے کیا نماز جمعہ میں شرکت کرنے والوں کیلیے اس پانی سے استفادہ کرنا جائز ہے؟

ج: اگر یہ پانی سب نمازگزاروں کے وضو کیلیے قرار دیا گیا ہو تو اس سے استفادہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۱۱۸: جو وضو نماز ظہر وعصر سے پہلے کیا گیا ہے کیا نماز مغرب وعشاء کیلیے کافی ہے جبکہ اس مدت میں کوئی مبطل وضو بھی سرزد نہ ہوا ہو یا نہیں؟ بلکہ ہر نماز کیلیے خاص نیت اور وضو کی ضرورت ہے۔

ج: ہر نماز کیلیے الگ وضو ضروری نہیں ہے بلکہ ایک وضو کے ساتھ جب تک وہ باطل نہ ہو جتنی چاہیں نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔

س ۱۱۹: کیا واجب نماز کی نیت سے اس کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرنا جائز ہے؟

ج: اگر واجب نماز کا وقت قریب ہو تو اسکی نیت سے وضو کرنے میں اشکال نہیں ہے۔

س ۱۲۰: میرے دونوں پاؤں مفلوج ہو چکے ہیں اور میں طبی جوتوں اور بیساکھیوں کے ساتھ چلتا ہوں۔ وضو کرتے وقت کسی بھی صورت میں میرے لئے جوتوں کا اتارنا ممکن نہیں ہے لہذا بتائیے پاؤں کے مسح کے سلسلے میں میری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر پیروں پر مسح کرنے کیلیے جوتوں کا اتارنا آپ کیلیے سخت دشوار ہے تو جوتے پر ہی مسح کر لینا کافی ہے۔

س ۱۲۱: اگر کسی جگہ پر چند فرسخ تک پانی تلاش کرنے سے گندا اور آلودہ پانی مل جائے تو کیا اس حالت میں ہمارے اوپر تیمم واجب ہے یا اسی پانی کے ساتھ وضو کریں؟

ج: اگر وہ پانی پاک اور مطلق ہو اور اس کا استعمال مضر نہ ہو اور وہاں پر نقصان کا خطرہ بھی نہ ہو تو وضو واجب ہے اور تیمم کی نوبت نہیں آئے گی۔

س ۱۲۲: کیا وضو بذات خود مستحب ہے؟ اور اگر نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے قصد قربت کے ساتھ وضو کرلیا جائے تو کیا اس کے ساتھ نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

ج: شرعی نقطہ نظر سے طہارت و پاکیزگی کیلئے وضو کرنا مستحب ہے اور مستحبی وضو کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

س ۱۲۳: جو شخص ہمیشہ اپنے وضو میں شک کرتا ہے وہ کیسے مسجد میں داخل ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے، قرآن کریم کی تلاوت کرسکتا ہے اور ائمہ معصومینؑ کے مرقد کی زیارت کرسکتا ہے؟

ج: وضو کرلینے کے بعد طہارت کی بقا میں شک قابل اعتنا نہیں ہے اور جبتک وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہوجائے اسکے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور تلاوت و زیارت کرسکتا ہے۔

س ۱۲۴: کیا وضو کی صحت کیلئے شرط ہے کہ پانی ہاتھ کے تمام حصوں پر جاری ہوجائے یا اس پر تر ہاتھ پھرلینا ہی کافی ہے؟

ج: کسی عضو کا دھونا تب ہوگا جب اسکے تمام حصوں تک پانی پہنچ جائے اگرچہ پانی ہاتھ کے پھیرنے سے ہی پہنچے لیکن صرف تر ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے۔

س ۱۲۵: کیا سر کے مسح میں بالوں کا تر ہوجانا کافی ہے یا تری کا سر کی جلد تک پہنچانا ضروری ہے؟

ج: سر کی جلد کا مسح واجب نہیں ہے بلکہ سر کے اگلے حصے کے بالوں پر کافی ہے۔

س ۱۲۶: جس شخص نے سر پر مصنوعی بال لگا رکھے ہیں وہ سر کا مسح کیسے کرے؟ نیز غسل کے بارے میں اسکی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر بال اس طریقے سے چپکے ہوئے ہیں کہ انکا اتارنا ممکن نہیں ہے یا انکے اتارنے میں نقصان اور تکلیف ہے اور بالوں کے ہوتے ہوئے سر کی جلد پر تری کا پہنچانا ممکن نہیں ہے تو انہیں بالوں پر مسح کرلینا کافی ہے اور غسل کا بھی یہی حکم ہے۔

س ۱۲۷: وضو یا غسل میں اعضاء کے دھونے کے درمیان فاصلہ کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

ج: غسل میں اعضا کو وقفے وقفے سے دھونا (عدم موالات) اشکال نہیں رکھتا لیکن وضو میں اگر اتنا فاصلہ کرے کہ پہلے والے اعضاء خشک ہوجائیں تو وضو باطل ہے۔

س ۱۲۸: جس شخص کی مسلسل تھوڑی تھوڑی ہوا خارج ہوتی رہتی ہے اسکے وضو اور نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر نماز کے آخر تک اپنے وضو کو برقرار نہ رکھ سکتا ہو اور نماز کے دوران میں تجدید وضو کرنے میں بھی بہت دشواری ہو تو ہر وضو کے ساتھ ایک نماز پڑھ سکتا ہے یعنی ہر نماز کیلئے ایک وضو پر اکتفا کرے اگرچہ وہ نماز کے دوران باطل بھی ہو جائے۔

س ۱۲۹: فلیٹوں میں رہنے والے بعض لوگ ٹھنڈے اور گرم پانی، ایئر کنڈیشننگ اور نگہبانی جیسی سہولیات سے استفادہ کرتے ہیں لیکن انکا معاوضہ ادا نہیں کرتے اور انکا بوجھ پڑوسیوں کی رضامندی کے بغیر انکی گردن پر ڈال دیتے ہیں کیا انکا نماز، روزہ اور دیگر عبادات باطل ہیں؟

ج: ان میں سے ہر شخص ان مشترکہ سہولیات سے جتنا استفادہ کرتا ہے اسکی نسبت انکے معاوضے کا مقروض ہے اور اگر پانی کا بل ادا نہ کرے تو اسکے وضو اور غسل میں اشکال ہے بلکہ یہ باطل ہیں۔

س ۱۳۰: ایک شخص غسل جنابت کے تین چار گھنٹے بعد نماز پڑھنا چاہتا ہے لیکن نہیں جانتا کہ اس کا غسل باطل ہوا ہے یا نہیں تو کیا اسکے احتیاطاً وضو کرنے میں اشکال ہے یا نہیں؟

ج: مفروضہ صورت میں وضو واجب نہیں ہے لیکن احتیاط کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۳۱: کیا نابالغ بچہ حدث اصغر کے سرزد ہونے سے محدث ہو جاتا ہے؟ کیا قرآن کریم کو اسکی دسترس میں قرار دیا جا سکتا ہے تا کہ وہ اسے چھو سکے؟

ج: جی ہاں وضو کو باطل کرنے والی کسی چیز کے عارض ہونے سے نابالغ بچہ بھی محدث ہو جاتا ہے لیکن اس کیلئے قرآن کے حروف کو چھونا حرام نہیں ہے اور دوسروں پر بھی اسے قرآن کے حروف کو چھونے سے روکنا واجب نہیں ہے۔

س ۱۳۲: اگر اعضاء وضو میں سے کوئی عضو دھوئے جانے کے بعد اور وضو کے مکمل ہونے سے پہلے نجس ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اس سے وضو کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑیگا لیکن نماز کیلئے اسے پاک کرنا واجب ہے۔

س ۱۳۳: اگر مسح کے وقت پاؤں کے اوپر پانی کے چند قطرے ہوں تو کیا وضو میں کوئی حرج ہے؟

ج: مسح کی جگہ کا ان قطروں سے خشک کرنا واجب ہے تا کہ مسح کے وقت ہاتھ کی تری پاؤں پر اثر کرے نہ

برعکس۔

س ۱۳٤: جس کا دایاں ہاتھ کہنی کے اوپر سے کٹا ہوا ہے کیا اس سے دائیں پاؤں کا مسح ساقط ہو جائیگا؟

ج: دائیں پاؤں کا مسح ساقط نہیں ہوگا بلکہ بائیں ہاتھ سے اس کا مسح کرنا ضروری ہے۔

س ۱۳۵: جس شخص کے اعضاء وضو میں سے کوئی عضو ٹوٹا ہوا ہو یا اس پر زخم ہو تو اسکی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: جو عضو ٹوٹا ہوا ہے یا اس پر زخم ہے اگر وہ اوپر سے کھلا ہوا ہو اور اس کیلئے پانی نقصان دہ نہ ہو تو اسے دھونا ضروری ہے اور اگر اسے دھونا نقصاندہ ہو تو اسکی اطراف کو دھوئے اور احتیاط یہ ہے کہ اگر اس پر تر ہاتھ پھیرنے میں نقصان نہ ہو تو اس پر تر ہاتھ پھیرے۔

س ۱۳٦: جس شخص کی مسح والی جگہ پر زخم ہے اسکی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر اس پر تر ہاتھ نہیں پھیر سکتا تو ضروری ہے کہ تیمم کرے لیکن اگر اس زخم پر کپڑا ڈال کر کپڑے کے اوپر تر ہاتھ پھیر سکتا ہے تو احتیاط یہ ہے کہ تیمم کے ساتھ ساتھ ایسے مسح کے ساتھ وضو بھی کرے۔

س ۱۳۷: جس شخص کو اپنے وضو کے باطل ہونے کا علم نہیں ہے اور وضو مکمل ہونے کے بعد اسے اس کا علم ہو تو اسکی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: جن کاموں میں طہارت شرط ہے ان کیلئے وضو کا اعادہ کرنا ضروری ہے اور اگر باطل وضو کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہو تو نماز کا اعادہ کرنا بھی واجب ہے۔

س ۱۳۸: جسکے اعضائے وضو میں سے کسی عضو میں ایسا زخم ہے کہ پٹی (جبیرہ) باندھنے کے باوجود اس سے ہمیشہ خون بہتا رہتا ہے وہ وضو کس طرح کرے؟

ج: اس پر واجب ہے کہ زخم پر نائلون وغیرہ کی ایسی پٹی (جبیرہ) باندھے جس سے خون باہر نہ نکلنے پائے۔

س ۱۳۹: کیا وضو کے بعد رطوبت کا خشک کرنا مکروہ ہے؟ اور اسکے مقابلے میں کیا خشک نہ کرنا مستحب ہے؟

ج: اگر اس کام کیلئے مخصوص رومال یا تولیہ قرار دے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۱٤۰: مصنوعی رنگ جسے عورتیں سر اور ابرو کے بالوں کو رنگنے کیلئے استعمال کرتی ہیں کیا وضو اور غسل سے مانع ہے؟

ج: اگر صرف رنگ ہو اور اس کی اپنی کوئی تہ نہ ہو کہ یہ پانی کے بالوں تک پہنچنے سے رکاوٹ ہو تو وضو اور غسل صحیح ہے۔

س ۱۴۱: کیا روشنائی ایسا مانع ہے جو اگر ہاتھ پر لگی ہو تو وضو باطل ہو؟

ج: اگر روشنائی کی اپنی تہ ہو کہ جسکی وجہ سے یہ پانی کے جلد تک پہنچنے سے مانع ہو تو وضو باطل ہے اور اس چیز کی تشخیص خود وضو کرنے والے کے ذمے ہے۔

س ۱۴۲: اگر سر کے مسح اور چہرے کی رطوبت مل جائے تو کیا وضو باطل ہے؟

ج: چونکہ ضروری ہے کہ پاؤں کا مسح وضو کی اس رطوبت سے کیا جائے جو ہتھیلیوں پر لگی ہوئی ہے لہذا ضروری ہے کہ سر کا مسح کرتے وقت ہاتھ پیشانی کے اوپر والے حصے تک نہ پہنچے اور چہرے کی رطوبت کو نہ لگے تا کہ ہاتھ کی وہ رطوبت کہ جسکی پاؤں کا مسح کرتے وقت ضرورت ہے چہرے کی رطوبت کے ساتھ مخلوط نہ ہو جائے۔

س ۱۴۳: جو شخص عام لوگوں کی نسبت وضو پر زیادہ وقت صرف کرتا ہے وہ کیا کرے کہ اسے اعضاء وضو کے دھوئے جانے کا یقین ہو جائے؟

ج: اسکے لئے ضروری ہے کہ وسوسہ سے اجتناب کرے اور شیطان کو ناامید کرنے کیلئے وسواس کی پرواہ نہ کرے اور کوشش کرے کہ عام لوگوں کی طرح صرف واجب شرعی کے بجالانے پر اکتفا کرے۔

س ۱۴۴: میرے بدن کے بعض حصوں پر گودنے کے ذریعے نقش (خالكوبي) کیا گیا ہے کہتے ہیں میرا غسل اور وضو باطل ہے اور میری نمازیں قبول نہیں ہیں امید ہے میری راہنمائی فرمائیں گے۔

ج: اگر یہ صرف رنگ ہو یا جلد کے نیچے ہو اور جلد کے اوپر کوئی ایسی چیز نہ ہو جو جلد تک پانی کے پہنچنے سے مانع ہو تو وضو، غسل اور نماز صحیح ہے۔

س ۱۴۵: اگر پیشاب اور استبرا کے بعد وضو کرے پھر ایسی رطوبت خارج ہو جسکے بارے میں شک ہے کہ یہ پیشاب ہے یا منی تو اس کا حکم کیا ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں طہارت کا یقین حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ وضو بھی کرے اور غسل بھی۔

س ۱٤٦: عورت اور مرد کے وضو کے درمیان کیا فرق ہے؟

ج: کیفیت اور افعال کے لحاظ سے مرد اور عورت کے وضو میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے اسکے کہ ہاتھوں کو کہنیوں سے دھوتے وقت مستحب ہے کہ مرد ان کی بیرونی طرف سے دھونا شروع کرے اور عورت اندرونی طرف سے شروع کرے۔

اسمائے باری تعالیٰ اور آیات الٰہی کو مس کرنا

س ۱٤٧: ان ضمیروں کو چھونے کا کیا حکم ہے جو ذات باری تعالیٰ کے نام کی جگہ استعمال ہوتی ہیں جیسے جملہ ''باسمہ تعالیٰ'' کی ضمیر۔

ج: ضمیر کا وہ حکم نہیں ہے جو لفظ ''اللہ'' کا ہے۔

س ۱٤٨: لفظ ''اللہ'' کی جگہ یہ علامت ''ا...'' لکھنا رائج ہوگیا ہے اس علامت کو بغیر وضو کے مس کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: الف اور ان نقطوں کا وہ حکم نہیں ہے جو لفظ ''اللہ'' کا ہے اور انہیں بغیر وضو کے چھونا جائز ہے۔

س ۱٤٩: جہاں میں ملازمت کرتا ہوں وہاں خط و کتابت میں لفظ ''اللہ'' کو اس صورت ''ا...'' میں لکھا جاتا ہے کیا لفظ ''اللہ'' کی جگہ الف اور تین نقطوں کا لکھنا شرعاً صحیح ہے؟

ج: شریعت کی رو سے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱٥٠: کیا صرف اس احتمال کی بنا پر کہ لوگ اسے بغیر وضو کے چھوئیں گے لفظ ''اللہ'' لکھنے سے پرہیز کرنا یا اسے اس صورت ''ا...'' میں لکھنا جائز ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱٥١: نابینا افراد کے پڑھنے لکھنے کیلئے ایک ابھرے ہوئے رسم الخط سے استفادہ کیا جاتا ہے جو

"بریل رسم الخط" کے نام سے مشہور ہے یہ رسم الخط انگلیوں سے مس کر کے پڑھا جاتا ہے کیا نابینا افراد کیلئے قرآن کریم کے ان حروف اور اسمائے طاہرہ کو مس کرنے کیلئے باوضو ہونا واجب ہے کہ جو بریل رسم الخط میں لکھے ہوئے ہیں یا نہیں؟

ج: اگر ابھرے ہوئے نقطے اصلی حروف کی علامات ہیں تو ان پر اصلی حروف والا حکم جاری نہیں ہوگا لیکن اگر آگاہ عرف کی نظر میں اسے خط شمار کیا جائے تو اسے چھونے کے سلسلے میں احتیاط کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

س ۱۵۲: "عبداللہ" اور "حبیب اللہ" جیسے اسماء کو بغیر وضو کے چھونے کا کیا حکم ہے؟

ج: لفظ "اللہ" کو بغیر وضو کے چھونا جائز نہیں ہے اگر چہ یہ کسی مرکب نام کا جز ہی ہو۔

س ۱۵۳: کیا حیض والی عورت کیلئے ایسا گلو بند پہننا جائز ہے جس پر پیغمبر اکرمؐ کا اسم مبارک نقش ہو۔

ج: ایسا گلو بند پہننے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن احتیاطاً واجب ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کے اسم مبارک کو اپنے بدن سے مس نہ ہونے دے۔

س ۱۵۴: قرآن کریم کی تحریر کو بغیر وضو کے جو چھونا حرام ہے تو کیا یہ صرف اس تحریر کے ساتھ مختص ہے جو قرآن کریم میں ہو یا اس قرآنی تحریر کو بھی چھونا حرام ہے جو کسی دوسری کتاب، اخبار، رسالے، سائن بورڈ اور دیوار وغیرہ پر ہو۔

ج: قرآن کریم کے حروف اور آیات کو بغیر وضو کے چھونا حرام ہے خواہ یہ قرآن کریم میں ہوں یا کسی دوسری کتاب، اخبار، رسالے اور سائن بورڈ وغیرہ پر۔

س ۱۵۵: ایک گھرانہ خیر و برکت کے قصد سے چاول کھانے کیلئے ایسے برتن کو استعمال کرتا ہے جس میں آیۃ الکرسی اور دیگر آیات قرآن لکھی ہوئی ہیں کیا اس کام میں کوئی اشکال ہے؟

ج: اگر باوضو ہوں یا اس برتن سے چمچے کے ذریعے کھانا نکالیں تو اشکال نہیں ہے۔

س ۱۵۶: جو لوگ ذات باری تعالیٰ اور ائمہ معصومین (علیہم السلام) کے اسمائے مبارکہ یا آیات قرآن کو کسی مشین کے ذریعے لکھتے ہیں کیا ان کیلئے لکھتے وقت باوضو ہونا ضروری ہے؟

ج: اس کام کیلئے طہارت شرط نہیں ہے لیکن وضو کے بغیر اس نوشتے کو مس کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۵۷: کیا اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام کو بغیر وضو کے چھونا حرام ہے؟

ج: اگر عرف عام میں اسے لفظ ''اللہ'' سمجھا اور پڑھا جاتا ہے تو بغیر طہارت کے اسے چھونا حرام ہے ورنہ کوئی اشکال نہیں ہے اگرچہ احوط یہ ہے کے اسے بغیر طہارت کے مس کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

س ۱۵۸: اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام کو دفتری استعمال کے کاغذات پر چھپوانے اور خط و کتابت وغیرہ میں اس سے استفادہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: لفظ ''اللہ'' یا اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام کے لکھنے اور چھپوانے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن احوط یہ ہے کہ لفظ ''اللہ'' جو اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام میں ہے اسکے شرعی احکام کی بھی رعایت کی جائے۔

س ۱۵۹: ان ڈاک ٹکٹوں سے استفادہ کرنے کا کیا حکم ہے جن پر آیات قرآنی چھپی ہوئی ہوتی ہیں اور ہر روز چھپنے والے اخبار و جرائد میں لفظ ''اللہ''، دیگر اسمائے الٰہی، آیات قرآنی یا کسی ادارے کے ایسے مونوگرام کے چھاپنے کا کیا حکم ہے جو قرآن کریم کی آیات پر مشتمل ہے۔

ج: قرآن کریم کی آیات اور اسمائے الٰہی وغیرہ کے چھاپنے اور شائع کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن یہ جسکے ہاتھوں میں پہنچیں اس پر واجب ہے کہ انکے شرعی احکام کی رعایت کرے، انکی بے احترامی نہ کرے، انہیں نجس نہ کرے اور بغیر وضو کے انہیں مس نہ کرے۔

س ۱۶۰: بعض اخباروں میں لفظ ''اللہ'' یا قرآن کریم کی آیات لکھی ہوئی ہوتی ہیں کیا ان میں کھانے کی چیزیں لپیٹنا، ان پر بیٹھنا، ان سے بطور دستر خوان استفادہ کرنا اور انہیں کوڑے میں پھینکنا جائز ہے؟ اور یہ چیز بھی مدنظر رہے کہ ان کاموں کیلئے دیگر راہوں سے استفادہ کرنا مشکل ہے۔

ج: جن موارد میں ان اخباروں سے استفادہ کرنے کو عرف عام میں بے احترامی شمار کیا جائے ان میں جائز نہیں ہے اور جہاں بے احترامی شمار نہ کیا جائے وہاں جائز ہے۔

س ۱۶۱: کیا انگوٹھی پر نقش کیے گئے الفاظ کو چھونا جائز ہے؟

ج: اگر یہ ایسے کلمات ہوں کہ جنہیں مس کرنے کیلئے طہارت شرط ہے تو بغیر طہارت کے انہیں مس کرنا جائز نہیں ہے۔

س ١٦٢: جن چیزوں پر ذات باری تعالٰی کے نام لکھے ہوتے ہیں انہیں ندیوں اور نالوں میں پھینکنے کا کیا حکم ہے؟ کیا اسے بے احترامی شمار نہیں کیا جائیگا؟

ج: اگر عرف عام میں اسے بے حرمتی شمار نہ کیا جائے تو اشکال نہیں ہے۔

س ١٦٣: تصحیح شدہ امتحانی پرچوں کو کوڑے میں پھینکنے یا انہیں جلانے کیلئے کیا یہ اطمینان کر لینا ضروری ہے کہ ان میں اسمائے باری تعالٰی یا ائمہ معصومینؑ کے نام لکھے ہوئے نہیں ہیں؟ نیز کیا ان کاغذوں کو پھینک دینا جنکی ایک طرف خالی ہے اور ان میں کچھ لکھا ہوا نہیں ہے اسراف ہے یا نہیں؟

ج: تحقیق اور جستجو کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور جب تک پرچے پر اللہ تعالٰی کے ناموں کے لکھے ہونے کا علم نہ ہو اسے کوڑے میں پھینکنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ جن کاغذوں سے کارٹون سازی میں استفادہ کیا جاسکتا ہے یا انکی ایک طرف میں لکھا ہوا ہے اور دوسری طرف خالی ہے اور اس سے لکھنے میں استفادہ کیا جاسکتا ہے انہیں جلانا یا کوڑے میں پھینکنا اشکال سے خالی نہیں ہے کیونکہ اس میں اسراف کا شبہ ہے۔

س ١٦٤: وہ کونسے اسمائے مبارکہ ہیں جنکا احترام واجب ہے اور انہیں بغیر وضو کے مس کرنا حرام ہے؟

ج: ذات باری تعالٰی کے مخصوص اسماء اور صفات کو وضو کے بغیر مس کرنا حرام ہے اور احوط یہ ہے کہ انبیائے کرامؑ اور ائمہ معصومینؑ کے ناموں کے سلسلے میں بھی یہی حکم جاری کیا جائے۔

س ١٦٥: ضرورت کے وقت اسماء مبارکہ اور آیات قرآنی کے محو کرنے کے شرعی طریقے کونسے ہیں؟ نیز اسرار کو محفوظ رکھنے کیلئے ان اوراق کے جلانے کا کیا حکم ہے جن پر لفظ ''اللہ'' اور قرآنی آیات لکھی ہوں۔

ج: انہیں خاک میں دفن کرنے یا پانی میں بہا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن انہیں جلانے کا جائز ہونا مشکل ہے اور اگر اسے بے حرمتی شمار کیا جائے تو جائز نہیں ہے مگر یہ کہ جب جلانے پر مجبور ہو اور قرآنی آیات اور اسمائے مبارکہ کا جدا کرنا بھی ممکن نہ ہو۔

س ۱۶۶: اگر اسمائے مبارکہ اور قرآنی آیات کو اس طرح ریزہ ریزہ کر دیا جائے کہ انکے دو حرف بھی اکٹھے نہ رہیں اور پڑھنے کے قابل نہ رہیں تو انکا کیا حکم ہے؟ نیز کیا اسمائے مبارکہ اور قرآنی آیات کے محو کرنے اور انکے حکم کے ساقط ہو جانے کیلئے انکے حروف میں کمی بیشی کر کے انکی تحریری صورت کو تبدیل کر دینا کافی ہے؟

ج: مذکورہ طریقے سے ریزہ ریزہ کرنا اگر بے حرمتی شمار کیا جائے تو جائز نہیں ہے اور اگر بے حرمتی شمار نہ کیا جائے تو بھی جب تک لفظ "اللہ" اور قرآنی آیات محو نہ ہو جائیں کافی نہیں ہے نیز جن حروف کو لفظ "اللہ" لکھنے کے ارادے سے لکھا گیا ہے ان میں بعض حروف کی کمی بیشی کر کے انکی تحریری صورت کو تبدیل کر دینا انکے شرعی حکم کے زائل ہو جانے کیلئے کافی نہیں ہے ہاں اگر حروف کو یوں تبدیل کیا جائے کہ وہ محو جیسے ہو جائیں تو حکم کا زائل ہو جانا بعید نہیں ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ انہیں بھی بغیر وضو کے مس کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

غسل جنابت کے احکام

س ۱۶۷: کیا وقت کے تنگ ہونے کی صورت میں مجنب شخص تیمم کر کے نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں بلکہ ضروری ہے کہ بدن اور لباس کو پاک کرے اور غسل کرے اور پھر نماز کی قضا بجالائے؟

ج: اگر وقت اس قدر تنگ ہو کہ اپنے بدن اور لباس کو پاک نہیں کر سکتا یا لباس کو تبدیل نہیں کر سکتا اور سردی وغیرہ کی وجہ سے برہنہ بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو ضروری ہے کہ غسل جنابت کے بدلے میں تیمم کر کے اسی نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے اور یہ نماز کافی ہے اور بعد میں اسکی قضا واجب نہیں ہوگی۔

س ۱۶۸: اگر دخول کے بغیر منی رحم میں پہنچ جائے تو کیا اس سے عورت مجنب ہو جاتی ہے؟

ج: اس صورت میں جنابت صادق نہیں آتی۔

س ۱۶۹: کیا طبی آلات کے ذریعے اندرونی معائنہ کے بعد عورت پر غسل جنابت واجب ہے؟

ج: جب تک منی خارج نہ ہو غسل واجب نہیں ہے۔

س ۱۷۰: اگر حشفہ (ختنہ گاہ) کی مقدار تک دخول ہو لیکن منی خارج نہ ہو اور عورت بھی لذت کے آخری مرحلے تک نہ پہنچے تو کیا غسل جنابت صرف عورت پر واجب ہے یا صرف مرد پر یا دونوں پر؟

ج: دخول کی صورت میں اگر چہ حشفہ کی مقدار ہی ہو دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔

س ۱۷۱: کس صورت میں عورت پر احتلام کی وجہ سے غسل جنابت واجب ہوتا ہے؟ اپنے شوہر کے ساتھ خوش فعلی کے وقت جو رطوبت عورت سے خارج ہوتی ہے کیا وہ منی کے حکم میں ہے؟ کیا بغیر اسکے کہ عورت کا بدن سست ہو اور وہ لذت کے انتہائی مرحلے تک پہنچے اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے؟ بطور کلی مباشرت کے بغیر عورت کیسے مجنب ہوتی ہے؟

ج: اگر عورت لذت کے آخری مرحلے تک پہنچ جائے اور اسی حالت میں اس سے کوئی رطوبت خارج ہو جائے تو وہ مجنب ہو جائے گی اور اس پر غسل واجب ہوگا لیکن اگر اسے شک ہو کہ لذت کے آخری مرحلے تک پہنچی ہے یا نہیں یا شک ہو کہ کوئی رطوبت خارج ہوئی ہے یا نہیں تو غسل واجب نہیں ہے۔

س ۱۷۲: کیا شہوت انگیز ڈائجسٹ وغیرہ کا پڑھنا اور فلموں کا دیکھنا جائز ہے؟

ج: جائز نہیں ہے۔

س ۱۷۳: اگر شوہر کے ساتھ مباشرت کے فوراً بعد عورت غسل کرلے جبکہ ابھی تک منی اسکے رحم میں باقی ہو اور غسل کے بعد منی اسکے رحم سے خارج ہو جائے تو کیا اس کا غسل صحیح ہے؟ کیا یہ منی پاک ہے یا نجس؟ نیز کیا اس سے عورت دوبارہ مجنب ہو جائے گی یا نہیں؟

ج: اس کا غسل صحیح ہے اور غسل کے بعد جو رطوبت خارج ہوتی ہے اگر وہ منی ہو تو نجس ہے لیکن اگر مرد کی منی ہو تو عورت اس سے دوبارہ مجنب نہیں ہوگی۔

س ۱۷۴: کچھ عرصے سے میں غسل جنابت کے سلسلے میں شک میں مبتلا ہوں یہاں تک کہ اپنی بیوی سے

مباشرت بھی نہیں کرتا اسکے باوجود غیر ارادی طور پر میرے اوپر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ گمان کرتا ہوں مجھ پر غسل جنابت واجب ہوگیا ہے اور ہر دن میں دو تین دفعہ غسل کرتا ہوں اس شک نے مجھے پریشان کردیا ہے، میری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر جنابت میں شک ہو تو جنابت کے احکام مرتب نہیں ہوتے مگر یہ کہ اس طرح رطوبت خارج ہو کہ اس میں منی خارج ہونے کی شرعی علامات پائی جائیں یا آپ کو منی خارج ہونے کا یقین ہو جائے۔

س ۱۷۵: کیا حیض کی حالت میں غسل جنابت صحیح ہے اور کیا اس سے عورت کی شرعی ذمہ داری ادا ہو جائے گی؟

ج: مذکورہ صورت میں غسل کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

س ۱۷۶: اگر عورت حیض کی حالت میں مجنب یا جنابت کی حالت میں حائض ہو جائے تو کیا حیض سے پاک ہونے کے بعد اس پر دو غسل واجب ہوں گے یا نہیں بلکہ حیض کی حالت میں جنابت طاری ہونے سے غسل جنابت واجب نہیں ہوتا کیونکہ وہ جنابت کے وقت پاک ہی نہیں تھی؟

ج: دونوں صورتوں میں غسل حیض کے علاوہ غسل جنابت بھی واجب ہے لیکن مقام عمل میں صرف غسل جنابت پر اکتفا کرنا جائز ہے لیکن احوط یہ ہے کہ دونوں غسلوں کی نیت کرے۔

س ۱۷۷: کس صورت میں مرد سے خارج ہونے والی رطوبت پر منی ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے؟

ج: جب شہوت کے ساتھ نکلے، بدن میں سستی آجائے اور اچھل کر نکلے تو اس پر منی کا حکم لگے گا۔

س ۱۷۸: بعض موقعوں پر غسل کے بعد ہاتھ یا پیر کے ناخن کے اطراف میں چونا یا صابن لگا ہوا دکھائی دیتا ہے جو غسل کے دوران حمام میں نظر نہیں آتا لیکن حمام سے نکلنے اور دقت کرنے کے بعد انکی سفیدی نظر آتی ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ جبکہ بعض افراد بے خبری میں یا اس کی پروا کئے بغیر غسل و وضو کر لیتے ہیں جبکہ یہ معلوم ہے کہ صابن کی اس سفیدی کے نیچے پانی پہنچنا یقینی نہیں ہے؟

ج: صرف صابن یا چونے کی سفیدی سے جو اعضاء کے خشک ہونے کے بعد دکھائی دے، وضو یا غسل

باطل نہیں ہوتا مگر یہ کہ اسکی ایسی تہ ہو جو جلد تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ بنے۔

س ۱۷۹: ایک برادر کا کہنا ہے کہ غسل سے پہلے بدن کا نجاست سے پاک ہونا واجب ہے اور اگر منی و غیرہ سے اسکی تطہیر غسل کے دوران میں ہو تو غسل کے باطل ہونے کا موجب ہے، پس اگر ان کی بات صحیح ہے تو کیا میری گزشتہ نمازیں باطل ہیں اور ان کی قضا واجب ہے؟ واضح رہے کہ میں اس مسئلہ سے بے خبر تھا؟

ج: غسل جنابت سے پہلے پورے بدن کا پاک ہونا واجب نہیں ہے بلکہ ہر عضو کا اسکے غسل سے پہلے پاک ہونا کافی ہے اور اس صورت میں غسل اور اس سے پڑھی گئی نماز، دونوں صحیح ہیں اور اگر نجس عضو اسکے غسل سے پہلے پاک نہ ہو اور ایک ہی دھونے کے ذریعے چاہے یہ عضو پاک بھی ہو جائے اور اس کا غسل بھی انجام پا جائے تو غسل باطل ہے اور اس غسل سے پڑھی گئی نماز بھی باطل ہے اور اسکی قضا واجب ہے۔

س ۱۸۰: نیند کی حالت میں انسان سے جو رطوبت خارج ہوتی ہے، کیا وہ منی کے حکم میں ہے؟ جبکہ اس میں تینوں علامتیں (اچھل کر نکلنا، شہوت کے ساتھ نکلنا اور بدن کا سست ہونا) موجود نہ ہوں اور انسان کو پتا بھی بیدار ہونے کے بعد چلے کہ اس کے لباس پر رطوبت موجود ہے؟

ج: اگر ان تین علامتوں میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو یا اسکے وجود میں شک ہو تو اس کا منی والا حکم نہیں ہے مگر یہ کہ کسی اور طریقے سے اسکے منی ہونے کا یقین ہو جائے۔

س ۱۸۱: میں جوان ہوں اور ایک مفلس گھرانے میں زندگی بسر کرتا ہوں، مجھ سے کثرت سے منی خارج ہوتی ہے اور حمام جانے کے لئے والد سے پیسہ مانگتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے، گھر میں بھی حمام نہیں ہے۔ اس سلسلے میں میری رہنمائی فرمائیں؟

ج: شرعی امور کی انجام دہی میں شرم نہیں کرنی چاہیے اور واجب کو ترک کرنے کے لئے شرم و حیا، شرعی عذر نہیں بن سکتے۔ بہر حال اگر آپ کے لئے غسل جنابت ممکن نہیں ہے تو نماز اور روزہ کے لئے آپ کا فریضہ یہ ہے کہ غسل کے بدلے تیمم کریں۔

س ۱۸۲: میرے لئے ایک مشکل ہے اور وہ یہ کہ اگر میرے بدن پر پانی کا ایک قطرہ بھی پڑ جائے تو وہ

نقصان دہ ہے، بلکہ مسح کرنے کا بھی یہی حال ہے اور بدن کے کسی بھی حصہ کے دھونے سے میرے دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے، اس کے علاوہ دوسری تکلیفیں بھی شروع ہو جاتی ہیں تو کیا اس صورت میں میرے لئے اپنی بیوی سے مباشرت کرنا جائز ہے؟ اور کیا یہ ممکن ہے کہ چند ماہ تک میں غسل کے عوض تیمم کر کے نماز ادا کروں اور مسجد میں داخل ہوا کروں؟

ج: آپ پر بیوی سے مباشرت ترک کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مجنب ہونے کی صورت میں اگر آپ غسل سے معذور ہوں تو ان اعمال کے لئے، جن میں طہارت شرط ہے غسل کے بدلے تیمم کرنا، آپ کا شرعی فریضہ ہے اور تیمم کے ساتھ مسجد میں داخل ہونے، نماز پڑھنے، قرآن کے حروف کو چھونے اور ان اعمال کے بجالانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جن میں جنابت سے پاک ہونا شرط ہے۔

س ١٨٣: واجب یا مستحب غسل کے وقت قبلہ رخ ہونا واجب ہے یا نہیں؟

ج: غسل کے وقت قبلہ رخ ہونا واجب نہیں ہے۔

س ١٨٤: کیا حدث اکبر کے غسالہ (دھوون) سے غسل صحیح ہے جبکہ یہ معلوم ہو کہ غسل قلیل پانی سے کیا گیا تھا اور بدن غسل سے پہلے پاک تھا؟

ج: مذکورہ صورت میں اس سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ١٨٥: اگر غسل جنابت کے درمیان حدث اصغر صادر ہو جائے تو کیا اس پر از سر نو غسل واجب ہے یا غسل مکمل کرنے کے بعد وہ وضو کرے گا؟

ج: از سر نو غسل کرنا واجب نہیں ہے اور حدث اصغر کا غسل کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن یہ غسل اس کی نماز اور ان اعمال کے لئے وضو سے کافی نہیں ہے جن میں حدث اصغر سے طہارت شرط ہے۔

س ١٨٦: وہ گاڑھی رطوبت جو منی سے مشابہ ہوتی ہے اور پیشاب کے بعد شہوت وارادہ کے بغیر خارج ہوتی ہے، کیا وہ منی کے حکم میں ہے؟

ج: منی کے حکم میں نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے منی ہونے کا یقین ہو جائے، یا نکلتے وقت اس میں منی ہونے کی شرعی علامات موجود ہوں۔

س ۱۸۷: جس کے ذمے کئی مستحب یا واجب یا مختلف غسل ہوں تو کیا ایک ہی غسل بقیہ کے لئے کافی ہوگا؟

ج: اگر سب کی نیت سے ایک غسل بجالائے تو وہ سب کیلئے کافی ہے۔ اور اگر ان میں غسل جنابت بھی ہو اور اسی کا قصد کیا جائے تو وہ بقیہ غسلوں کیلئے کافی ہوگا، اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ ان سب کی نیت کرے۔

س ۱۸۸: غسل جنابت کے علاوہ کیا کوئی اور غسل بھی ہے جس کے بعد وضو کی ضرورت نہیں ہوتی؟

ج: کوئی اور غسل کافی نہیں ہے۔

س ۱۸۹: آپ کی نظر میں غسل جنابت میں کیا پانی کا بدن پر جاری ہونا شرط ہے؟

ج: معیار یہ ہے کہ اس پر غسل کے قصد سے بدن کا دھونا صادق آجائے، پانی کا جاری ہونا شرط نہیں ہے۔

س ۱۹۰: اگر انسان جانتا ہو کہ اگر وہ اپنی زوجہ سے مباشرت کر کے خود کو مجنب کر دے تو اسے غسل کے لئے پانی نہیں ملے گا یا غسل اور نماز کے لئے وقت نہیں رہے گا، تو کیا اس کے لئے اپنی زوجہ سے مباشرت کرنا جائز ہے؟

ج: اگر غسل سے عاجز ہونے کی صورت میں تیمم کرنے پر قادر ہو تو اپنی بیوی سے مباشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۹۱: کیا غسل جنابت میں یہ ترتیب کافی ہے کہ پہلے سر دھوئیں اور اس کے بعد جسم کے باقی اعضاء کو، یا یہ کہ جسم کی دونوں اطراف میں بھی ترتیب ضروری ہے؟

ج: بنا بر احتیاط واجب دونوں اطراف کے درمیان ترتیب ضروری ہے اور یہ کہ پہلے جسم کا دایاں حصہ دھوئے پھر بایاں حصہ۔

س ۱۹۲: غسل ترتیبی کرتے وقت اگر میں پہلے پیٹھ دھولوں اور اس کے بعد غسل ترتیبی کی نیت کر کے غسل بجالاؤں تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

ج: غسل کی نیت اور غسل شروع کرنے سے پہلے پیٹھ یا اعضائے بدن میں سے کسی عضو کے دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور غسل ترتیبی کی کیفیت یہ ہے کہ بدن کو پاک کرنے کے بعد غسل کی نیت کرے، پھر

پہلے سر و گردن کو دھوئے، اس کے بعد بنا بر احتیاط واجب کندھے سے پیر کے تلوے تک بدن کا دایاں نصف حصہ دھوئے، پھر اسی طرح بایاں نصف حصہ دھوئے، اس ترتیب کی رعایت کرنے سے صحیح غسل انجام پا جائیگا۔

س ۱۹۳: کیا عورت پر غسل میں تمام بالوں کا دھونا واجب ہے؟ اور اگر غسل میں تمام بالوں تک پانی نہ پہنچے تو کیا غسل باطل ہے؟ جبکہ یہ معلوم ہو کہ سر کی تمام جلد تک پانی پہنچ چکا ہے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ تمام بالوں کو دھوئے۔

باطل غسل کے احکام

س ۱۹٤: اس شخص کا کیا حکم ہے جو بالغ تو ہو چکا ہو لیکن غسل کے واجب ہونے نیز اس کے طریقے سے بے خبر ہو اور اسی طرح دس سال گزر گئے، تب کہیں اسے تقلید اور غسل کے واجب ہونے کا پتا چلا۔ اب نماز اور روزہ کی قضا کے بارے میں اس پر کیا حکم لاگو ہوگا؟

ج: اس شخص پر ان نمازوں کی قضا واجب ہے جو اس نے جنابت کی حالت میں پڑھی ہیں اسی طرح روزوں کی قضا بھی واجب ہے اگر اسے اپنے مجنب ہونے کا علم تھا لیکن روزے کیلئے مجنب پر غسل کے واجب ہونے سے جاہل تھا۔

س ۱۹۵: ایک جوان کم عقلی کی وجہ سے چودہ سال کی عمر سے پہلے اور اس کے بعد استمناء کرتا تھا اور اس سے منی نکلتی تھی لیکن اسے یہ علم نہیں تھا کہ منی خارج ہونے سے انسان مجنب ہو جاتا ہے اور نماز اور روزے کیلئے غسل کرنا ضروری ہوتا ہے تو اس کا کیا فریضہ ہے؟ کیا جس زمانے میں وہ استمناء کرتا تھا اور اس سے منی خارج ہوتی تھی، اس زمانے کا اس پر غسل واجب ہے؟ اور اس

وقت سے اب تک اس نے جنابت کی حالت میں جو نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے، کیا وہ باطل ہیں اور ان کی قضا واجب ہے؟

ج: جتنی مرتبہ وہ مجنب ہوا ہے اگر اس نے اب تک غسل نہیں کیا تو ان سب کے لئے ایک غسل کافی ہے اور ان نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے بارے میں یہ یقین ہے کہ وہ حالت جنابت میں ادا کی گئی ہیں۔ ہاں ماہ مبارک رمضان کے گزشتہ ان روزوں کی قضا واجب نہیں ہے اور انہیں صحیح قرار دیا جائے گا، جن کی راتوں میں اسے اپنے مجنب ہونے کا علم نہ ہوا ہو، لیکن اگر وہ یہ جانتا تھا کہ اس سے منی خارج ہوئی ہے اور وہ جنب ہو گیا ہے لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ روزہ کے صحیح ہونے کے لئے اس پر غسل واجب ہے تو اس صورت میں اس پر ان تمام روزوں کی قضا واجب ہے جو اس نے حالت جنابت میں رکھے تھے۔

س ۱۹۶: جو شخص جنابت کے بعد غسل کرے لیکن اس کا غسل غلط اور باطل ہو اسکی ان نمازوں کا کیا حکم ہے جو اس نے اس غسل کے ساتھ پڑھی ہیں جبکہ وہ مسئلہ سے جاہل تھا۔

ج: باطل غسل کے ساتھ پڑھی گئی نماز باطل ہے اور اس کا اعادہ یا قضا واجب ہے۔

س ۱۹۷: میں نے ایک واجب غسل کی بجا آوری کے ارادے سے غسل کیا، حمام سے نکلنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ میں نے ترتیب کی رعایت نہیں کی اور چونکہ میرا خیال یہ تھا کہ صرف ترتیب کی نیت ہی کافی ہے لہذا میں نے غسل کا اعادہ نہیں کیا اب میں اس مسئلہ میں پریشان ہوں، کیا مجھ پر تمام نمازوں کی قضا واجب ہے؟

ج: آپ جو غسل بجالائے ہیں اگر اس کے صحیح ہونے کا آپ کو احتمال ہے اور غسل کرتے وقت ان کاموں کی انجام دہی کی طرف متوجہ تھے جو اس کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہیں تو آپ کے ذمے کچھ نہیں لیکن اگر آپ کو غسل کے باطل ہونے کا یقین ہے تو آپ پر تمام نمازوں کی قضا واجب ہے۔

س ۱۹۸: میں غسل جنابت اس طریقے سے کیا کرتا تھا کہ پہلے جسم کا داہنا حصہ، پھر سر اور اس کے بعد بایاں حصہ دھویا کرتا تھا اور میں نے صحیح طریقہ دریافت کرنے میں بھی کوتاہی کی ہے، اب میری نماز اور روزے کا حکم کیا ہے؟

ج: مذکورہ طریقے سے کیا گیا غسل باطل ہے اور وہ رفع حدث کا موجب نہیں ہے اس لئے ایسے غسل کے

ساتھ پڑھی گئی نمازیں باطل ہیں اور انکی قضا کرنا واجب ہے، ہاں چونکہ آپ مذکورہ طریقہ کو صحیح غسل سمجھتے تھے اور جان بوجھ کر جنابت پر باقی نہیں رہے اسلئے آپ کے روزے صحیح ہیں۔

س ۱۹۹: کیا مجنب پر ان سورتوں کا پڑھنا حرام ہے جن میں واجب سجدہ ہے؟

ج: مجنب کیلئے جو کام حرام ہیں ان میں سے ایک ان سورتوں کی سجدہ والی آیات کا پڑھنا ہے لیکن ان سورتوں کی دیگر آیات پڑھنے میں اشکال نہیں ہے۔

تیمّم کے احکام

س ۲۰۰: وہ چیزیں جن پر تیمّم صحیح ہے، جیسے مٹی، چونا اور پتھر وغیرہ، اگر یہ دیوار پر چپکے ہوں تو کیا ان پر تیمّم صحیح ہے؟ یا ان کا سطح زمین پر ہونا ضروری ہے؟

ج: تیمّم کے صحیح ہونے میں ان کا سطح زمین پر ہونا شرط نہیں ہے۔

س ۲۰۱: اگر میں مجنب ہو جاؤں اور میرے لئے حمام جانا ممکن نہ ہو اور جنابت کی یہ حالت چند روز تک باقی رہے، اور میں غسل کے بدلے میں تیمّم کر کے نماز پڑھ لوں اسکے بعد مجھ سے حدث اصغر سرزد ہو جائے تو کیا بعد والی نماز کیلئے دوبارہ غسل کے بدلے تیمّم کروں یا نہیں بلکہ جنابت کی جہت سے وہی پہلا تیمّم کافی ہے اور بعد والی نمازوں کیلئے حدث اصغر کی خاطر وضو یا تیمّم واجب ہے؟

ج: جب مجنب شخص غسل جنابت کے بدلے صحیح تیمّم کر لے اور اس تیمّم کے بعد اگر اس سے حدث اصغر صادر ہو جائے تو جب تک تیمّم کو جائز قرار دینے والا شرعی عذر باقی ہے بنا بر احتیاط واجب جن اعمال میں طہارت شرط ہے ان کیلئے غسل کے بدلے تیمّم کرے اور پھر وضو بھی کرے اور اگر وضو بھی نہ کر سکتا ہو تو ایک دوسرا تیمّم وضو کے بدلے کرے۔

س ۲۰۲: غسل کے بدلے کیے جانے والے تیمم کے بعد کیا وہ سب امورانجام پاسکتے ہیں جو غسل کے بعد انجام دیے جاسکتے ہیں یعنی کیا تیمم کر کے مسجد میں داخل ہونا جائز ہے؟

ج: غسل کے بعد جتنے شرعی امور انجام دئے جاسکتے ہیں وہ اس کے عوض کیے جانے والے تیمم کے بعد بھی جائز ہیں، مگر یہ کہ غسل کے بدلے میں تیمم تنگی وقت کی وجہ سے کیا جائے۔

س ۲۰۳: وہ جنگی مجروح جس کا کمر سے نیچے کا حصہ مفلوج ہو چکا ہے اور اسکی وجہ سے پیشاب کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتا کیا وہ مستحب اعمال مثلاً غسل جمعہ و غسل زیارت وغیرہ کے بجالانے کے عوض تیمم کرسکتا ہے، کیونکہ اس کے لئے حمام جانے میں کچھ مشقت ہے؟

ج: جن اعمال میں طہارت شرط نہیں ہے ان کیلئے غسل کے بدلے تیمم کرنا محل اشکال ہے، لیکن عسر و حرج کے موقع پر مستحب غسلوں کے بدلے رجاء مطلوبیت کی نیت سے تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۰۴: جس شخص کے پاس پانی نہ ہو یا اس کے لئے پانی کا استعمال مضر ہو اور وہ غسل جنابت کے بدلے تیمم کرلے تو کیا وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز جماعت میں شریک ہوسکتا ہے؟ اور اس کے قرآن کریم پڑھنے کا حکم کیا ہے؟

ج: جب تک تیمم کو جائز کرنے والا عذر باقی ہے اور اس کا تیمم باطل نہیں ہوا اس وقت تک وہ ان تمام اعمال کو انجام دے سکتا ہے، جن میں طہارت شرط ہے۔

س ۲۰۵: نیند کی حالت میں انسان سے رطوبت خارج ہوتی ہے اور بیدار ہونے کے بعد اسے کچھ یاد نہیں آتا، لیکن اسکے لباس پر رطوبت ہے اور اس کے پاس سوچنے کا وقت بھی نہیں ہے، کیونکہ اس کی صبح کی نماز قضا ہو رہی ہے، اس حالت میں وہ کیا کرے؟ اور وہ کیسے غسل کے بدلے تیمم کی نیت کرے؟ اس کیلئے اصلی حکم کیا ہے؟

ج: اگر اسے احتلام کا علم ہے تو وہ مجنب ہے اور اس پر غسل واجب ہے اور وقت تنگ ہونے کی صورت میں اپنے بدن کو پاک کرنے کے بعد تیمم کرے پھر نماز کے بعد وسیع وقت میں غسل کرے، لیکن اگر احتلام اور جنابت میں شک ہو تو اس پر جنابت کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س۲۰٦: ایک شخص پے در پے کئی راتوں تک مجنب ہوتا رہا، اس کا فریضہ کیا ہے؟ جبکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر روز پے در پے حمام جانے سے انسان ضعیف وکمزور ہو جاتا ہے؟

ج: اس پر غسل واجب ہے مگر یہ کہ پانی کا استعمال اس کے لئے مضر ہو تو ایسی صورت میں اس کا فریضہ تیمم ہے۔

س۲۰۷: میں ایسا مریض ہوں کہ بلا ارادہ کئی کئی مرتبہ مجھ سے منی خارج ہو جاتی ہے اور اس کے نکلنے سے کوئی لذت بھی محسوس نہیں ہوتی، پس نماز کے سلسلہ میں میرا فریضہ کیا ہے؟

ج: اگر ہر نماز کے لئے غسل کرنے میں آپ کیلئے ضرر یا شدید تکلیف ہو تو اپنا بدن نجاست سے پاک کرنے کے بعد تیمم کے ساتھ نماز پڑھیں۔

س۲۰۸: اس شخص کا کیا حکم ہے جو نماز صبح کے لئے یہ سوچ کر غسل جنابت ترک کر کے تیمم کرتا ہے کہ اگر غسل کرے گا تو بیمار ہو جائے گا؟

ج: اگر وہ سمجھتا ہے کہ اس کے لئے غسل مضر ہے تو تیمم میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس تیمم کے ساتھ نماز صحیح ہے۔

س۲۰۹: تیمم کا طریقہ کیا ہے؟ آیا غسل اور وضو کے بدلے تیمم میں کوئی فرق ہے؟

ج: تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کرکے دونوں ہاتھوں کو اس چیز پر مارے جس پر تیمم صحیح ہے پھر دونوں ہاتھوں کو پوری پیشانی پر بالوں کے اگنے کی جگہ سے ابرو اور ناک کے اوپر والے حصے تک اور پیشانی کی دو اطراف پر پھیرے پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی پوری پشت پر اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پوری پشت پر پھیرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ ہاتھوں کو زمین پر مارے اور پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی پشت پر اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر پھیرے خواہ تیمم وضو کے بدلے ہو یا غسل کے بدلے۔

س۲۱۰: پکے ہوئے چونے پکی ہوئی آہک، انکے پتھروں اور اینٹ پر تیمم کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: ہر وہ چیز جسے زمین سے شمار کیا جائے جیسے چونے اور آہک کے پتھر ان پر تیمم کرنا صحیح ہے اور بعید نہیں ہے کہ پکے ہوئے چونے پکی ہوئی آہک اور اینٹ پر بھی تیمم صحیح ہو۔

س۲۱۱: آپ نے فرمایا ہے جس چیز پر تیمم کیا جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے کیا اعضاء تیمم (پیشانی اور ہاتھوں کی پشت) کا پاک ہونا بھی ضروری ہے؟

ج: احتیاط یہ ہے کہ ممکنہ صورت میں پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پاک ہو اور اگر انہیں پاک کرنا ممکن نہ ہو تو اسکے بغیر ہی تیمم کرلے اگر چہ بعید نہیں ہے کہ ہر صورت میں طہارت شرط نہ ہو۔

س۲۱۲: اگر انسان کیلئے نہ وضو ممکن ہو اور نہ تیمم تو اسکی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: بنابر احتیاط وقت کے اندر بغیر وضو اور تیمم کے نماز پڑھے اور پھر بعد میں وضو یا تیمم کے ساتھ اسکی قضا کرے۔

س۲۱۳: میں جلد کی ایسی بیماری میں مبتلا ہوں کہ جب بھی نہاتا ہوں تو میری کھال خشک ہونے لگتی ہے بلکہ اگر صرف چہرے اور ہاتھوں کو دھوتا ہوں تو بھی ایسا ہوتا ہے، اس لئے اپنی جلد پر تیل ملنے پر مجبور ہوں، لہذا مجھے وضو کرنے میں بہت زحمت ہوتی ہے اور صبح کی نماز کے لئے وضو کرنا میرے لئے بہت دشوار ہے تو کیا میں صبح کی نماز کے لئے وضو کے بدلے تیمم کرسکتا ہوں؟

ج: اگر آپ کے لئے پانی کا استعمال مضر ہے تو وضو سے اجتناب کریں اور اس کے بدلے تیمم کریں اور اگر مضر نہیں ہے اور یہ تیل پانی کے اعضاء وضو تک پہنچنے سے مانع نہ ہو تو وضو ضروری ہے اور اگر مانع ہو لیکن یہ ممکن ہو کہ تیل صاف کر کے وضو کرلیا جائے اور پھر تیل مل لیا جائے تو بھی تیمم نہیں کرسکتا۔

س۲۱۴: ایک شخص وقت کم ہونے کی بنا پر تیمم سے نماز پڑھ لیتا ہے اور فارغ ہونے کے بعد اس پر یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ وضو کرنے کا وقت تھا، اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔

س۲۱۵: ہم ایسے سرد علاقہ میں رہتے ہیں جہاں حمام نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی جگہ ہے جہاں غسل کرسکیں اور رمضان کے مہینے میں اذان سے پہلے حالت جنابت میں بیدار ہوں تو چونکہ جوانوں کا نصف شب میں لوگوں کے سامنے مشک یا ٹینکی کے پانی سے غسل کرنا معیوب ہے، اس کے علاوہ اس وقت پانی بھی ٹھنڈا ہوتا ہے، اس حالت میں اگلے دن کے روزہ کا

کیا حکم ہے؟ کیا تیمّم جائز ہے اور غسل نہ کرنے کی صورت میں روزہ توڑنے کا کیا حکم ہے؟

ج: صرف مشقت یا لوگوں کی نظروں میں کسی کام کا معیوب ہونا شرعی طور پر عذر نہیں بن سکتا، بلکہ جب تک انسان کے لئے ضرر یا حرج نہ ہو اس وقت تک جس طرح بھی ممکن ہو اس پر غسل کرنا واجب ہے اور ان دونوں (حرج یا ضرر) میں سے کسی ایک کی صورت میں تیمم کرنا واجب ہے، پس اگر وہ فجر سے پہلے تیمم کر لیتا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر تیمم ترک کردے تو اس کا روزہ باطل ہے، لیکن اس پر واجب ہے کہ تمام دن کھانے پینے سے اجتناب کرے۔

عورتوں کے احکام

س ٢١٦: اگر میری والدہ خاندان نبوت سے ہو تو کیا میں بھی سیدانی ہوں؟ پس کیا میں بھی اپنی ماہانہ عادت کو ساٹھ سال تک حیض قرار دوں اور ان ایام کے دوران روزہ اور نماز سے پرہیز کروں؟

ج: جس عورت کا باپ ہاشمی نہیں ہے، اگرچہ اس کی ماں سیدانی ہو، اگر وہ پچاس سال کے بعد خون دیکھے تو وہ استحاضہ کے حکم میں ہے۔

س ٢١٧: جس عورت نے کسی معین دن کے روزے کی نذر کی ہو پھر اس دن اسے معین روزہ کی حالت میں حیض آجائے، اس کا فریضہ کیا ہے؟

ج: حیض آنے سے اس کا روزہ باطل ہو جائے گا چاہے وہ دن کے کسی بھی حصہ میں آئے اور پاک ہونے کے بعد اس پر روزہ کی قضا واجب ہے؟

س ٢١٨: اس رنگ یا دھبے کا کیا حکم ہے جو عورت اپنی پاکی کے اطمینان کے بعد دیکھتی ہے جبکہ یہ معلوم

ہے کہ نہ اس میں خون کی علامات ہیں اور نہ ہی پانی ملے خون کی؟

ج: اگر وہ خون نہیں ہے تو اس پر حیض کا حکم نہیں لگے گا لیکن اگر خون ہے اور اس نے دس دن سے تجاوز نہیں کیا تو وہ حیض کا حکم رکھتا ہے اگر چہ وہ زرد رنگ کے داغ کی صورت میں ہی ہو اور موضوع کو تشخیص دینا عورت کا کام ہے۔

س ۲۱۹: روزے رکھنے کے لئے دوا کے ذریعہ ماہانہ عادت کو بند کرنے کا کیا حکم ہے۔

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۲۰: اگر حمل کے دوران عورت کو تھوڑا سا خون آجائے لیکن اس کا حمل ساقط نہ ہو تو کیا اس پر غسل واجب ہے یا نہیں؟ اور اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اثناء حمل میں عورت جو خون دیکھتی ہے اگر اس میں حیض کی صفات اور شرائط ہیں یا وہ حیض کی عادت کے زمانے میں آئے اور تین دن تک چلتا رہے اگر چہ اندر ہی رہے تو وہ حیض ہے ورنہ استحاضہ ہے۔

س ۲۲۱: ایک عورت کی ماہانہ عادت معین تھی جیسے ایک ہفتہ لیکن پھر اسے مانع حمل چھلہ (loop) رکھوانے کے سبب ہر ماہ ۱۲ روز خون آنے لگا تو کیا یہ سات روز سے زیادہ آنے والا خون حیض ہوگا یا استحاضہ؟

ج: اگر دس دن تک خون بند نہ ہو تو اس کی عادت کے ایام حیض شمار ہوں گے اور باقی استحاضہ۔

س ۲۲۲: کیا حیض یا نفاس والی عورت، ائمہ (علیہم السلام) کی اولاد کے مقبروں میں داخل ہو سکتی ہے؟

ج: ہو سکتی ہے۔

س ۲۲۳: جو عورت حمل ضائع کراتی ہے کیا وہ نفاس کی حالت میں ہے یا نہیں؟

ج: بچہ ساقط ہونے کے بعد، خواہ وہ لوتھڑا ہی ہو، اگر عورت خون دیکھتی ہے تو اس پر نفاس کا حکم جاری ہوگا۔

س ۲۲۴: اس خون کا کیا حکم ہے جسے عورت یائسہ ہونے کے بعد دیکھتی ہے؟ اور اس کا شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: استحاضہ کے حکم میں ہے۔

س ۲۲۵: ناخواستہ بچوں کی ولادت سے اجتناب کے لئے مانع حمل طریقوں میں سے ایک طریقہ، دواؤں کا استعمال ہے، اور جو عورتیں ان دواؤں کو استعمال کرتی ہیں وہ ماہانہ عادت کے ایام اوران کے علاوہ دوسرے دنوں میں بھی خون کے داغ دھبے دیکھتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

ج: اگران داغ دھبوں میں شریعت میں بیان کردہ حیض کی شرطیں نہیں پائی جاتیں تو وہ حیض کے حکم میں نہیں ہیں، بلکہ ان پر استحاضہ کا حکم لگایا جائے گا۔

میت کے احکام

س ۲۲۶: کیا میت کے غسل، کفن اور دفن میں مماثلت اور ہم جنس ہونا شرط ہے یا نہیں بلکہ زن و مرد میں سے ہر ایک دوسرے کی میت کے یہ کام انجام دے سکتا ہے؟

ج: میت کے غسل دینے میں مماثلت شرط ہے اور اگر میت کو اس کا ہم جنس (عورت کو عورت اور مرد کو مرد) غسل دے سکتا ہو تو غیر مماثل کا غسل دینا صحیح نہیں ہے اور میت کا یہ غسل باطل ہے، لیکن تکفین و تدفین میں مماثلت شرط نہیں ہے۔

س ۲۲۷: اب دیہاتوں میں رواج ہے کہ میت کو رہائشی مکانوں میں غسل دیا جاتا ہے اور بعض موقعوں پر میت کا کوئی وصی نہیں ہوتا اور اس کے بچے چھوٹے ہوتے ہیں، ایسی صورت میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: میت کی تجہیز یعنی غسل، کفن اور دفن کے سلسلے میں متعارف حد تک جن تصرفات کی ضرورت ہے وہ کمسن ولی کی اجازت پر موقوف نہیں ہیں اور اس سلسلے میں ورثاء کے درمیان چھوٹے بچوں کی موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

س ۲۲۸: ایک شخص حادثہ میں یا کسی بلندی سے گر کر مر گیا اگر مرنے والے کے بدن سے خون بہہ رہا ہو تو

کیا خون کا اپنے آپ یا طبی وسائل کے ذریعہ بند ہونے تک انتظار کرنا واجب ہے یا لوگ خون بہنے کے باوجود اسے اسی حالت میں دفن کر دیں؟

ج: اگر ممکن ہو تو غسل سے پہلے میت کے بدن کو پاک کرنا واجب ہے اور اگر خون بند ہونے تک یا اسے روکنے کیلئے انتظار کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔

س ۲۲۹: وہ میت جو ۴۰ یا ۵۰ سال قبل دفن کی گئی تھی اور اس وقت اس کی قبر کا نشان مٹ چکا ہے اور وہ عام زمین بن چکی ہے اب اس جگہ نہر کھودی گئی تو اس میں سے اس مردے کی ہڈیاں نکل آئیں، کیا انہیں دیکھنے کے لئے ان ہڈیوں کو چھونے میں کوئی اشکال ہے؟ اور کیا وہ ہڈیاں نجس ہیں یا نہیں؟

ج: مسلمان کی اس میت کی ہڈی جس کو غسل دیا جا چکا ہو نجس نہیں ہے، لیکن اسے دوبارہ مٹی میں دفن کرنا واجب ہے۔

س ۲۳۰: کیا انسان اپنے والد، والدہ یا اپنے کسی عزیز کو ایسا کفن دے سکتا ہے جو اس نے اپنے لئے خریدا تھا؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۳۱: ڈاکٹروں کی ٹیم کو طبی تحقیقات اور معائنے کے لئے میت کے دل اور اس کے جسم کے بعض حصوں کو اسکے جسم سے جدا کرنے کی ضرورت ہے اور تجربہ و معائنہ کرنے کے ایک دن بعد انہیں دفن کر دیتے ہیں، اس سلسلے میں درج ذیل سوالات کے جواب عنایت فرمائیں۔

۱۔ کیا ہمارے لئے ایسا کام انجام دینا جائز ہے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ لاشیں، جن پر یہ کام انجام دیئے جا رہے ہیں مسلمانوں کی ہیں۔

۲۔ کیا دل اور میت کے بعض حصوں کو اس کے بدن سے جدا دفن کرنا جائز ہے؟

۳۔ کیا ان اعضاء کو کسی دوسری میت کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے؟ جبکہ قلب اور ان حصوں کو علیحدہ دفن کرنے میں ہمارے لئے مشکلات ہیں؟

ج: اگر کسی (نفس محترمہ) کی جان بچانا یا پھر ان طبی علوم کا انکشاف کرنا جن کی معاشرے کو احتیاج ہے یا اس مرض کا سراغ لگانا جس سے لوگوں کی زندگی کو خطرہ لاحق ہے اس پر موقوف ہو تو میت کے بدن کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے، لیکن لازم ہے کہ جب تک اس کام کیلئے غیر مسلم کی میت مل سکتی ہو تو مسلمان کی میت سے استفادہ نہ کیا جائے اور جو اعضاء مسلمان کے بدن سے جدا کیے گئے ہوں ان کا شرعی حکم یہ ہے کہ انہیں بدن کے ساتھ دفن کیا جائے اور اگر بدن کے ساتھ دفن کرنا ممکن نہ ہو تو علیحدہ دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۳۲: اگر انسان اپنے لئے کفن خریدے اور واجب یا مستحب نمازوں یا تلاوت قرآن مجید کے وقت ہمیشہ اس سے فرش و مصلّیٰ کا کام لے اور موت کے بعد اسی کو اپنا کفن قرار دے تو کیا یہ جائز ہے؟ اور اسلامی نقطۂ نظر سے کیا یہ جائز ہے کہ انسان اپنے لئے کفن خرید کر اس پر قرآن کی آیتیں لکھے اور اسے صرف کفن کے کام میں لائے؟

ج: مذکورہ کاموں میں کوئی حرج نہیں۔

س ۲۳۳: ایک پرانی قبر سے ایک عورت کا جنازہ ملا ہے جس کی تاریخ تقریباً سات سو سال پرانی ہے۔ یہ ایک عظیم الجثہ پیکر ہے جو صحیح و سالم ہے اور اس کی کھوپڑی پر کچھ بال بھی موجود ہیں، آثار قدیمہ کے ماہرین۔ جنہوں نے اس کا انکشاف کیا ہے۔ کہتے ہیں یہ ایک مسلمان عورت کا جسد ہے، پس کیا جائز ہے کہ میوزیم آف نیچرل سائنسز (ایسی چیزوں کا عجائب گھر) کی طرف سے اس واضح و مشخص عظیم الجثہ پیکر کو (قبر کی تعمیر نو اور پھر اسی میں رکھ کر) میوزیم کا مشاہدہ کرنے والوں کی عبرت کے لئے رکھ دیا جائے یا دیکھنے والوں کی نصیحت اور موعظہ کے لئے مناسب آیات و احادیث لکھ کر وہاں لگا دی جائیں۔

ج: اگر اس عظیم الجثہ پیکر کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ یہ مسلمان کی میت ہے تو اس کا فوراً دوبارہ دفن کرنا واجب ہے۔

س ۲۳۴: کسی دیہات میں ایک قبرستان ہے جو نہ کسی خاص شخص کی ملکیت ہے اور نہ وقف ہے تو کیا اس

گاؤں کے رہنے والوں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ دوسرے شہروں یا گاؤں کی میتوں کو یا اس شخص کی میت کو جس نے اس قبرستان میں دفن ہونے کی وصیت کی ہے، دفن نہ ہونے دیں؟

ج: اگر مذکورہ عمومی قبرستان کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہو اور نہ ہی خاص طور پر اس دیہات والوں کیلئے وقف ہو تو اہل قریہ دوسروں کی میتوں کو اس میں دفن ہونے سے منع نہیں کر سکتے اور اگر کوئی شخص خود کو اس قبرستان میں دفن کرنے کی وصیت کرے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا واجب ہے۔

س ۲۳۵: کچھ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قبروں پر پانی چھڑکنا مستحب ہے، جیسا کہ کتاب 'لئالی الاخبار' میں ہے۔ کیا یہ استحباب صرف دفن کے دن کے ساتھ مختص ہے یا نہیں بلکہ ہر وقت پانی چھڑکنا مستحب ہے جیسا کہ صاحب لئالی کا یہی نظریہ ہے؟ آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: دفن کے دن پانی چھڑکنا مستحب ہے اور اسکے بعد بھی رجاء مطلوبیت کی نیت سے چھڑکنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۲۳۶: میت، رات کو کیوں دفن نہیں کی جاتی؟ کیا شب میں میت دفن کرنا حرام ہے؟

ج: میت کو رات میں دفن کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۲۳۷: ایک شخص کار کے حادثہ میں فوت ہو گیا، لوگوں نے اسے غسل دیا، کفن پہنایا اور قبرستان میں لے آئے، جب اسے دفن کرنے لگے تو دیکھا کہ تابوت اور کفن دونوں اس سے نکلنے والے خون سے آلودہ ہیں تو کیا ایسی حالت میں کفن بدلنا واجب ہے؟

ج: اگر کفن کے اس حصے کو جس پر خون لگا ہوا ہے، دھونا یا کاٹنا یا کفن کو تبدیل کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے، ورنہ اسی حالت میں دفن کر دینا جائز ہے۔

س ۲۳۸: اگر اس میت کے دفن کو۔ جسے خون آلود کفن میں دفن کر دیا گیا ہے۔ تین ماہ گزر چکے ہوں تو کیا اس صورت میں قبر کو کھودا جا سکتا ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں قبر کھودنا جائز نہیں ہے۔

س ۲۳۹: برائے کرم درج ذیل تین سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں۔

۱۔ اگر حاملہ عورت وضع حمل کے دوران (بچہ پیدا ہوتے وقت) مرجائے تو اس کے شکم میں موجود بچے کا مندرجہ ذیل تین صورتوں میں کیا حکم ہے؟

الف) اگر اس میں تازہ روح داخل ہوئی ہو (تین ماہ یا اس سے زیادہ کا ہو) جب یہ احتمال قوی ہوتا ہے کہ اگر اسے ماں کے پیٹ سے نکالا جائے گا تو مرجائے گا۔

ب) جب بچہ سات ماہ یا اس سے زائد کا ہو۔

ج) بچہ ماں کے پیٹ میں مرچکا ہو۔

۲۔ اگر وضع حمل کے دوران حاملہ کا انتقال ہو جائے تو کیا دوسروں پر بچے کی موت یا اسکی حیات کی مکمل تحقیق کرنا واجب ہے؟

۳۔ اگر ولادت کے وقت ماں کا انتقال ہو جائے اور شکم میں بچہ زندہ ہو اور ایک شخص- متعارف طریقے کے خلاف۔ ماں کو زندہ بچے کے ساتھ دفن کرنے کا حکم دے تو اس سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: اگر حاملہ کے مرنے سے بچہ بھی مرجائے یا جب حاملہ فوت ہوئی ہے اس وقت بچے میں روح داخل نہ ہوئی ہو تو اس کا نکالنا واجب نہیں ہے، بلکہ جائز ہی نہیں ہے، لیکن اگر اس میں روح داخل ہو چکی ہو اور وہ شکم مادر میں زندہ ہو اور نکالنے تک اس کے زندہ رہنے کا احتمال بھی ہو تو اسے فوری طور پر نکال لینا واجب ہے، اور جب تک مردہ ماں کے شکم میں موجود بچے کی موت ثابت نہ ہو جائے ماں کو بچے سمیت دفن کرنا جائز نہیں ہے اور اگر زندہ بچہ ماں کے ساتھ دفن کر دیا گیا ہو اور دفن کے بعد بھی بچے کے زندہ ہونے کا احتمال ہو تب بھی قبر کھودنے اور ماں کے شکم سے بچے کو نکالنے میں جلدی کرنا واجب ہے، اسی طرح اگر مردہ ماں کے پیٹ میں بچے کی زندگی کی حفاظت ماں کو دفن نہ کرنے پر موقوف ہو تو بظاہر بچے کی زندگی کی حفاظت کے لئے ماں کے دفن میں تاخیر واجب ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حاملہ عورت کو اس کے زندہ بچے کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے اور دوسرے لوگ یہ گمان کرتے ہوئے کہ کہنے والے کی بات صحیح ہے، حاملہ عورت کو دفن کر دیں، جس سے قبر میں بچے کی موت واقع ہو جائے، تو دفن کرنے والے شخص پر بچے کی دیت واجب ہے، مگر یہ کہ موت کا باعث اس کہنے والے کی بات ہو تو اس صورت میں اس قائل پر دیت

واجب ہوگی۔

س ۲٤۰: بلدیہ نے زمین سے بھر پور فائدہ اٹھانے کی غرض سے قبروں کو دو منزلہ بنانا مقرر کیا ہے، برائے مہربانی آپ اس سلسلے میں شرعی حکم بیان فرمائیں؟

ج: مسلمانوں کی کئی منزلوں والی قبریں بنانا جائز ہے، اس شرط کے ساتھ کہ یہ عمل قبر کھودنے اور مسلمان میت کی بے حرمتی کا باعث نہ ہو۔

س ۲٤۱: ایک بچہ کنویں میں گر کر مر گیا ہے اور کنویں میں اتنا پانی ہے کہ اس میں سے اس کی میت کو نکالا نہیں جا سکتا، اس کا کیا حکم ہے؟

ج: میت کو اسی میں رہنے دیں اور وہ کنواں ہی اس کی قبر ہوگا اور اگر کنواں کسی کی ذاتی ملکیت نہ ہو یا اس کا مالک بند کرنے پر راضی ہو جائے تو کنویں کو بند کر دینا واجب ہے۔

س ۲٤۲: ہمارے علاقے میں رواج ہے کہ صرف ائمہ اطہارؑ، شہداء اور اہم دینی شخصیتوں کے غم میں روایتی انداز میں سینہ زنی ہوتی ہے۔ کیا یہی سینہ زنی بعض فوجی مجاہدین کیلئے اور ان لوگوں کی وفات پر کرنا جائز ہے جنہوں نے اس اسلامی حکومت اور اس اسلامی معاشرے کی کسی نہ کسی طریقہ سے خدمت کی ہے۔

ج: اس کام میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۲٤۳: رات میں قبرستان جانا مکروہ ہے لیکن اس شخص کا کیا حکم ہے جو شب میں قبرستان جانے کو اپنی اسلامی تربیت کے لئے مؤثر عامل سمجھتا ہے۔

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲٤٤: کیا عورتوں کیلئے جنازے کے ساتھ چلنا اور اسے اٹھانا جائز ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲٤٥: بعض قبائلیوں کے یہاں مرسوم ہے کہ جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو مرنے والے کے سوگ میں شریک ہونے والے تمام لوگوں کو کھانا کھلانے کے لئے قرض لے کر بہت سی بھیڑ

بکریاں خریدتے ہیں جوان کے لئے بڑے نقصان کا باعث ہوتا ہے، کیا اس قسم کے رسم و رواج کو باقی رکھنے کے لئے اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا برداشت کرنا جائز ہے؟

ج: اگر بالغ وارثوں کے اموال سے اوران کی مرضی سے کھانا کھلایا جائے تو جائز ہے، لیکن اگر وہ میت کے اموال سے خرچ کرنا چاہتے ہوں تو اس کا تعلق مرنے والے کی وصیت کی کیفیت پر ہے اور کلی طور پر ایسے امور میں اسراف اور افراط سے پرہیز کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ نعمات الٰہی کے ضائع ہونے کا موجب ہیں۔

س ۲٤٦: آج کل اگر کوئی شخص بارودی سرنگ کے پھٹنے سے مرجائے تو کیا اس پر شہید کے احکام مترتب ہوں گے؟

ج: غسل وکفن نہ دینے کا حکم صرف اس شہید سے مخصوص ہے جو معرکۂ جنگ میں مارا جائے۔

س ۲٤۷: سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی بعض شہری مراکز میں گشت کرتے ہیں اور دشمنان انقلاب اسلامی کبھی کبھاران پر کمین گاہوں سے حملہ کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں کبھی کبھی یہ شہید ہو جاتے ہیں، کیا ایسے شہیدوں کو غسل دینا یا تیمم کرانا واجب ہے یا پھر اس علاقہ کو میدان جنگ سمجھا جائے گا؟

ج: اگر اس علاقہ میں فرقۂ حقہ اور باطل پرست باغی گروہ کے درمیان جنگ ہو تو فرقہ حقہ میں سے قتل ہونے والا شہید کے حکم میں ہے۔

س ۲٤۸: جو شخص امامتِ جماعت کی شرائط نہیں رکھتا کیا مؤمن کی نماز جنازہ کی امامت کرا سکتا ہے؟

ج: بعید نہیں کہ جو شرائط بقیہ نمازوں کی جماعت اور امام جماعت میں ضروری ہیں وہ نماز میت میں معتبر نہ ہوں، اگرچہ احوط یہ ہے کہ نماز میت میں بھی ان کی رعایت کی جائے۔

س ۲٤۹: اگر دنیا کے کسی گوشے میں کوئی مؤمن احکام اسلام کے نفاذ، فقہ جعفری کے اجرا یا مظاہروں میں قتل کردیا جائے تو کیا وہ شہید سمجھا جائے گا؟

ج: اسے شہید کا اجروثواب ملے گا، لیکن شہید کی میت کی تجہیز کے احکام اس شخص سے مخصوص ہیں جو میدان جنگ میں جنگ کرتے ہوئے شہادت پائے۔

س ۲۵۰: اگر عدالت کی طرف سے کسی مسلمان شخص کے خلاف منشیات کا کاروبار کرنے کے الزام میں سزائے موت کا حکم سنایا جائے اور اسے موت کی سزا دی جائے تو:۔

ا۔ کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

۲۔ اس کے مراسم عزاء، قرآن خوانی اور اس کے لئے منعقد ہونے والی مجالس اہل بیتؑ میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

ج: جس مسلمان کو سزائے موت دی گئی ہو، اس کا حکم وہی ہے جو دیگر مسلمانوں کا ہے اور اس کے لئے وہ تمام اسلامی آداب بجالائے جائیں گے جو عام مرنے والوں کے لئے بجالائے جاتے ہیں۔

س ۲۵۱: کیا اس گوشت والی ہڈی کو چھونے سے غسل مس میت واجب ہو جائے گا جو زندہ شخص کے بدن سے جدا ہوئی ہو؟

ج: زندہ شخص کے بدن سے جدا ہونے والے حصے کو چھونے سے غسل مس میت واجب نہیں ہوتا۔

س ۲۵۲: کیا مردہ انسان کے بدن سے جدا ہونے والے عضو کو چھونے سے غسل مس میت واجب ہو جاتا ہے؟

ج: مردہ انسان کے بدن سے جدا ہونے والے حصے کو اسکے ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل دیئے جانے سے پہلے چھونا خود میت کے بدن کو چھونے والا حکم رکھتا ہے۔

س ۲۵۳: کیا مسلمان شخص کو اسکی جان کنی کی حالت میں قبلہ رخ لٹانا ضروری ہے؟

ج: بہتر ہے کہ مسلمان شخص کو جان کنی کے وقت اس طرح قبلہ رخ اور چت لٹایا جائے کہ اسکے پیروں کے تلوے قبلہ کی جانب ہوں بہت سارے فقہا نے اس کام کو خود اس مسلمان پر اگر اسکی قدرت رکھتا ہو اور دوسروں پر واجب قرار دیا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ اسے ترک نہ کیا جائے۔

س ۲۵۴: دانت نکلواتے وقت اس کے ساتھ مسوڑھے کے کچھ ریشے نکل آتے ہیں، کیا انہیں مس کرنے سے غسل مس میت واجب ہو جاتا ہے؟

ج: اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

س ۲۵۵: جس مسلمان شہید کو اس کے کپڑوں سمیت دفن کیا گیا ہو، کیا اس کو چھونے سے مس میت کے احکام جاری ہوں گے؟

ج: جس شہید کو غسل وکفن نہیں دیا جاتا اسے چھونے سے غسل مس میت واجب نہیں ہوگا۔

س ۲۵۶: میں میڈیکل کا طالب علم ہوں بعض اوقات پوسٹ مارٹم کے دوران مجبوراً مردوں کو چھونا پڑتا ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ یہ لاشیں مسلمانوں کی ہیں یا نہیں، لیکن ان امور کے ذمہ دار حضرات کہتے ہیں ان لاشوں کو غسل دیا جا چکا ہے، مذکورہ باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے برائے مہربانی ان مردہ جسموں کے مس کرنے کے بعد ہماری نماز وغیرہ کا حکم بیان فرمایئے۔ اور کیا مذکورہ صورت میں ہم پر غسل واجب ہے؟

ج: اگر میت کا غسل دیا جانا ثابت نہ ہو اور آپ کو اس سلسلہ میں شک ہو تو جسد یا اس کے اجزاء کو چھونے سے غسل مس میت واجب ہو جائے گا۔ اور غسل مس میت کے بغیر نماز صحیح نہ ہوگی، لیکن اگر اس کا غسل ثابت ہو جائے تو اس کے بدن یا بعض اجزاء کو چھونے سے غسل مس میت واجب نہیں ہوگا اگرچہ اس کے غسل کے صحیح ہونے میں شک ہی ہو۔

س ۲۵۷: ایک گمنام شہید چند بچوں کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن ہے اور ایک ماہ کے بعد قرائن سے یہ بات ثابت ہوئی کہ وہ شہید اس شہر کا نہیں تھا جس میں دفن کیا گیا ہے کیا اسے اپنے شہر منتقل کرنے کیلئے قبر کھودنا جائز ہے۔

ج: اگر اسے شرعی احکام اور قوانین کے مطابق دفن کیا گیا ہو تو اسکی قبر کھودنا جائز نہیں ہے۔

س ۲۵۸: اگر قبر کھودے یا مٹی ہٹائے بغیر قبر کے اندر کے حالات معلوم کرنا اور اندر کی ویڈیو بنانا ممکن ہو تو اس عمل پر قبر کھودنے کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟

ج: قبر کھودنے اور جنازہ کے آشکار کرنے کے بغیر مدفون میت کے بدن کی تصویر لینے پر قبر کھودنے کا عنوان صادق نہیں آتا۔

س ۲۵۹: بلدیہ، سڑکوں کی توسیع کے لئے قبرستان کے اطراف میں بنے ہوئے مقبروں کو منہدم کرنا

چاہتی ہے۔ کیا یہ عمل جائز ہے؟ نیز کیا ان مردوں کی ہڈیوں کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے؟

ج: مؤمنین کی قبروں کو کھودنا اور انہیں منہدم کرنا جائز نہیں ہے اگر چہ یہ سڑکوں کی توسیع کیلئے ہی ہو اور اگر مسلمان میت کا بدن ظاہر ہو جائے یا مسلمان میت کی غیر بوسیدہ ہڈیاں مل جائیں تو انہیں نئے سرے سے دفن کرنا واجب ہے۔

س ۲۶۰: اگر ایک شخص شرعی قوانین کی رعایت کئے بغیر مسلمانوں کے قبرستان کو منہدم کرے تو اس شخص کے مقابلہ میں باقی مسلمانوں کا فریضہ کیا ہے؟

ج: باقی مسلمانوں پر واجب ہے کہ شرائط و مراتب کی رعایت کے ساتھ اسے نہی عن المنکر کریں اور اگر انہدام کے نتیجے میں مسلمان میت کی ہڈی ظاہر ہو جائے تو اسے دوبارہ دفن کرنا واجب ہے۔

س ۲۶۱: میرے والد ۳۶ سال قبل ایک قبرستان میں دفن کئے گئے تھے اور اب میں سوچ رہا ہوں کہ وقف بورڈ سے اجازت لے کر اس قبر سے اپنے لئے استفادہ کروں، لیکن چونکہ یہ قبرستان وقف ہے اسلئے کیا میرے لئے اپنے بھائیوں سے بھی اجازت لینا ضروری ہے؟

ج: جو شخص ایسی زمین میں دفن ہے جس کو مردوں کی تدفین کے لئے وقف عام کیا گیا ہے اسکی قبر کی نسبت اسکے دیگر ورثاء سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے لیکن جب تک میت کی ہڈیاں مٹی نہ بن جائیں اس قبر کو دوسری میت کے دفن کرنے کے لئے کھودنا جائز نہیں ہے۔

س ۲۶۲: مسلمانوں کے قبرستان کو منہدم کرنے اور اسے کسی اور مرکز میں تبدیل کرنے کی کوئی راہ ہو تو اس کی وضاحت فرمائیں۔

ج: جو قبرستان مسلمان میتوں کو دفن کرنے کے لئے وقف ہے اسے تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۲۶۳: کیا دینی مرجع سے اجازت لینے کے بعد قبروں کا کھودنا اور اس قبرستان کو جو اموات کے دفن کے لئے وقف ہے، تبدیل کر کے کسی دوسرے کام میں لانا جائز ہے؟

ج: جن حالات میں قبر کھودنا اور میتوں کے دفن کیلئے وقف شدہ قبرستان کو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے، ان میں مرجع کی اجازت کا کوئی اثر نہیں ہے اور اگر کوئی استثنائی مورد ہو تو اشکال نہیں ہے۔

س ۲۶٤: تقریباً بیس سال قبل ایک شخص کا انتقال ہوا تھا اور ابھی چند روز پہلے ہی اسی گاؤں میں ایک عورت کا انتقال ہوا ہے، لوگوں نے غلطی سے اس شخص کی قبر کھود کر عورت کو بھی اسی میں دفن کر دیا ہے، اس چیز کے پیش نظر کہ قبر میں اس مرد کے بدن کے کوئی آثار نہیں ہیں اس وقت ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: مفروضہ سؤال کی روشنی میں اب دوسروں پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور صرف ایک میت کا دوسری میت کی قبر میں دفن کرنا اس بات کا جواز فراہم نہیں کرتا کہ قبر کھود کر جسد کو دوسری قبر میں منتقل کیا جائے۔

س ۲٦٥: کسی راستے کے درمیان چار قبریں بنی ہوئی ہیں جو سڑک بنانے کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور دوسری طرف، قبروں کو کھودنے میں بھی شرعی اشکال ہے، گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی فرمائیں تاکہ بلدیہ شرع کے مخالف کام نہ کرے؟

ج: اگر سڑک بنانا قبور کے کھودنے پر موقوف نہ ہو، اور قبروں کے اوپر سے سڑک بنانا ممکن ہو یا قبروں کے کھودنے پر موقوف ہو لیکن سڑک بنانا ضروری اور قانون کے مطابق لازم ہو تو سڑک بنانے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

نجاسات کے احکام

س ۲٦٦: کیا خون پاک ہے؟

ج: جن جانداروں کا خون اچھل کر نکلتا ہوا نکا خون نجس ہے۔

س ۲٦٧: وہ خون جو امام حسین علیہ السلام کی عزاداری میں انسان کے اپنا سر دیوار سے ٹکرانے سے جاری ہوتا ہے اور اس بہنے والے خون کی چھینٹیں مجلس عزا میں شرکت کرنے والوں کے سروں اور

چہروں پر پڑتی ہیں تو کیا وہ خون پاک ہے یا نہیں؟

ج: انسان کا خون ہر حال میں نجس ہے۔

س ۲۶۸: کیا دھلنے کے بعد کپڑے پر موجود خون کا ہلکے رنگ کا دھبہ نجس ہے؟

ج: اگر خود خون زائل ہو جائے اور فقط رنگ باقی رہ جائے جو دھونے سے زائل نہ ہو تو وہ پاک ہے۔

س ۲۶۹: اگر انڈے میں خون کا ایک نقطہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: پاک ہے، لیکن اس کا کھانا حرام ہے۔

س ۲۷۰: فعل حرام کے ذریعہ مجنب ہونے والے شخص اور نجاست خور حیوان کے پسینے کا کیا حکم ہے؟

ج: نجاست خور اونٹ کا پسینہ نجس ہے، لیکن اس کے علاوہ دوسرے نجاست خور حیوانات اور اسی طرح فعل حرام سے مجنب ہونے والے شخص کے پسینہ کے بارے میں اقوی یہ ہے کہ وہ پاک ہے، لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ فعل حرام سے مجنب ہونے پر جو پسینہ آئے اس میں نماز نہ پڑھی جائے۔

س ۲۷۱: میت کو آب سدر اور آب کافور سے غسل دینے کے بعد اور خالص پانی سے غسل دینے سے پہلے جو قطرے میت کے بدن سے ٹپکتے ہیں کیا وہ پاک ہیں یا نجس؟

ج: میت کا بدن اسوقت تک نجس ہے جب تک تیسرا غسل کامل نہ ہو جائے۔

س ۲۷۲: ہاتھوں، ہونٹوں یا پیروں سے بعض اوقات جو کھال جدا ہوتی ہے، کیا وہ پاک ہے یا نجس؟

ج: ہاتھوں، ہونٹوں یا بدن کے دیگر اعضاء سے کھال کے جو باریک چھلکے خود بخود جدا ہو جاتے ہیں، وہ پاک ہیں۔

س ۲۷۳: جنگی محاذ پر ایک شخص کو ایسی حالت پیش آئی کہ وہ سؤر کو مارنے اور اسے کھانے پر مجبور ہوا، کیا اس کے بدن کی رطوبت اور لعاب دہن نجس ہیں؟

ج: حرام و نجس گوشت کھانے والے انسان کے بدن کی رطوبت اور لعاب دہن نجس نہیں ہیں لیکن رطوبت والی جو چیز بھی سور کے گوشت سے مس ہوگی وہ نجس ہو جائے گی۔

س ۲۷۴: پینٹنگ اور تصویریں بنانے میں بالوں والے برش سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ انکی بہترین قسم سور کے بالوں سے بنی ہوئی ہوتی ہے اور غیر اسلامی ملکوں سے منگوائی جاتی ہے ایسے برش ہر

جگہ خاص طور سے ایڈورٹائزنگ کے لئے اور ثقافتی مراکز میں استعمال کئے جاتے ہیں پس اس قسم کے برش کے استعمال کے سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟

ج: سور کے بال نجس ہیں اوان سے ایسے امور میں استفادہ کرنا جائز نہیں ہے جن میں شرعاً طہارت شرط ہے، لیکن ان امور میں ان کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جن میں طہارت شرط نہیں ہے۔ اور اگر ان کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ سور کے بالوں سے بنے ہوئے ہیں یا نہیں تو ان کا استعمال ان امور میں بھی بلا اشکال ہے جن میں طہارت شرط ہے۔

س ۲۷۵: کیا غیر اسلامی ممالک سے وارد ہونے والا گوشت حلال ہے؟ نیز طہارت ونجاست کے لحاظ سے اس کا کیا حکم ہے؟

ج: جب تک اس کا ذبح شرعی ثابت نہ ہو جائے وہ حرام ہے لیکن جب تک اس کے ذبح شرعی نہ ہونے کا یقین نہ ہو وہ پاک ہے۔

س ۲۷۶: چمڑے اور دیگر حیوانی اجزاء جو غیر اسلامی ممالک سے آتے ہیں کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے۔

ج: اگر جانور کے ذبح شرعی ہونے کا احتمال ہو تو پاک ہیں لیکن اگر یقین ہو کہ شرعی طریقے سے ذبح نہیں ہوا تو نجس ہیں۔

س ۲۷۷: اگر مجنب کا لباس منی سے نجس ہو جائے تو اول: یہ کہ اگر ہاتھ یا اس کپڑے میں سے کوئی ایک گیلا ہو تو ہاتھ سے اس لباس کو چھونے کا کیا حکم ہے؟ اور دوسرے: کیا مجنب کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی اور شخص کو وہ لباس پاک کرنے کے لئے دے؟ نیز کیا مجنب کے لئے ضروری ہے کہ وہ دھونے والے شخص کو بتائے کہ یہ نجس ہے؟

ج: منی نجس ہے اور جب اس کی سرایت کرنے والی رطوبت کے ہوتے ہوئے اسے کوئی چیز لگے تو وہ بھی نجس ہو جائے گی، اور لباس دھونے والے کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ وہ نجس ہے لیکن صاحب لباس کو جب تک اسکی طہارت کا یقین نہ ہو اس پر طہارت کے آثار جاری نہیں کر سکتا۔

س ۲۷۸: پیشاب کرنے کے بعد استبراء کرتا ہوں، لیکن اس کے ہمراہ ایک بہنے والی رطوبت نکلتی ہے

جس سے منی کی بو آتی ہے کیا وہ نجس ہے؟ نیز اس سلسلے میں نماز کے لئے میرا حکم بیان فرمائیں؟

ج: اگر اس کے منی ہونے کا یقین نہ ہو اور اس میں منی نکلنے کے سلسلے میں جو شرعی علامتیں بیان ہوئی ہیں وہ بھی نہ پائی جائیں تو وہ پاک ہے اور اس پر منی کا حکم نہیں لگے گا۔

س ۲۷۹: کیا حرام گوشت پرندوں جیسے عقاب، طوطا، کوا اور جنگلی کوا۔ کا پاخانہ نجس ہے؟

ج: حرام گوشت پرندوں کا پاخانہ نجس نہیں ہے۔

س ۲۸۰: (مراجع عظام کی) توضیح المسائل میں لکھا ہے کہ ان حیوانات اور پرندوں کا پاخانہ نجس ہے جن کا گوشت حرام ہے تو جن حیوانات کا گوشت حلال ہے جیسے گائے، بکری یا مرغی کیا ان کا پاخانہ نجس ہے یا نہیں؟

ج: حلال گوشت جانوروں خواہ وہ پرندے ہوں یا دوسرے جانور انکا پاخانہ پاک ہے اور حرام گوشت پرندوں کا پاخانہ بھی پاک ہے۔

س ۲۸۱: اگر بیت الخلاء کی سیٹ کے اطراف یا اس کے اندر نجاست لگی ہو اور اس کو کر بھر پانی یا قلیل پانی سے دھویا جائے لیکن عین نجاست باقی رہ جائے تو کیا وہ جگہ جہاں عین نجاست نہ لگی ہو بلکہ صرف دھونے والا پانی اس تک پہنچا ہو، نجس ہے یا پاک؟

ج: جس جگہ تک نجس پانی نہیں پہنچا، وہ پاک ہے۔

س ۲۸۲: اگر مہمان، میزبان کے گھر کی کسی چیز کو نجس کردے تو کیا اس پر اس کے بارے میں میزبان کو مطلع کرنا واجب ہے؟

ج: کھانے پینے والی چیزوں اور کھانے کے برتنوں کے علاوہ دوسری چیزوں کے سلسلے میں مطلع کرنا ضروری نہیں ہے۔

س ۲۸۳: کیا کسی نجاست سے لگ کر نجس ہونے والی (متنجس) چیز سے ملنے والی چیز بھی نجس ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور اگر نجس ہو جاتی ہے تو یہ حکم کتنے واسطوں تک جاری ہوگا؟

ج: عین نجاست سے لگنے والی چیز نجس ہو جاتی ہے اور اسی طرح اس سے لگنے والی دوسری چیز بھی نجس ہو جاتی ہے اور بنا بر احتیاط واجب اس سے لگنے والی تیسری چیز بھی نجس ہو جاتی ہے، لیکن یہ تیسری لگنے والی چیز کسی چیز کو نجس نہیں کرے گی۔

س ۲۸٤: کیا جس جانور کو شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا اس کی کھال کے جوتے استعمال کرنے کی صورت میں وضو سے قبل ہمیشہ پیروں کا دھونا واجب ہے؟ بعض کہتے ہیں اگر جوتے کے اندر پیروں کو پسینہ آ جائے تو واجب ہے، اور میں نے دیکھا ہے کہ ہر قسم کے جوتوں میں پیروں سے تھوڑا بہت پسینہ ضرور نکلتا ہے، اس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اگر یقین ہو کہ جوتا ایسے جانور کی کھال کا بنا ہوا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا تھا اور یقین ہو کہ مذکورہ جوتے میں پیر سے پسینہ نکلا ہے تو نماز کے لئے پیروں کا دھونا واجب ہے لیکن اگر شک ہو کہ پسینہ نکلا ہے یا نہیں یا شک ہو کہ جس جانور کی کھال سے اسے بنایا گیا ہے اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا تھا یا نہیں تو پاک ہے۔

س ۲۸۵: اس بچے کے گیلے ہاتھ، اس کی ناک کے پانی اور اس کی جوٹھی غذا کا کیا حکم ہے، جو ہمیشہ خود کو نجس کرتا رہتا ہے اور ان بچوں کا کیا حکم ہے جو اپنے گیلے ہاتھوں سے اپنے پیر چھوتے ہیں؟

ج: جب تک ان کے نجس ہونے کا یقین حاصل نہ ہو اس وقت تک یہ پاک ہیں۔

س ۲۸٦: میں مسوڑھوں کے مرض میں مبتلا ہوں اور ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق انکی مالش کرنا ضروری ہے، اس عمل سے مسوڑھوں کے بعض حصے سیاہ ہو جاتے ہیں گویا ان کے اندر خون جمع ہو اور جب ان پر ٹشو پیپر رکھتا ہوں تو اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے، اس لئے میں اپنا منہ آب کر سے پاک کرتا ہوں، اس کے باوجود وہ جما ہوا خون کافی دیر تک باقی رہتا ہے اور دھونے سے ختم نہیں ہوتا پس آب کر سے ہٹنے کے بعد جو پانی میرے منہ کے اندر داخل ہوا ہے اور ان حصوں پر لگا ہے اور پھر منہ سے خارج ہوتا ہے کیا وہ نجس ہے یا اسے لعاب دہن کا جزء شمار کیا جائے گا اور وہ

پاک ہوگا؟

ج: پاک ہے اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

س ۲۸۷: یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں جو کھانا کھاتا ہوں اور وہ مسوڑھوں میں جمع شدہ خون کے اجزاء سے مس ہوتا ہے کیا وہ نجس ہے یا پاک؟ اور اگر نجس ہے تو کیا اس کھانے کو نگلنے کے بعد منہ کا اندرونی حصہ نجس رہتا ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں کھانا نجس نہیں ہے اور اس کے نگلنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور منہ کے اندر کی فضا بھی پاک ہے۔

س ۲۸۸: مدت سے مشہور ہے کہ میک اپ کا سامان بچے کی اس ناف سے تیار کیا جاتا ہے جسے اسکی پیدائش کے بعد اس سے جدا کرتے ہیں یا خود جنین کی میت سے تیار کیا جاتا ہے ہم کبھی کبھی میک اپ کی چیزیں استعمال کرتے ہیں، بلکہ بعض اوقات تو لپ اسٹک حلق کے نیچے بھی اتر جاتی ہے تو کیا یہ نجس ہے؟

ج: میک اپ کی چیزوں کے نجس ہونے کی افواہیں کوئی شرعی دلیل نہیں ہیں اور جب تک شریعت کے معتبر طریقوں سے ان کی نجاست ثابت نہیں ہوتی اس وقت تک ان کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۸۹: ہر لباس یا کپڑے کو دھوتے وقت اس سے بہت ہی باریک روئیں گرتی رہتی ہیں اور جب ہم کپڑے دھونے والے ٹب کے پانی کو دیکھتے ہیں تو اس میں یہ باریک روئیں نظر آتی ہیں، پس اگر ٹب پانی سے بھرا ہوا ہو اور اس کا اتصال نل کے پانی سے ہو تو جب میں ٹب میں لباس کو غوطہ دیتا ہوں اور ٹب سے پانی باہر گرنے لگتا ہے تو ٹب سے گرنے والے پانی میں ان رووں کی موجودگی کی وجہ سے میں احتیاطاً ہر جگہ کو پاک کرتا ہوں یا جب میں بچوں کے نجس کپڑے اتارتا ہوں تو اس جگہ کو بھی پاک کرتا ہوں جہاں لباس اتارا گیا تھا، خواہ وہ جگہ خشک ہی ہو اس لئے کہ میں کہتا ہوں وہ روئیں اس جگہ گری ہیں پس کیا یہ احتیاط ضروری ہے؟

ج: جو لباس دھونے کیلئے ٹب میں رکھا جاتا ہے اور پھر اس پر نل سے پانی ڈالا جاتا ہے جو اسے پوری طرح

گھیر لیتا ہے تو یہ لباس، ٹب، پانی اور وہ روئیں جو لباس سے جدا ہوتی ہیں اور پانی پر نظر آتی ہیں اور پانی کے ہمراہ ٹب سے باہر گرتی ہیں سب پاک ہیں اور وہ روئیں یا غبار جو نجس لباس سے جدا ہوتے ہیں وہ بھی پاک ہیں مگر جب یقین ہو کہ یہ نجس حصے سے جدا ہوئے ہیں اور جب شک ہو کہ یہ نجس لباس سے جدا ہوئے ہیں یا نہیں یا شک ہو کہ انکی جگہ نجس ہے یا نہیں تو احتیاط کرنا ضروری نہیں ہے۔

س ۲۹۰: اس رطوبت کی مقدار کیا ہے جو ایک چیز سے دوسری چیز میں سرایت کرتی ہے؟

ج: سرایت کرنے والی رطوبت کا معیار یہ ہے کہ کوئی گیلی چیز جب دوسری چیز کو لگے تو اس کی رطوبت اس دوسری چیز کی طرف سرایت کر جائے۔

س ۲۹۱: ان کپڑوں کے پاک ہونے کا کیا حکم ہے جو ڈرائی کلیننگ پر دیے جاتے ہیں؟ اس بات کی وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ دینی اقلیتیں (مثلاً یہودی اور عیسائی وغیرہ) بھی اپنے کپڑے دھونے اور استری کرنے کے لئے انہیں جگہوں پر دیتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ ڈرائی کلین کرنے والے، کپڑے دھونے میں کیمیکل مواد استعمال کرتے ہیں۔

ج: جو کپڑے ڈرائی کلینگ میں دیے جاتے ہیں، اگر وہ پہلے سے نجس نہ ہوں تو پاک ہیں اور (اہل کتاب) دینی اقلیتوں کے کپڑوں کے ساتھ لگنا ان کے نجس ہونے کا باعث نہیں بنتا۔

س ۲۹۲: جو کپڑے گھر کی آٹومیٹک کپڑے دھونے والی مشین سے دھوئے جاتے ہیں، کیا وہ پاک ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ مذکورہ مشین اس طرح کام کرتی ہے کہ پہلے مرحلے میں مشین کپڑوں کو کپڑے دھونے والے پاؤڈر سے دھوتی ہے جس کی وجہ سے کچھ پانی اور کپڑوں کا جھاگ مشین کے دروازے کے شیشے اور اسکے اطراف میں لگے ہوئے ربڑ کے خول پر پھیل جاتا ہے دوسرے مرحلے میں دھوون (غسالہ) کو نکال دیا جاتا ہے لیکن جھاگ اس کے دروازے اور ربڑ کے خول کو پوری طرح گھیر لیتا ہے اور اگلے مراحل میں مشین کپڑوں کو تین مرتبہ آب قلیل سے دھوتی ہے پھر اس کے بعد دھوون کو باہر نکالتی ہے، تو کیا اس طرح دھوئے جانے والے کپڑے پاک ہوتے ہیں یا نہیں؟

ج: عین نجاست زائل ہو جانے کے بعد جب پائپ کے ساتھ متصل پانی مشین میں داخل ہو کر کپڑوں اور مشین کے اندر اسکے تمام اطراف تک پہنچ جائے اور پھر اس سے جدا ہو کر نکل جائے تو ان کپڑوں پر طہارت کا حکم جاری ہوگا۔

س ۲۹۳: اگر ایسی زمین پر یا حوض یا حمام میں کہ جس میں کپڑے دھوئے جاتے ہیں، پانی بہایا جائے اور اس پانی کے چھینٹے لباس پر پڑ جائیں تو کیا وہ نجس ہو جائے گا یا نہیں؟

ج: اگر پانی پاک جگہ یا پاک زمین پر بہایا جائے تو اس سے پڑنے والے چھینٹے بھی پاک ہیں اور گر شک ہو کہ وہ جگہ پاک ہے یا نجس تو بھی اس سے پڑنے والے چھینٹے پاک ہیں۔

س ۲۹٤: بلدیہ کی کوڑا ڈھونے والی گاڑیوں سے جو پانی سڑکوں پر بہتا جاتا ہے اور بعض اوقات تند ہوا کی وجہ سے لوگوں کے اوپر بھی پڑ جاتا ہے، کیا وہ پانی پاک ہے یا نجس؟

ج: پاک ہے مگر یہ کہ نجاست سے لگنے کی وجہ سے اس پانی کے نجس ہونے کا کسی شخص کو یقین ہو جائے۔

س ۲۹۵: سڑکوں پر موجود گڑھوں میں جمع ہو جانے والا پانی، پاک ہے یا نجس؟

ج: پاک ہے۔

س ۲۹٦: ان لوگوں کے ساتھ گھریلو رفت و آمد رکھنے کا کیا حکم ہے جو کھانے پینے وغیرہ میں طہارت و نجاست کے مسائل کا خیال نہیں کرتے؟

ج: طہارت و نجاست کے بارے میں کلی طور پر شریعت اسلامی کا حکم یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو پاک ہے۔

س ۲۹۷: برائے مہربانی درج ذیل صورتوں میں قے کی طہارت اور نجاست کے بارے میں شرعی حکم بیان فرمائیں۔

الف ۔ شیر خوار بچے کی قے۔

ب ۔ اس بچے کی قے جو دودھ پیتا ہے اور کھانا بھی کھاتا ہے۔

ج ۔ بالغ انسان کی قے۔

ج: تمام صورتوں میں پاک ہے۔

س ۲۹۸: شبہہ محصورہ (چند ایسی چیزیں جن میں سے ایک نجس ہے) سے لگنے والی چیز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ان میں سے بعض چیزوں سے لگے تو نجس نہیں ہے۔

س ۲۹۹: ایک شخص کھانا بیچتا ہے اور سرایت کرنے والی تری کے ساتھ کھانے کو اپنے جسم سے چھوتا ہے، لیکن اس کے دین کا پتہ نہیں ہے اور وہ کسی دوسرے ملک سے اسلامی ملک میں کام کرنے کیلئے آیا ہے کیا اس سے اس کے دین کے بارے میں سوال کرنا واجب ہے؟ یا اس پر اصالت طہارت کا حکم جاری ہوگا؟

ج: اس سے اس کا دین پوچھنا واجب نہیں ہے اور اس شخص کے بارے میں اور رطوبت کے ساتھ اس کے جسم سے لگنے والی چیز کے بارے میں اصالت طہارت جاری کریں گے۔

س ۳۰۰: اگر گھر کا کوئی فرد یا جس کی گھر میں رفت و آمد ہے طہارت و نجاست کا خیال نہ رکھتا ہو جس سے گھر اور اس میں موجود چیزیں وسیع پیمانہ پر نجس ہو جائیں کہ جن کا دھونا اور پاک کرنا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں گھر والوں کا فریضہ کیا ہے؟ ایسی صورت میں انسان کیسے پاک رہ سکتا ہے خصوصاً نماز میں کہ جس کے صحیح ہونے میں طہارت شرط ہے؟ اور اس سلسلہ میں حکم کیا ہے؟

ج: تمام گھر کو پاک کرنا ضروری نہیں ہے اور نماز صحیح ہونے کے لئے نماز گزار کا لباس اور سجدہ گاہ کے مقام کا پاک ہونا کافی ہے۔ گھر اور اس کے سامان کی نجاست کی وجہ سے، نماز اور کھانے پینے میں طہارت کا لحاظ رکھنے کے علاوہ انسان پر کوئی مزید ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

نشہ آور چیزیں

س ۳۰۱: کیا ایسے مشروبات جن میں الکحل کا استعمال ہوتا ہے نجس ہیں؟

ج: مست کردینے والے مشروبات بنابر احتیاط نجس ہیں۔

س ۳۰۲: انگور کے اس پانی کا کیا حکم ہے جس کو آگ پر ابالا گیا ہو اور اس کا دوتہائی حصہ ختم نہ ہوا ہو، لیکن وہ نشہ آور بھی نہ ہو؟

ج: اس کا پینا حرام ہے، لیکن وہ نجس نہیں ہے۔

س ۳۰۳: کہا جاتا ہے کہ اگر کچے انگور کی کچھ مقدار کو اس کا عرق نکالنے کے لئے ابالا جائے اور اس کے ہمراہ انگور کے کچھ دانے بھی ہوں تو ابال آجانے کے بعد جو باقی رہ جاتا ہے وہ حرام ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج: اگر انگور کے دانوں کا پانی بہت ہی کم ہو اور وہ کچے انگور کے عرق میں اس طرح حل کر ختم ہو گیا ہو کہ اسے انگور کا عرق نہ کہا جاتا ہو تو وہ حلال ہے، لیکن اگر خود انگور کے دانوں کو آگ پر ابالا جائے تو وہ حرام ہے۔

س ۳۰۴: دور حاضر میں بہت سی دواؤں میں الکحل۔ جو در حقیقت نشہ آور ہے۔ خاص طور سے پینے والی دواؤں اور عطریات بالخصوص وہ خوشبوئیں جنہیں باہر سے منگوایا جاتا ہے میں استعمال ہوتا ہے تو کیا مسئلہ سے واقف یا ناواقف آدمی کے لئے ان مذکورہ چیزوں کا خریدنا، بیچنا، فراہم کرنا، استعمال کرنا اور دوسرے تمام فوائد حاصل کرنا جائز ہے؟

ج: جس الکحل کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ بذات خود نشہ آور سیال ہے تو وہ پاک ہے، اور ان چیزوں کی خرید وفروخت اور استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے جن میں یہ الکحل ہو۔

س ۳۰۵: کیا ہاتھ اور طبی آلات جیسے تھرمامیٹر وغیرہ کو طبی امور میں استعمال کرنے کے لئے جراثیم سے پاک کرنے کی غرض سے نیز ڈاکٹر یا میڈیکل بورڈ کے ذریعہ علاج کی غرض سے سفید الکحل کا استعمال جائز ہے؟ سفید الکحل جو طبی الکحل ہے اور پینے کے قابل بھی ہے اس کا فارمولا (C2HOOH) ہے، پس کیا جس کپڑے پر اس الکحل کا ایک قطرہ یا اس سے زیادہ گر جائے، اس کپڑے میں نماز جائز ہے؟

ج: وہ الکحل جو دراصل سیال نہ ہو، پاک ہے، اگر چہ نشہ آور ہی ہو اور جس لباس پر یہ لگا ہوا سکے ساتھ نماز

صحیح ہے اور اس لباس کو پاک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر الکحل ایسا ہے جو بذات خود سیال اور ماہرین کی تشخیص کے مطابق مست کرنے والا ہے تو وہ نجس ہے اور اگر یہ بدن یا لباس پر لگ جائے تو نماز کیلئے انہیں پاک کرنا ضروری ہے لیکن طبی آلات وغیرہ کو جراثیم سے پاک کرنے کیلئے اسکے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۰۶: کفیر ایک ایسا مادہ ہے جو غذاؤں اور دواؤں کے بنانے میں استعمال ہوتا ہے، اس کا خمیر بنانے کے دوران اس حاصل شدہ مادہ میں 5% یا 8% الکحل حاصل ہو جاتا ہے۔ الکحل کی یہ قلیل مقدار استعمال کرنے والے کیلئے کسی قسم کے نشہ کا سبب نہیں بنتی۔ کیا شریعت کی رو سے اس کے استعمال میں کوئی مانع ہے یا نہیں؟

ج: اس حاصل شدہ مادہ میں موجود الکحل اگر بذات خود نشہ آور ہو تو بنا بر احتیاط وہ نجس اور حرام ہے، چاہے وہ قلیل مقدار میں ہونے اور حاصل شدہ مادہ کے ساتھ مخلوط ہونے کے سبب نشہ آور نہ بھی ہو، لیکن اگر اس میں شک و تردید ہو کہ وہ بذات خود نشہ آور ہے یا شک ہو کہ وہ اصل میں سیال ہے یا نہیں تو حکم مختلف ہوگا۔

س ۳۰۷: ۱۔ ایتھائل الکحل نجس ہے یا نہیں؟ (بظاہر یہ الکحل مسکرات میں موجود ہوتا ہے اور نشہ آور ہوتا ہے)۔

۲۔ الکحل کی نجاست کا معیار کیا ہے؟

۳۔ وہ کونسا طریقہ ہے جس سے ہم ثابت کر سکیں کہ فلاں مشروب نشہ آور ہے؟

ج: ۱۔ الکحل کی وہ تمام قسمیں جو نشہ آور ہوں اور دراصل سیال ہوں نجس ہیں۔

۲۔ نشہ آور ہو اور اصل میں سیال ہو۔

۳۔ اگر خود انسان کو یقین نہ ہو تو اس کے لئے موثق ماہرین کی گواہی کافی ہے۔

س ۳۰۸: بازار میں موجود ان مشروبات۔ کہ جن میں سے بعض جیسے کوکا کولا اور پیپسی کولا وغیرہ ملک کے اندر بنتے ہیں اور کہا جاتا ہے ان کا اصل مواد باہر سے منگوایا جاتا ہے اور احتمال ہے کہ اس میں مادہ الکحل پایا جاتا ہو۔ کے پینے کا کیا حکم ہے؟

ج: طاہر و حلال ہیں، مگر یہ کہ خود مکلف کو یہ یقین ہو کہ ان میں ایسا نشہ آور الکحل ملایا گیا ہے جو بذات خود

سیال ہے۔

س ۳۰۹: کیا غذائی مواد خریدتے وقت اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ اس کے بیچنے یا بنانے والے غیر مسلم نے اسے ہاتھ سے چھوا ہے یا نہیں یا اس کے بنانے میں الکحل استعمال کیا گیا ہے یا نہیں؟

ج: پوچھنا اور تحقیق کرنا ضروری نہیں ہے۔

س ۳۱۰: میں ''اٹروپین سلفیٹ اسپرے'' بناتا ہوں کہ جسکے فارمولے میں الکحل بنیادی حیثیت رکھتا ہے یعنی اگر ہم اس میں الکحل کا اضافہ نہ کریں تو اسپرے نہیں بن سکتا ہے۔ سائنسی لحاظ سے مذکورہ اسپرے ایک ایسا دفاعی اسلحہ ہے جس سے لشکر اسلام جنگ میں اعصاب پر اثر انداز ہونے والی کیمیاوی گیسوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ کیا آپ کی رائے میں شرعی طور پر الکحل کا یوں دوا بنانے کے لئے استعمال جائز ہے؟

ج: اگر الکحل مست کرنے والا اور اصل میں سیال ہو تو وہ نجس اور حرام ہے، لیکن اس کو دواء کے طور پر کسی بھی حال میں استعمال کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

وسوسہ اور اس کا علاج

س ۳۱۱: چند سالوں سے میں وسواس کے شر میں مبتلا ہوں، یہ چیز میرے لئے بڑی تکلیف دہ ہے۔ اور یہ وسواس کی حالت دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے، یہاں تک کہ میں ہر چیز میں شک کرنے لگا ہوں۔ میری پوری زندگی شک پر قائم ہے۔ مجھے زیادہ تر شک کھانے پینے کی اور تر چیزوں میں ہوتا ہے۔ لہذا میں عام لوگوں کی طرح معمول کی زندگی نہیں گزار سکتا چنانچہ جب میں کسی گھر میں داخل ہوتا ہوں تو فوراً اپنی جورابیں اتار لیتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ میری

جورابیں پسینہ سے تر ہیں اور نجس چیز کے ساتھ لگنے سے نجس ہو جائیں گے یہاں تک کہ میں جائے نماز پر بھی نہیں بیٹھ سکتا اور جب بیٹھ جاتا ہوں تو میرا نفس مجھے ہر وقت اٹھنے پر مجبور کرتا ہے کہ جائے نماز کی روئیں میرے لباس پر نہ لگ جائیں اور پھر میں انہیں پانی سے دھونے پر مجبور ہو جاؤں گا پہلے میری یہ حالت نہیں تھی، لیکن اب تو مجھے اپنے ان اعمال سے شرم آتی ہے، ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے کہ کسی کو خواب میں دیکھوں اور اس سے سوال کروں، یا کوئی معجزہ واقع ہو جس سے میری زندگی بدل جائے اور میں پہلے جیسا ہو جاؤں، امید ہے کہ میری ہدایت فرمائیں گے؟

ج: طہارت ونجاست کے احکام وہی ہیں جن کو تفصیل کے ساتھ احکام کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے اور شریعت کی رو سے ہر چیز پاک ہے سوائے اس کے جس کو شارع نے نجس قرار دیا ہو اور انسان کو اس کے نجس ہونے کا یقین حاصل ہو گیا ہو۔ اور اس حالت میں وسواس سے نجات کیلئے خواب یا معجزہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مکلف پر واجب ہے کہ وہ اپنے ذاتی ذوق کو ایک طرف رکھ دے اور شریعت مقدسہ کی تعلیمات کے سامنے سراپا تسلیم ہو جائے، ان پر ایمان لے آئے۔ اور اس چیز کو نجس نہ سمجھے جس کے نجس ہونے کا اسے یقین نہ ہو آپ کو یہ یقین کہاں سے حاصل ہوا کہ دروازہ، دیوار، جائے نماز اور آپ کے استعمال کی تمام چیزیں نجس ہیں؟ آپ نے کیسے یہ یقین کر لیا کہ جائے نماز کی روئیں جن پر آپ چلتے یا بیٹھتے ہیں نجس ہیں اور اس کی نجاست آپ کی جورابوں، لباس اور بدن تک سرایت کر جائے گی؟! بہر صورت اس حالت میں آپ کے لئے اس وسواس کی اعتناء کرنا جائز نہیں ہے۔ پس کسی حد تک نجاست کے وسواس کی پروا نہ کرنا اور عدم اعتناء کی تمرین کرنا اس بات کا سبب بنیں گے۔ اللہ کی توفیق کے ساتھ کہ آپ اپنے نفس کو وسواس کے چنگل سے نجات دے سکیں (انشاء اللہ)۔

س ۳۱۲: میں ایک عورت ہوں میرے چند بچے ہیں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں، میرے لئے مسئلہ طہارت مشکل بنا ہوا ہے چونکہ میں نے ایک دیندار گھرانے میں پرورش پائی ہے اور میں تمام اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا چاہتی ہوں، لیکن چونکہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، لہذا ہمیشہ ان کے پیشاب وپاخانہ کے مسائل میں مشغول رہتی ہوں اور ان کا پیشاب پاک کرتے وقت

سیٔفن کے پانی کے چھینٹے اڑ کر میرے ہاتھوں، پیروں یہاں تک کہ سر پر بھی پڑ جاتے ہیں اور میں ہر مرتبہ ان اعضاء کو پاک کرنے کی مشکل سے دوچار ہو جاتی ہوں، اس سے میری زندگی میں بہت سی مشکلیں پیدا ہو گئی ہیں۔ دوسری طرف ان امور کی رعایت کو میں ترک نہیں کر سکتی، کیونکہ اس کا تعلق میرے دین اور عقیدہ سے ہے، میں نے ماہر نفسیات سے رجوع کیا ہے، لیکن کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکی۔ اس کے علاوہ دیگر امور بھی میری پریشانی کا سبب بنے ہوئے ہیں جیسے نجس چیز کا غبار، بچے کے نجس ہاتھوں کی دیکھ بھال کرنا کہ جن کا یا تو پاک کرنا مجھ پر واجب ہے یا پھر اسے دوسری چیزوں کے چھونے سے باز رکھنا۔ میرے لئے نجس چیز کا پاک کرنا بہت مشکل کام ہے، لیکن ان برتنوں اور کپڑوں کا دھونا میرے لئے آسان ہے جو میلے یا گندے ہوں، امید ہے کہ آپ کی راہنمائی سے میری زندگی آسان ہو جائے گی۔

ج: ۱۔ شریعت کی نظر میں باب طہارت و نجاست میں اصل طہارت ہے، یعنی جہاں بھی آپ کو نجاست کے حصول میں معمولی سا شک ہو وہاں آپ پر واجب ہے کہ عدم نجاست کا حکم لگائیں۔

۲۔ نجاست کے سلسلہ میں جو لوگ بہت حساس ہیں (اسلامی فقہ کی اصطلاح میں انہیں وسواسی یا شکی کہا جاتا ہے) اگر انہیں بعض جگہوں پر نجاست کا یقین بھی ہو جائے تب بھی ان پر واجب ہے کہ وہاں پر نجس نہ ہونے کا حکم لگائیں سوائے ان موارد کے جنہیں انہوں نے اپنی آنکھوں سے نجس ہوتے دیکھا ہو اس طرح کہ اگر کوئی دوسرا شخص ان کو دیکھتا تو اسے بھی انکی نجاست کے سرایت کرنے کا یقین ہو جاتا ایسی جگہوں پر فقط واجب ہے کہ وہ بھی نجاست کا حکم لگائیں اور یہ حکم اس وقت تک ان لوگوں پر جاری رہے گا جب تک مذکورہ حساسیت بالکل ختم نہ ہو جائے۔

۳۔ ہر وہ چیز یا عضو جو نجس ہو جائے اس کی طہارت کے لئے، عین نجاست زائل ہونے کے بعد اسے ایک مرتبہ شہر کی بڑی ٹینکی سے متصل پانی سے دھونا کافی ہے اور دوبارہ دھونا یا پانی کے نیچے رکھنا واجب نہیں ہے اور اگر وہ نجس ہونے والی چیز کپڑے وغیرہ جیسی ہو تو اسے بقدر معمول نچوڑیں تا کہ اس سے پانی نکل جائے۔

۴۔ چونکہ آپ نجاست کے سلسلہ میں بے حد حساس ہو چکی ہیں، بس جان لیجئے کہ نجس غبار آپ کے لئے

کسی صورت میں بھی نجس نہیں ہے اور بچے کے پاک یا نجس ہاتھ کی دیکھ بھال کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں دقت کرنا ضروری ہے کہ بدن سے خون زائل ہوا ہے یا نہیں اور آپ کے لئے یہ حکم اس وقت تک باقی ہے جب تک مکمل طور پر آپ کی حساسیت ختم نہیں ہو جاتی۔

۵۔ دین اسلام کے احکام سہل و آسان اور فطرت انسانی کے موافق ہیں انہیں اپنے لئے مشکل نہ بنایئے اور اپنے بدن اور روح کو تکلیف و ضرر میں مبتلا نہ کیجئے، کیونکہ ان موارد میں پریشانی اور اضطراب آپ کی زندگی کو تلخ بنا دیں گے بے شک خدائے متعال اس بات سے خوش نہیں ہے کہ آپ اور آپ کے متعلقین عذاب میں مبتلا ہوں۔ آسان دین کی نعمت پر شکر ادا کیجئے اور اس نعمت پر شکر ادا کرنا یہ ہے کہ خدا کے دین کے احکام کے مطابق عمل کیا جائے۔

۶۔ آپ کی موجودہ کیفیت وقتی اور قابل علاج ہے، اس میں مبتلا ہونے کے بعد بہت سے لوگوں نے مذکورہ تمرین کے مطابق عمل کر کے اس سے نجات حاصل کی ہے، خداوند متعال پر بھروسہ کیجئے اور اپنے اندر عزم و ہمت پیدا کیجئے انشاء اللہ خدا تعالیٰ آپ کو اسکی توفیق عطا فرمائے گا۔

کافر کے احکام

س ۳۱۳: بعض فقہا اہل کتاب کو نجس اور بعض انہیں پاک قرار دیتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اہل کتاب کی ذاتی نجاست ثابت نہیں ہے، بلکہ ہم انہیں ذاتاً پاک سمجھتے ہیں۔

س ۳۱۴: وہ اہل کتاب جو فکری لحاظ سے حضرت خاتم النبیین ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن وہ اپنے آباء و اجداد کی سیرت اور ان کی روش کے مطابق عمل پیرا ہیں، کیا وہ طہارت کے مسئلے میں کافر کے حکم میں ہیں یا نہیں؟

ج: صرف پیغمبر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت پر اعتقاد رکھنا، اسلام کے تحت آنے کے لئے کافی نہیں ہے، لیکن اگر ان کا شمار اہل کتاب میں سے ہوتا ہو تو وہ پاک ہیں۔

س ۳۱۵: میں نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ ایک گھر کرایہ پر لیا، ہمیں معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک نماز نہیں پڑھتا، اس سے وضاحت طلب کرنے پر اس نے جواب دیا کہ وہ دل سے تو خداوند متعال پر ایمان رکھتا ہے لیکن وہ نماز نہیں پڑھتا۔ اس بات کے پیش نظر کہ ہم اس کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں اور اس سے، بہت زیادہ گھلے ملے ہوئے ہیں، کیا وہ نجس ہے یا پاک؟

ج: صرف نماز و روزہ اور دوسرے شرعی واجبات کا ترک کرنا، مسلمان کے مرتد، کافر اور نجس ہونے کا موجب نہیں بنتا، بلکہ جب تک اس کا مرتد ہونا ثابت نہ ہو جائے، اس کا حکم باقی مسلمانوں جیسا ہے۔

س ۳۱۶: وہ کون سے ادیان ہیں جن کے ماننے والے اہل کتاب ہیں؟ اور وہ معیار کیا ہے جو ان کے ساتھ رہن سہن کے حدود کو معین کرتا ہے؟

ج: اہل کتاب سے مراد ایسے تمام افراد ہیں جن کا تعلق کسی الٰہی دین سے ہو اور وہ اپنے آپ کو اللہ تعالی کے انبیاء میں سے کسی نبیؑ کے پیروکار سمجھتے ہوں اور ان کے پاس انبیاء پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں میں سے کوئی کتاب ہو، جیسے یہودی، عیسائی، زرتشتی اور اسی طرح صابئی۔ جو ہماری تحقیق کی رو سے۔ اہل کتاب ہیں۔ پس ان سب کا حکم اہل کتاب کا حکم ہے اور اسلامی قوانین و اخلاق کی رعایت کرتے ہوئے ان سب کے ساتھ معاشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۱۷: ایک فرقہ ہے جو اپنے کو "علی اللٰہی" کہتا ہے۔ وہ لوگ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو خدا سمجھتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ دعا اور طلب حاجت، نماز اور روزے کا بدل ہیں، کیا یہ لوگ نجس ہیں؟

ج: اگر وہ امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو اللہ مانتے ہیں "تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً" تو ان کا حکم اہل کتاب کے سوا دوسرے غیر مسلموں جیسا ہے یعنی کافر اور نجس ہیں۔

س ۳۱۸: ایک فرقہ ہے جس کا نام "علی اللٰہی" ہے اس کے ماننے والے کہتے ہیں علیؑ خدا تو نہیں ہیں، لیکن خدا سے کم بھی نہیں ہیں، ان لوگوں کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ (حضرت علیؑ) کو خدائے واحد منان و متعال کا شریک قرار نہیں دیتے تو وہ مشرک کے حکم میں نہیں ہیں۔

س ۳۱۹: شیعہ اثنا عشری نے امام حسینؑ یا اصحاب کساء (پنجتن پاک) کے لئے جس چیز کی نذر کی ہے کیا اس نذر کو ایسے مراکز میں دینا صحیح ہے، جہاں فرقۂ ''علی اللہٰی'' کے ماننے والوں کا اجتماع ہوتا ہے اس طرح کہ یہ نذرانے مراکز کی تقویت کا باعث بنے؟

ج: مولائے موحدین (حضرت علیؑ) کو خدا ماننے کا عقیدہ باطل ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا اسلام سے خارج ہے۔ ایسے فاسد عقیدے کی ترویج میں مدد کرنا حرام ہے، مزید یہ کہ اگر مال کو کسی خاص مورد کے لئے نذر کیا گیا ہو تو اسے دوسری جگہ پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۳۲۰: ہمارے علاقے اور بعض دوسرے علاقوں میں ایک فرقہ پایا جاتا ہے جو اپنے آپ کو ''اسماعیلیہ'' کہتا ہے وہ لوگ چھ اماموں (پہلے امام سے چھٹے امام تک) پر اعتقاد رکھتے ہیں، لیکن دینی واجبات میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے، اسی طرح وہ ولایت فقیہ کو بھی نہیں مانتے، لہذا بیان فرمائیں کہ اس فرقے کی پیروی کرنے والے نجس ہیں یا پاک؟

ج: صرف چھ باقی ائمہ معصومینؑ یا احکام شرعیہ میں سے کسی حکم پر اعتقاد نہ رکھنا، اگر اصل شریعت سے انکار کی طرف بازگشت نہ کرے اور نہ ہی خاتم الانبیاء علیہ وآلہ الصلاۃ والسلام کی نبوت سے انکار کا باعث ہو تو وہ کفر و نجاست کا موجب نہیں ہے، مگر یہ کہ وہ لوگ آئمہ علیہم السلام میں سے کسی امام کو برا بھلا کہیں اور اسکی اہانت کریں۔

س ۳۲۱: ہمارے علاقے کی بہت بڑی اکثریتی آبادی بدھ مذہب کے ماننے والے کافروں کی ہے، پس اگر یونیورسٹی کا کوئی طالب علم کرایہ پر مکان لے تو اس مکان کی طہارت و نجاست کا کیا حکم ہے؟ کیا اس مکان کو دھونا اور اسے پاک کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اس بات کی طرف بھی اشارہ کرنا مناسب ہے کہ یہاں اکثر مکان لکڑی کے بنے ہوئے ہیں اور ان کا دھونا ممکن نہیں ہے، نیز ہوٹلوں، سامان اور ان میں موجود دیگر چیزوں کا کیا حکم ہے؟

ج: جس چیز کو آپ استعمال کرنا چاہتے ہیں جب تک آپ کو اسکے غیر کتابی کافر کے ہاتھ اور بدن کے ساتھ مس ہونے کا یقین نہ ہو، اس پر نجاست کا حکم نہیں لگے گا اور نجاست کا یقین ہونے کی صورت میں

ہوٹلوں اور مکانوں کے دروازوں اور دیواروں کا پاک کرنا واجب نہیں ہے اور نہ ہی سامان اور ان چیزوں کا پاک کرنا واجب ہے جو ان میں موجود ہیں، بلکہ کھانے پینے اور نماز کے لئے استعمال کی جانے والی چیزیں اگر نجس ہوں تو ان کا پاک کرنا واجب ہے۔

س ۳۲۲: خوزستان (ایران کا ایک شہر) میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو "صابئہ" کہتے ہیں وہ کہتے ہیں: ہم جناب یحییٰ کے ماننے والے ہیں اور ان کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے۔ اور ادیان شناس علما کے نزدیک بھی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ وہی صابئین ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ کیا یہ لوگ اہل کتاب میں سے ہیں یا نہیں؟

ج: مذکورہ گروہ اہل کتاب کے حکم میں ہے۔

س ۳۲۳: یہ جو کہا جاتا ہے کہ کافر کے ہاتھ کا بنا ہوا گھر نجس ہے اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیا صحیح ہے؟

ج: ایسے گھر میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

س ۳۲٤: یہود و نصاریٰ اور کفار کے دیگر فرقوں کے یہاں کام کرنے اور ان سے اجرت لینے کا کیا حکم ہے؟

ج: اس میں بذات خود کوئی مانع نہیں ہے بشرطیکہ وہ کام حرام نہ ہو اور نہ ہی اسلام و مسلمین کے مفادات عامہ کے خلاف ہو۔

س ۳۲۵: جس جگہ ہم فوج کی ڈیوٹی کر رہے ہیں وہاں بعض ایسے قبیلے ہیں جن کا تعلق "اہل حق" نامی فرقہ سے ہے کیا ان کے ہاں موجود دودھ، دہی اور مکھن سے استفادہ کرنا جائز ہے؟

ج: اگر وہ اصول اسلام کے معتقد ہوں تو وہ طہارت و نجاست کے مسئلے میں باقی مسلمانوں کے حکم میں ہیں۔

س ۳۲٦: جس گاؤں میں ہم پڑھاتے ہیں وہاں کے لوگ نماز نہیں پڑھتے، کیونکہ وہ فرقہ "اہل حق" سے ہیں اور ہم ان سے روٹی لینے اور ان کے یہاں کھانا کھانے پر مجبور ہیں، کیونکہ ہم رات

دن اسی گاؤں میں رہتے ہیں، تو کیا ہماری نمازوں میں کوئی اشکال ہے؟

ج: اگر وہ توحید، نبوت اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہ ہوں اور نہ رسول اسلام ﷺ کی رسالت میں کسی نقص کے معتقد ہوں تو ان پر نہ کفر کا حکم لگے گا اور نہ ہی نجاست کا، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ان کا کھانا کھانے اور انہیں چھونے کی صورت میں طہارت و نجاست کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔

س ۳۲۷: ہمارے رشتہ داروں میں سے ایک صاحب کمیونسٹ تھے، انہوں نے بچپن میں ہمیں بہت ساری چیزیں اور مال دیا تھا، پس اگر وہ مال اور چیزیں بنفسہ موجود ہوں تو ان کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس کا کفر اور ارتداد ثابت ہو جائے اور اس نے سن بلوغ میں اظہار اسلام سے پہلے کفر اختیار کیا ہو تو اس کے اموال کا حکم وہی ہے جو دوسرے کافروں کے اموال کا ہے۔

س ۳۲۸: مندرجہ ذیل سوالات کے جواب عنایت فرمائیں۔

۱۔ پرائمری، مڈل اور اس سے بالاتر کلاسوں کے مسلمان طلباء کا ''بہائی'' فرقے کے طلباء کے ساتھ ملنے جلنے، اٹھنے بیٹھنے اور ان سے ہاتھ ملانے کا حکم کیا ہے، خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں، مکلف ہوں یا غیر مکلف، اسکول کے اندر ہوں یا اس سے باہر؟

۲۔ جو طلباء اپنے آپ کو ''بہائی'' کہتے ہیں یا فرضاً جن کے ''بہائی'' ہونے کا یقین ہو جائے ان کے ساتھ اساتذہ اور مربی حضرات کس طرح کا رویہ رکھیں؟

۳۔ جن چیزوں کو سارے طلباء استعمال کرتے ہوں ان سے استفادہ کرنے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے، جیسے پانی پینے کا نل یا بیت الخلاء کا نل، لوٹا اور صابن وغیرہ کہ جب ہاتھ اور بدن کے مرطوب ہونے کا علم ہو؟

ج: گمراہ فرقہ ''بہائیہ'' کے تمام افراد نجس ہیں، اور ان کے کسی چیز کو چھونے کی صورت میں جن امور میں طہارت شرط ہے، ان میں طہارت کا لحاظ رکھنا واجب ہے، لیکن پرنسپل، اساتذہ اور مربیوں پر لازم ہے کہ ان کا رویہ ''بہائی'' طلباء کے ساتھ قانونی احکامات اور اسلامی اخلاق کے مطابق ہو۔

س ۳۲۹: اسلامی معاشرے میں ''بہائی'' فرقہ کے پیروکاروں کی موجودگی کے جو اثرات ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مؤمنین اور مؤمنات کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: تمام مؤمنین گمراہ ''بہائی'' فرقہ کی فتنہ پردازی اور ان کے مکر و حیلے کا مقابلہ کریں اور دوسروں کو اس گمراہ فرقہ کے ساتھ مل جانے اور ان کے ذریعہ منحرف ہونے سے بچائیں۔

س ۳۳۰: بعض اوقات گمراہ ''بہائی'' فرقہ کے پیروکار کھانے کی چیزیں یا دوسری اشیاء ہمارے پاس لاتے ہیں، تو کیا ان کا استعمال کرنا ہمارے لئے جائز ہے؟

ج: اس ضال و مضل فرقے کے ساتھ ہر قسم کے لین دین سے اجتناب کریں۔

س ۳۳۱: ہمارے پڑوس میں بہت سے ''بہائی'' رہتے ہیں اور ہمارے گھر ان کا اکثر آنا جانا رہتا ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ ''بہائی'' نجس ہیں اور بعض کہتے ہیں پاک ہیں، اور یہ ''بہائی'' بہت اچھے اخلاق کا اظہار کرتے ہیں، پس کیا وہ نجس ہیں یا پاک ہیں؟

ج: وہ نجس ہیں اور تمہارے دین اور ایمان کے دشمن ہیں، پس اے میرے عزیز بیٹے! تم ان سے سنجیدگی کے ساتھ پرہیز کرو۔

س ۳۳۲: بسوں اور ریل گاڑیوں کی ان سیٹوں کا کیا حکم ہے جن کو مسلمان اور کافر دونوں استعمال کرتے ہیں حالانکہ بعض علاقوں میں کافروں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ ہے، کیا یہ سیٹیں پاک ہیں؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ گرمی کی وجہ سے پسینہ نکلتا ہے بلکہ وہ پسینہ ان میں سرایت کر جاتا ہے۔

ج: اہل کتاب کفار تو پاک ہیں بہر حال جن چیزوں کو مسلمان اور کافر دونوں استعمال کرتے ہیں جب تک انکی نجاست کا علم نہ ہو وہ پاک ہیں۔

س ۳۳۳: دوسرے ممالک میں پڑھنے کا لازمہ یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ رہن سہن اور تعلقات رکھے جائیں ایسے موقع پر ان کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھانے کا کیا حکم ہے بشرطیکہ حرام چیزوں کے نہ ہونے کی رعایت کی جائے جیسے غیر مذکی گوشت لیکن اس میں ان کے گیلے ہاتھ کے لگنے کا

احتمال ہو؟

ج: کھانے پر کافر کے تر ہاتھ لگنے کا صرف احتمال، وجوب اجتناب کے لئے کافی نہیں ہے، بلکہ جب تک کافر کے تر ہاتھ سے مس ہونے کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک وہ چیز پاک رہے گی اور کافر اگر اہل کتاب میں سے ہو تو اس کی نجاست ذاتی نہیں ہے، لہذا اس کے تر ہاتھ کا مس ہونا نجاست کا باعث نہیں بنتا۔

س ۳۳۴: اسلامی حکومت میں زندگی بسر کرنے والے مسلمان شخص کے تمام مصارف اگر اس غیر مسلم کیلئے کام کرنے سے پورے ہوتے ہوں کہ جسکے ساتھ اس کے گہرے تعلقات ہیں تو کیا ایسے مسلمان سے مضبوط اور گھریلو تعلقات قائم کرنا اور کبھی کبھار اس کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے؟

ج: مسلمانوں کے لئے مذکورہ مسلمان سے تعلقات رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن اگر غیر مسلم کہ جس کے پاس مذکورہ مسلمان کام کرتا ہے کی دوستی سے اس مسلمان کے عقیدہ میں انحراف کا خوف ہو تو اس پر اس کام سے کنارہ کش ہونا واجب ہے اور ایسی صورت میں دوسرے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کو اس برائی سے باز رکھیں۔

س ۳۳۵: افسوس کہ میرا برادر نسبتی مختلف اسباب کی بنا پر فاسد اور مرتد ہو گیا تھا یہاں تک کہ وہ دینی مقدسات کی اہانت کا بھی مرتکب ہوتا تھا۔ اسلام سے مرتد ہونے کے کئی سال گزر جانے کے بعد اب اس نے ایک خط میں اظہار کیا ہے کہ وہ دوبارہ اسلام پر ایمان لے آیا ہے، لیکن اس وقت بھی وہ بالکل نہ نماز پڑھتا ہے اور نہ ہی روزہ رکھتا ہے، ایسی صورت میں اس سے اس کے والدین اور باقی رشتہ داروں کے کیسے تعلقات ہونے چاہئیں اور کیا اس کو کافر قرار دیتے ہوئے نجس سمجھنا چاہیے؟

ج: اگر سابق میں اس کا مرتد ہونا ثابت ہو جائے تو اگر وہ اس سے توبہ کر لے تو وہ پاک ہوگا اور اس کے والدین اور رشتہ داروں کیلئے اس سے تعلقات رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۳۶: جو شخص ضروریات دین میں سے کسی کا۔ جیسے روزہ وغیرہ کا منکر ہو جائے تو کیا اس پر کافر کا حکم لگے گا یا نہیں؟

ج: اگر ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار، نبوت کے انکار یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب یا شریعت کی تنقیص کی طرف بازگشت کرے تو یہ کفر وارتداد ہے۔

س ۳۳۷: مرتد اور کفار حربی کے لئے جو سزائیں معین کی گئی ہیں، کیا وہ سیاسی نوعیت کی ہیں اور قیادت کے فرائض میں شامل ہیں یا ایسی سزائیں ہیں جو قیامت تک کے لئے ثابت ہیں؟

ج: یہ الٰہی اور شرعی احکام ہیں۔

نماز

اہمیت اور شرائط نماز

س ۳۳۸: جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والے یا اسے سبک شمار کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز پنجگانہ شریعت اسلامیہ کے اہم واجبات میں سے ہیں، بلکہ یہ دین کا ستون ہیں اور ان کا ترک کرنا یا سبک سمجھنا شرعاً حرام اور عذاب کا موجب ہے۔

س ۳۳۹: اگر کسی کو وضو اور غسل کے لئے پانی اور تیمم کے لئے خاک میسر نہ ہو تو کیا اس پر نماز واجب ہے؟

ج: بنابر احتیاط وقت پر نماز پڑھے اور وقت کے بعد وضو یا تیمم کے ساتھ قضا کرے۔

س ۳۴۰: آپ کی نظر میں واجب نماز میں کن موقعوں پر عدول کیا جا سکتا ہے؟

ج: مندرجہ ذیل موارد میں عدول کرنا واجب ہے۔

۱۔ عصر کی نماز سے ظہر کی طرف، اگر نماز کے درمیان متوجہ ہو کہ اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی ہے۔

۲۔ عشاء کی نماز سے مغرب کی نماز کی طرف، بشرطیکہ اس نے محل عدول سے تجاوز نہ کیا ہو اور اسی اثناء میں متوجہ ہو گیا ہو کہ مغرب کی نماز نہیں پڑھی ہے۔

۳۔ اگر ترتیب کے ساتھ پڑھی جانے والی دو قضا نمازوں میں بھول کر بعد والی نماز کو پہلے شروع کر دیا ہو۔

اور مندرجہ ذیل موقعوں پر عدول کرنا مستحب ہے۔

۱۔ ادا نماز سے قضا کی طرف، بشرطیکہ ادا نماز کی فضیلت کا وقت فوت نہ ہو جائے۔

۲۔ جماعت میں شرکت کی غرض سے واجب نماز سے مستحب نماز کی طرف۔

۳۔ جمعہ کے دن نماز ظہر میں سورہ جمعہ کے بجائے بھول کر دوسرا سورہ شروع کر دیا ہو اور نصف یا اس سے کچھ زائد پڑھ چکا ہو تو مستحب ہے کہ واجبی نماز سے مستحبی نماز کی طرف عدول کرلے تا کہ نماز فریضہ کو سورۂ جمعہ کے ساتھ ادا کر سکے۔

س ۳٤۱: جمعہ کے دن جو نمازی جمعہ اور ظہر دونوں نمازیں پڑھنا چاہتا ہے، کیا وہ دونوں نمازوں میں صرف قربۃً الی اللہ کی نیت کرے گا یا ایک میں واجب قربۃً الی اللہ اور دوسری میں فقط قربۃً الی اللہ کی نیت کرے گا یا دونوں میں واجب قربۃً الی اللہ کی نیت کرے؟

ج: دونوں میں قربت کی نیت کرنا کافی ہے اور کسی میں وجوب کی نیت ضروری نہیں ہے۔

س ۳٤۲: اگر نماز کے اول وقت سے لے کر تقریباً آخر وقت تک منہ یا ناک سے خون جاری رہے تو ایسے میں نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر بدن کے پاک کرنے پر قادر نہ ہو اور وقت نماز کے ختم ہو جانے کا خوف ہو تو اسی حالت میں نماز پڑھے گا۔

س ۳٤۳: نماز میں مستحبی ذکر پڑھتے وقت کیا بدن کو پوری طرح ساکن رکھنا واجب ہے یا نہیں؟

ج: خواہ ذکر واجب ہو یا مستحب، اثنائے نماز میں دونوں کی قرائت کے وقت جسم کا مکمل سکون و اطمینان کی حالت میں ہونا واجب ہے۔ ہاں مطلق ذکر کے قصد سے حرکت کی حالت میں ذکر پڑھنے میں اشکال نہیں ہے۔

س ۳٤٤: ہسپتالوں میں مریض کو پیشاب کے لئے نلکی لگا دی جاتی ہے جس سے غیر اختیاری طور سے سوتے جاگتے یہاں تک کہ نماز کے دوران بھی مریض کا پیشاب نکلتا رہتا ہے، پس یہ فرمائیں کہ کیا اس پر دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے یا اسی حالت میں پڑھی جانے والی نماز کافی ہے؟

ج: اگر اس نے اس حال میں اپنی نماز اس وقت کے شرعی فریضہ کے مطابق پڑھی ہو تو صحیح ہے اور اس پر نہ تو اعادہ واجب ہے اور نہ قضا۔

اوقات نماز

س ۳۴۵: مذہب شیعہ پنجگانہ نماز کے وقت کے بارے میں کس دلیل پر اعتماد کرتا ہے؟ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اہل سنت وقت عشاء کے داخل ہونے کو نماز مغرب کے قضا ہونے کی دلیل قرار دیتے ہیں، ظہر وعصر کی نماز کے بارے میں بھی ان کا یہی نظریہ ہے۔ اسی لئے وہ معتقد ہیں کہ جب وقت عشاء داخل ہو جاتا ہے اور پیش نماز، نماز عشاء پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جائے تو ماموم اس کے ساتھ مغرب کی نماز نہیں پڑھ سکتا، کہ اسطرح وہ مغرب اور عشاء کو ایک ہی وقت میں پڑھ لے؟

ج: شیعہ کی دلیل، آیات قرآن اور سنت نبویہ کا اطلاق ہے، اس کے علاوہ بہت سی روایات موجود ہیں جو خاص طور سے دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور اہل سنت کے یہاں بھی ایسی احادیث موجود ہیں جو دو نمازوں کو کسی ایک نماز کے وقت میں جمع کر کے ادا کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔

س ۳۴۶: اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ نماز عصر کا آخری وقت مغرب ہے اور نماز ظہر کا آخری وقت مغرب سے اتنا پہلے تک ہے کہ جتنی دیر میں صرف نماز عصر پڑھی جا سکے۔ یہاں میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ مغرب سے کیا مراد ہے؟ کیا غروب آفتاب مراد ہے یا اس شہر کے افق کے اعتبار سے اذان مغرب کا شروع ہونا ہے؟

ج: نماز عصر کا وقت غروب آفتاب تک ہے۔

س ۳۴۷: غروب آفتاب اور اذان مغرب میں کتنے منٹ کا فاصلہ ہوتا ہے؟

ج: بظاہر یہ فاصلہ موسموں کے اختلاف کے ساتھ ساتھ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

س ۳۴۸: میں تقریباً گیارہ بجے رات ڈیوٹی سے گھر پلٹتا ہوں اور کام کی خاطر رجوع کرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے ڈیوٹی کے دوران نماز مغربین نہیں پڑھ سکتا، تو کیا گیارہ بجے رات کے بعد

نماز مغربین کا پڑھنا صحیح ہے؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ نصف شب نہ گزرنے پائے لیکن کوشش کیجئے گیارہ بجے رات سے زیادہ تاخیر نہ ہو بلکہ جہاں تک ممکن ہو نماز کو اول وقت میں پڑھیئے۔

س ۳۴۹: نماز کی کتنی مقدار اگر وقت ادا میں بجالائی جائے تو نیت ادا صحیح ہے؟ اور اگر شک ہو کہ اتنی مقدار وقت میں پڑھی گئی ہے یا نہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز کی ایک رکعت کا آخر وقت کے اندر انجام پانا نماز کے ادا شمار ہونے کے لئے کافی ہے، اور اگر شک ہو کہ کم از کم ایک رکعت کے لئے وقت کافی ہے یا نہیں، تو پھر مافی الذمہ کی نیت سے نماز پڑھے اور ادا یا قضا کی نیت نہ کرے۔

س ۳۵۰: مختلف ممالک میں اسلامی جمہوریہ ایران کے سفارت خانوں اور کونسل خانوں کی طرف سے بڑے شہروں اور مراکز کے لئے نماز کے شرعی اوقات کے نقشے شائع ہوتے ہیں، سوال یہ ہے کہ ان نقشوں پر کس حد تک اعتبار کیا جا سکتا ہے؟

ج: معیار یہ ہے کہ انسان کو اطمینان حاصل ہو جائے اور اگر اسے ان نقشوں کے واقع کے مطابق ہونے کا اطمینان نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ احتیاط کرے، اور اس وقت تک انتظار کرے جب اسے وقت شرعی کے داخل ہونے کا یقین حاصل ہو جائے۔

س ۳۵۱: صبح صادق اور صبح کاذب کے مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور اس سلسلہ میں نمازی کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: نماز اور روزے کے وقت کا شرعی معیار، صبح صادق ہے اور اسکی تشخیص خود مکلف کی ذمہ داری ہے۔

س ۳۵۲: ایک اسکول جس میں پورے دن کلاسیں ہوتی ہیں۔ اس کے ذمہ دار حضرات ظہرین کی جماعت کو دو بجے ظہر کے بعد اور عصر کی کلاسیں شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے منعقد کراتے ہیں۔ تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ صبح کی کلاسوں کے دروس اذان ظہر سے تقریباً پون گھنٹہ پہلے ختم ہو جاتے ہیں اور ظہر شرعی تک طلباء کو ٹھہرانا مشکل ہے، لہذا اول وقت میں نماز ادا کرنے کی

اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر نماز کے اول وقت میں طلاب حاضر نہیں ہیں تو نماز گزاروں کی خاطر نماز جماعت کی تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۵۳: کیا اذان ظہر کے بعد نماز ظہر کا پڑھنا اور وقت نماز عصر کے شروع ہونے کے بعد نماز عصر کا پڑھنا واجب ہے؟ اور اسی طرح کیا نماز مغرب وعشاء کو بھی اپنے اپنے وقت میں پڑھنا واجب ہے؟

ج: دو نمازوں کے وقت کے داخل ہونے کے بعد نمازی کو اختیار ہے کہ وہ دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھے یا ہر ایک کو اسکے فضیلت کے وقت میں پڑھے۔

س ۳۵٤: کیا چاندنی راتوں میں نماز صبح کے لئے ۱۵ منٹ سے ۲۰ منٹ تک کا انتظار کرنا واجب ہے؟ جبکہ آجکل گھڑیوں کی فراوانی کی وجہ سے طلوع فجر کا یقین حاصل کرنا ممکن ہے؟

ج: طلوع فجر جو نماز صبح اور روزہ شروع ہونے کا وقت ہے کے سلسلے میں چاندنی راتوں یا اندھیری راتوں میں کوئی فرق نہیں ہے، اگرچہ اس سلسلہ میں احتیاط بہتر ہے۔

س ۳۵۵: صوبوں کے درمیان افق کے اختلاف کی وجہ سے اوقات شرعیہ کی مقدار میں جو اختلاف پیدا ہوتا ہے کیا وہ یومیہ واجب نمازوں کے تین اوقات میں ایک جیسا ہے؟ مثال کے طور پر اگر دو صوبوں میں ظہر کے وقت میں ۲۵ منٹ کا اختلاف ہو تو کیا دوسرے اوقات میں بھی اتنا ہی اور اسی مقدار میں اختلاف ہوگا یا صبح اور عشاء میں یہ مختلف ہوگا؟

ج: فقط طلوع فجر، زوال آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت کے فرق کی مقدار کے ایک جیسا ہونے کا لازمی نتیجہ یہ نہیں ہے کہ باقی اوقات میں بھی اتنا ہی فرق اور فاصلہ ہو، بلکہ مختلف شہروں میں غالبًا تینوں اوقات کا اختلاف متفاوت ہوتا ہے۔

س ۳۵٦: اہل سنت نماز مغرب کو غروب شرعی سے پہلے پڑھتے ہیں، کیا ہمارے لئے ایام حج وغیرہ میں ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا اور اسی نماز پر اکتفا کر لینا جائز ہے؟

ج: یہ معلوم نہیں ہے کہ ان کی نماز وقت سے پہلے ہوتی ہے، اور ان کی جماعت میں شرکت کرنے اور ان کی اقتداء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ نماز کافی ہے، لیکن وقت نماز کا درک کرنا ضروری ہے، مگر یہ کہ وقت بھی تقیہ کے موارد میں سے ہو۔

س ۳۵۷: ڈنمارک اور ناروے میں صبح کے سات بجے سورج نکلتا ہے اور آسمان پر عصر تک تقریباً بارہ گھنٹے تک چمکتا رہتا ہے جبکہ دوسرے ممالک میں اس وقت رات ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں میری نماز اور روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز پنجگانہ اور روزے کے اوقات کے لحاظ سے انسان کے لئے اسی جگہ کے افق کا خیال رکھنا واجب ہے جہاں وہ رہائش پذیر ہے اور اگر دن کے طولانی ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا غیر مقدور یا شاق ہو تو اس وقت ادائے روزہ ساقط ہے اور بعد میں اس کی قضا واجب ہے۔

س ۳۵۸: سورج کی شعاعیں تقریباً سات منٹ میں زمین تک پہنچتی ہیں تو کیا نماز صبح کے وقت کے ختم ہونے کا معیار طلوع آفتاب ہے یا اس کی شعاعوں کا زمین تک پہونچنا؟

ج: معیار، طلوع آفتاب اور اس کا نمازگزار کے افق میں دیکھا جانا ہے۔

س ۳۵۹: ذرائع ابلاغ ہر روز، آنے والے دن کے شرعی اوقات کا اعلان کرتے ہیں، کیا ان پر اعتماد کرنا جائز ہے اور ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ نشر ہونے والی اذان کو وقت کے داخل ہو جانے کا معیار بنایا جا سکتا ہے؟

ج: اگر اس سے مکلف کو وقت کے داخل ہو جانے کا اطمینان حاصل ہو جائے تو اعتماد کر سکتا ہے۔

س ۳۶۰: کیا اذان کے شروع ہوتے ہی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے یا اذان کے ختم ہونے کا انتظار کرنا واجب ہے اور اس کے بعد نماز کو شروع کرنا چاہیے؟ اور اسی طرح کیا اذان کے شروع ہوتے ہی روزہ دار کیلئے افطار کرنا جائز ہے یا یہ کہ اس پر اذان کے ختم ہونے تک انتظار کرنا واجب ہے؟

ج: اگر اس بات کا یقین ہو کہ وقت داخل ہو جانے کے بعد اذان شروع ہوئی ہے تو آخر اذان تک انتظار کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۳٦۱: کیا اس شخص کی نماز صحیح ہے جس نے دوسری نماز کو پہلی نماز پر مقدم کر دیا ہو، جیسے عشاء کو مغرب پر مقدم کیا ہو۔

ج: اگر غلطی یا غفلت کی وجہ سے نماز کو مقدم کیا ہو اور پوری نماز پڑھ چکا ہو تو اس کے صحیح ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہو تو وہ نماز باطل ہے۔

س ۳٦۲: باسلام وتحیت، ماہ مبارک رمضان آنے والا ہے۔ شہروں کی وسعت اور لحظۂ طلوع فجر کی دقیق تشخیص کے ممکن نہ ہونے کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ سے درخواست ہے کہ روزہ بند ہونے اور نماز صبح کے وقت کے بارے میں اپنی رائے سے مطلع فرمائیں؟

ج: مومنین محترم ''اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو'' روزہ اور نماز صبح کے وقت کے سلسلے میں احتیاط کی رعایت کیجئے چنانچہ اذان کے شروع ہوتے ہی کھانا پینا چھوڑ دیجئے اور پھر اذان سے تقریباً پانچ یا چھ منٹ بعد نماز صبح والے فریضے کو انجام دیجئے۔

س ۳٦۳: نماز صبح کا وقت اذان مغرب تک ہے یا غروب آفتاب تک؟ نیز نماز عشاء اور منیٰ میں رات بسر کرنے (بیتوتہ) کیلئے شرعی طور پر آدھی رات کونسا وقت ہے؟

ج: نماز عصر کا آخری وقت غروب آفتاب تک ہے اور احتیاط یہ ہے کہ نماز مغرب وعشاء وغیرہ کیلئے اول غروب سے اذان صبح تک رات شمار کریں لہٰذا ظہر شرعی کے تقریباً سوا گیارہ گھنٹے بعد نماز مغرب وعشاء کا آخری وقت ہے لیکن منیٰ میں رات گزارنے کیلئے غروب سے طلوع آفتاب تک رات شمار کریں۔

س ۳٦٤: جو شخص نماز عصر کے اثناء میں متوجہ ہے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو اسکی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر اس خیال سے نماز عصر میں مشغول ہو کہ وہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے اور پھر نماز کے دوران متوجہ ہو کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی اور ہو بھی ظہر وعصر کے مشترکہ وقت میں تو فوراً اپنی نیت کو نماز ظہر کی طرف پلٹا لے اور نماز کو مکمل کرے اور اسکے بعد نماز عصر پڑھے لیکن اگر یہ نماز ظہر کے مخصوص وقت (۱) میں ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنی نیت کو نماز ظہر کی طرف پلٹا لے اور نماز کو مکمل کرے اور اسکے بعد ظہر وعصر کی دونوں نمازوں کو ترتیب کے ساتھ انجام دے اور نماز مغرب وعشاء کے بارے میں بھی ایسا ہی حکم ہے۔

---

۱) ظہر کا مخصوص وقت اول ظہر سے لے کر اتنا وقت ہے کہ جس میں نماز پڑھی جا سکے یعنی جس میں غیر مسافر چار رکعتیں اور مسافر دو رکعتیں پڑھ سکے۔

قبلہ کے احکام

س ۳۶۵: درج ذیل سوالوں کے جواب عنایت فرمائیں۔

۱۔ بعض فقہی کتابوں میں ذکر ہے کہ خرداد کی چوتھی اور تیر کی چھبیسویں تاریخ بمطابق 25 مئی اور 17 جولائی کو سورج عمودی طور پر خانہ کعبہ کے اوپر ہوتا ہے، تو کیا اس صورت میں جس وقت مکہ میں اذان ہوتی ہے اس وقت شاخص نصب کر کے جہت قبلہ کو معین کیا جا سکتا ہے؟ اور اگر مسجدوں کے محراب کے قبلہ کی جہت، شاخص کے سایہ سے مختلف ہو تو کس کو صحیح سمجھا جائے گا؟

۲۔ کیا قطب نما پر اعتماد کرنا صحیح ہے؟

ج: شاخص اور قطب نما کے ذریعہ اگر مکلّف کو جہت قبلہ کا اطمینان حاصل ہو جائے تو اس پر اعتماد کرنا صحیح ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے، ورنہ تو جہت قبلہ کے تعین کیلئے مسجدوں کے محراب اور مسلمانوں کی قبروں پر اعتماد کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۶۶: جب جنگ میں شدید لڑائی جہت قبلہ کی تعیین میں مانع ہو تو کیا کسی بھی طرف رخ کر کے نماز کا پڑھنا صحیح ہے؟

ج: اگر کسی طرف کا گمان نہ ہو اور وقت بھی ہو تو چاروں طرف نماز پڑھی جائے، ورنہ جتنا وقت ہو اس کے مطابق جس سمت میں قبلہ کا احتمال ہے اسکی طرف نماز پڑھے۔

س ۳۶۷: اگر کرۂ زمین کی دوسری سمت میں خانہ کعبہ کا بالکل مقابل والا نقطہ دریافت ہو جائے، اسطرح کہ اگر ایک خط مستقیم زمین کعبہ کے وسط سے کرۂ ارض کو چیرتا ہوا مرکز زمین سے گزرے تو دوسری طرف اس نقطہ سے نکل جائے تو اس نقطہ پر قبلہ رخ کیسے کھڑے ہوں گے؟

ج: قبلہ رخ ہونے کا معیار یہ ہے کہ کرۂ زمین کی سطح سے خانہ کعبہ کی طرف رخ کرے، اس طرح کہ جو

شخص روئے زمین پر ہے، وہ اس کعبہ کی طرف رخ کرے جو مکہ مکرمہ میں سطح زمین پر بنا ہوا ہے اس بنا پر اگر وہ زمین کے کسی ایسے نقطے پر کھڑا ہو جہاں سے چاروں سمتوں میں کھینچے جانے والے خطوط مساوی مسافت کے ساتھ کعبہ تک پہنچتے ہوں تو اسے اختیار ہے کہ جس طرف چاہے رخ کر کے نماز پڑھے، لیکن اگر کسی سمت کے خط کی مسافت اتنی تھوڑی ہو کہ اسکی بنا پر عرفی لحاظ سے قبلہ رخ ہونا مختلف ہو جائے تو انسان پر واجب ہے کہ تھوڑے فاصلے والی سمت کا انتخاب کرے۔

س ۳٦۸: جس جگہ ہم جہت قبلہ کو نہ جانتے ہوں اور کسی جہت کا گمان بھی نہ ہو تو ایسی جگہ پر ہمیں کیا کرنا چاہیے یعنی کس سمت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں؟

ج: بنابر احتیاط چاروں طرف رخ کر کے نماز پڑھے اور اگر چار نمازوں کا وقت نہیں ہو تو جتنی نمازوں کا وقت ہے اتنی ہی پڑھے۔

س ۳٦۹: قطب شمالی اور قطب جنوبی میں قبلہ کی سمت کو کس طرح معین کیا جائے گا؟ اور کس طرح نماز پڑھی جائے گی؟

ج: قطب شمالی و جنوبی میں سمت قبلہ معلوم کرنے کا معیار نماز گزار کی جگہ سے کعبہ تک کا سب سے چھوٹا خط ہے اور اس خط کے معین ہو جانے کے بعد اسی رخ پر نماز پڑھی جائے گی۔

نماز گزار کے مکان کے احکام

س ۳۷۰: وہ مقامات جن کو ظالم حکومتوں نے غصب کر لیا ہے، کیا وہاں بیٹھنا، نماز پڑھنا اور گزرنا جائز ہے؟

ج: اگر غصبی ہونے کا علم ہو تو ان مقامات کا حکم، غصبی چیزوں جیسا ہے۔

س ۳۷۱: اس زمین پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے جو پہلے وقف تھی اور پھر حکومت نے اس پر تصرف کر کے

اس میں اسکول بنادیا ہو؟

ج: اگر اس بات کا قابل اعتنا احتمال ہو کہ اس میں تصرف کرنا شرعی لحاظ سے جائز تھا تو اس جگہ نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۷۲: میں کئی اسکولوں میں نماز جماعت پڑھاتا ہوں، ان اسکولوں میں سے بعض کی زمینیں ایسی ہیں جو ان کے مالکوں سے ان کی رضامندی کے بغیر لی گئی ہیں، لہذا ایسے اسکولوں میں میری اور طلباء کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس بات کا کافی احتمال ہو کہ اسکول کے ذمہ دار شخص نے شرعی اور قانونی اقدام کر کے اس زمین میں اسکول قائم کیا ہو تو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۳۷۳: اگر کوئی شخص ایک مدت تک غیر مخمس جانماز یا لباس میں نماز پڑھے تو اس کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ نہ جانتا تھا کہ ان چیزوں میں خمس ہے یا ان پر تصرف کے حکم سے ناواقف رہا ہو تو جو نمازیں اس نے ان میں پڑھی ہیں، صحیح ہیں۔

س ۳۷۴: کیا یہ بات صحیح ہے کہ نماز میں مردوں کا عورتوں سے آگے ہونا واجب ہے؟

ج: اگر عورت اور مرد کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہو تو عورت کے مرد سے آگے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۷۵: مسجدوں میں امام خمینیؒ اور شہدائے انقلاب کی تصویریں لگانے کا کیا حکم ہے، جبکہ امام خمینیؒ مساجد میں اپنی تصویروں کے لگانے پر راضی نہ تھے، اسی طرح اس سلسلہ میں کراہت پر دلالت کرنے والے اقوال بھی موجود ہیں؟

ج: کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر یہ تصویریں مسجد کے حال کے اندر ہوں تو بہتر ہے کہ نماز کے وقت انہیں کسی طریقے سے ڈھانپ دیا جائے۔

س ۳۷۶: ایک شخص سرکاری مکان میں رہتا ہے، اب اس میں اس کے رہنے کی مدت ختم ہو گئی ہے اور

مکان خالی کرنے کیلئے اس کے پاس نوٹس بھیجا گیا ہے، لہذا خالی کرنے کی مقررہ تاریخ کے بعد اس مکان میں اس کی نماز اور روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مقررہ تاریخ کے بعد متعلقہ حکام کی طرف سے اس مکان میں رہنے کی اجازت نہ ہو تو اس کے لئے اس میں تصرف کرنا غصب کرنے کے حکم میں ہے۔

س ۳۷۷: جس جائے نماز پر تصویریں اور سجدہ گاہ پر نقش ونگار بنے ہوئے ہوں، کیا ان پر نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

ج: بذات خود اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر اس سے شیعوں پر تہمت لگانے والوں کے لئے بہانہ فراہم ہوتا ہو تو ایسی چیزیں بنانا اور ان پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اسی طرح اگر اس سے توجہ ہٹ جائے یا نماز میں حضور قلب نہ رہے تو مکروہ ہے۔

س ۳۷۸: اگر نماز پڑھنے کی جگہ پاک نہ ہو، لیکن سجدہ کی جگہ پاک ہو تو کیا نماز صحیح ہے؟

ج: اگر اس جگہ کی نجاست لباس یا بدن میں سرایت نہ کرے اور سجدہ کی جگہ پاک ہو تو ایسی جگہ پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۷۹: ہمارے دفتر کی موجودہ عمارت پرانے قبرستان پر بنائی گئی ہے۔ تقریباً چالیس سال سے اس میں مردے دفن کرنا چھوڑ دیا گیا تھا اور تیس سال پہلے اس عمارت کی بنیاد پڑی ہے۔ اب پوری زمین پر دفتر کی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور اس وقت قبرستان کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔ کیا ایسے دفتر میں اس کے کارکنوں کی نمازیں شرعی اعتبار سے صحیح ہیں یا نہیں؟

ج: اس میں تصرف کرنے اور نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر یہ کہ شرعی طریقے سے ثابت ہو جائے کہ یہ جگہ جہاں مذکورہ عمارت بنائی گئی ہے، میت دفن کرنے کے لئے وقف کی گئی تھی اور اس میں غیر شرعی طریقے سے تصرف کر کے عمارت بنائی گئی ہے۔

س ۳۸۰: مؤمن نوجوانوں نے امر بالمعروف کی خاطر ہفتے میں ایک یا دو دن سیرگاہوں میں نماز قائم کرنے کا پروگرام بنایا ہے، لیکن بعض افراد نے اعتراض کیا ہے کہ سیرگاہوں کی ملکیت واضح

نہیں ہے، لہذا ان جگہوں پر نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: موجودہ سیر گاہوں وغیرہ کو نماز قائم کرنے کے لئے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور غصب کے فقط احتمال کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی۔

س ۳۸۱: اس شہر میں ایک اسکول کی زمین کسی شخص کی ملکیت تھی اور شہر کے نقشے کے مطابق اس کو پارک میں تبدیل کرنا مقرر کیا گیا تھا، لیکن اسکول کی شدید ضرورت کے سبب اسے میونسپل بورڈ کی اجازت سے اسکول میں تبدیل کر دیا گیا ہے، مگر چونکہ زمین کا مالک حکومت کی طرف سے اس ضبطی پر راضی نہیں ہے اور اس نے اعلان کر دیا ہے کہ اس زمین میں نماز وغیرہ صحیح نہیں ہے، لہذا آپ فرمائیں کہ مذکورہ عمارت میں نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس زمین کو اس کے حقیقی مالک سے مجلس شوریٰ کے پاس کئے ہوئے اس قانون کے تحت لیا گیا ہے جس کی شورائے نگہبان نے بھی تائید کی ہو تو اس عمارت میں تصرف کرنے اور نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۸۲: ہمارے شہر میں دو ملی ہوئی مسجدیں تھیں جن کے درمیان صرف ایک دیوار کا فاصلہ تھا، کچھ دنوں پہلے بعض مؤمنین نے دونوں مسجدوں کو ایک دوسرے سے ملانے کے لئے درمیانی دیوار کے اچھے خاصے حصے کو گرا دیا ہے، اب یہ اقدام بعض لوگوں کے لئے شک وشبہ کا سبب بنا ہوا ہے اور وہ ان مسجدوں میں نماز نہیں پڑھ رہے ہیں اور اب تک وہ اس بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ آپ فرمائیں اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟

ج: دونوں مسجدوں کے درمیان کی دیوار کو گرانے سے ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

س ۳۸۳: شاہراہوں پر ہوٹلوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی بھی جگہ ہوتی ہے، پس اگر کوئی شخص اس ہوٹل میں کھانا نہ کھائے تو کیا اس کیلئے وہاں نماز پڑھنا جائز ہے یا اجازت لینا واجب ہے؟

ج: اگر اس بات کا احتمال ہو کہ نماز کی جگہ ہوٹل والے کی ملکیت ہے اور یہ صرف ان لوگوں کے نماز پڑھنے کیلئے ہے جو اس ہوٹل میں کھانا کھائیں، تو اجازت لینا واجب ہے۔

س ۳۸٤: جو شخص غصبی زمین میں نماز پڑھے، لیکن اس کی نماز، جائے نماز یا تختے پر ہو تو کیا اس کی نماز باطل ہے یا صحیح؟

ج: غصبی زمین پر پڑھی جانے والی نماز باطل ہے خواہ وہ جائے نماز یا تخت پر ہی کیوں نہ پڑھی جائے۔

س ۳۸۵: موجودہ حکومت کے زیر تصرف اداروں اور کمپنیوں میں بعض افراد ایسے ہیں جو یہاں پر قائم ہونے والی نماز جماعت میں شرکت نہیں کرتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عمارتیں ان کے مالکوں سے شرعی عدالت کے فیصلہ پر ضبط کی گئی ہیں۔ برائے مہربانی اس سلسلے میں آپ اپنے فتوے سے مطلع فرمائیں؟

ج: اگر یہ احتمال ہو کہ ضبط کرنے کا حکم ایسے قاضی نے دیا تھا جس کو قانونی حیثیت حاصل تھی اور اس نے شرعی اور قانونی تقاضوں کے مطابق ضبط کرنے کا حکم دیا تھا تو شرعا اس کا عمل صحیح تھا، لہذا ایسی صورت میں اس مکان میں تصرف کرنا جائز ہے اور اس پر غصب کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

س ۳۸٦: اگر امام بارگاہ کے پڑوس میں مسجد ہو تو کیا امام بارگاہ میں نماز جماعت قائم کرنا صحیح ہے؟ اور کیا دونوں جگہوں کا ثواب مساوی ہے؟

ج: اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت دوسری جگہوں پر نماز پڑھنے سے زیادہ ہے لیکن امام بارگاہ یا دوسری جگہوں پر نماز جماعت قائم کرنے میں شرعا کوئی مانع نہیں ہے۔

س ۳۸۷: جس جگہ حرام موسیقی بج رہی ہو کیا وہاں نماز پڑھنا صحیح ہے؟

ج: اگر وہاں نماز پڑھنا حرام موسیقی سننے کا سبب بنے تو اس جگہ ٹھہرنا جائز نہیں ہے، لیکن نماز صحیح ہے اور اگر موسیقی کی آواز نماز سے توجہ ہٹانے کا سبب بنے تو اس جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

س ۳۸۸: ان لوگوں کی نماز کا کیا حکم ہے جن کو کشتی کے ذریعہ خاص ڈیوٹی پر بھیجا جاتا ہے اور سفر کے دوران نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور اگر وہ اسی وقت نماز نہ پڑھیں تو پھر وہ وقت کے اندر نماز نہیں پڑھ سکیں گے؟

ج: مذکورہ صورت میں ان پر واجب ہے جس طرح ممکن ہو نماز پڑھیں اگرچہ کشتی میں ہی۔

مسجد کے احکام

س ۳۸۹: اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا مستحب ہے، کیا اپنے محلّہ کی مسجد چھوڑ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے شہر کی جامع مسجد جانے میں کوئی اشکال ہے؟

ج: اگر اپنے محلّہ کی مسجد چھوڑنا دوسری مسجد میں نماز جماعت میں شرکت کے لئے ہو خصوصاً شہر کی جامع مسجد میں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۹۰: اس مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے جس کے بانی یہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد ہم نے اپنے لئے اور اپنے قبیلہ والوں کے لئے بنائی ہے؟

ج: مسجد جب مسجد کے عنوان سے تعمیر کی جائے تو قوم، قبیلہ اور اشخاص سے مخصوص نہیں رہتی بلکہ اس سے تمام مسلمان استفادہ کر سکتے ہیں۔

س ۳۹۱: عورتوں کے لئے مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے یا گھر میں؟

ج: مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت مردوں کے لئے مخصوص نہیں ہے۔

س ۳۹۲: دور حاضر میں مسجد الحرام اور صفا و مروہ کی جائے سعی کے درمیان تقریباً آدھا میٹر اونچی اور ایک میٹر چوڑی دیوار ہے یہ مسجد اور جائے سعی کے درمیان مشترک دیوار ہے، کیا وہ عورتیں اس دیوار پر بیٹھ سکتی ہیں جن کے لئے ایام عادت کے دوران مسجد الحرام میں داخل ہونا جائز نہیں ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں، مگر جب یقین ہو جائے کہ وہ مسجد کا جزء ہے۔

س ۳۹۳: کیا محلّہ کی مسجد میں ورزش کرنا اور سونا جائز ہے؟ اور اس سلسلہ میں دوسری مساجد کا کیا حکم ہے؟

ج: مسجد ورزش گاہ نہیں ہے اور جو کام مسجد کے شایان شان نہیں ہیں انہیں مسجد میں انجام دینے سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور مسجد میں سونا مکروہ ہے۔

س ۳۹٤: کیا مسجد کے ہال میں جوانوں کی فکری، ثقافتی اور عسکری (عسکری تعلیم کے ذریعے) ارتقاء کیلئے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟ اور اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ان کاموں کے مراکز کم ہیں انہیں مسجد کے ایوان میں انجام دینے کا شرعی حکم کیا ہے؟

ج: یہ چیزیں مسجد کے صحن و ایوان کے وقف کی کیفیت سے مربوط ہیں۔ اور اس سلسلہ میں مسجد کے امام جماعت اور انتظامیہ کی رائے حاصل کرنا واجب ہے البتہ امام جماعت اور انتظامیہ کے تحت نظر جوانوں کو مساجد میں جمع کرنا اور دینی کلاسیں لگانا مستحسن اور مطلوب فعل ہے۔

س ۳۹۵: بعض علاقوں، خصوصاً دیہاتوں میں لوگ مساجد میں شادی کا جشن منعقد کرتے ہیں یعنی وہ رقص اور گانا تو گھروں میں کرتے ہیں لیکن صبح یا شام کا کھانا مسجد میں کھلاتے ہیں۔ شریعت کے لحاظ یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج: مہمانوں کو مسجد میں کھانا کھلانے میں فی نفسہ کوئی اشکال نہیں ہے۔

س۳۹٦: قومی کوآپریٹو کمپنیاں رہائش کے لئے فلیٹ اور کالونیاں بناتی ہیں۔ شروع میں اس بات پر اتفاق ہوتا ہے کہ ان فلیٹوں میں عمومی مقامات جیسے مسجد وغیرہ ہوں گے لیکن اب جب گھر حصص والوں کو دے دیئے گئے ہیں کیا ان میں سے بعض کے لئے جائز ہے کہ وہ قرارداد کو توڑ دیں اور یہ کہہ دیں کہ ہم مسجد کی تعمیر کے لئے راضی نہیں ہیں؟

ج: اگر کمپنی اپنے تمام ممبران کی موافقت سے مسجد کی تعمیر کا اقدام کرے اور مسجد تیار ہو جانے کے بعد وقف ہو جائے تو اپنی پہلی رائے سے بعض ممبران کے پھر جانے سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ لیکن اگر مسجد کے شرعی طور پر وقف ہونے سے قبل بعض ممبران اپنی سابقہ موافقت سے پھر جائیں تو ان کے اموال کے ساتھ تمام اعضاء کی مشترکہ ممبران زمین میں ان کی رضامندی کے بغیر مسجد تعمیر کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ کمپنی کے تمام ممبران سے عقد لازم کے ضمن میں یہ شرط کرلی گئی ہو کہ مشترک زمین کا ایک حصہ مسجد کی تعمیر کے لئے مخصوص کیا جائے گا اور تمام ممبران نے اس شرط کو قبول کیا ہو اس صورت میں انہیں اپنی رائے سے

پھرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ ان کے پھرنے سے کوئی اثر پڑ سکتا ہے۔

س ۳۹۷: غیر اسلامی تہذیبی اور ثقافتی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم نے مسجد میں ابتدائی اور مڈل کلاسوں کے تیس لڑکوں کو گروہ فکری کی شکل میں جمع کیا ہے اس گروہ کے افراد کو عمر و فکری استعداد کے مطابق قرآن کریم، احکام اور اسلامی اخلاق کا درس دیا جاتا ہے۔ اس کام کا کیا حکم ہے؟ اور اگر یہ لوگ آلہ موسیقی جسے ''ارگن'' کہا جاتا ہے، استعمال کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور شرعی قوانین اور ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ایران کی وزارت ثقافت کے رائج قوانین کی رعایت کرتے ہوئے مسجد میں اس کی مشق کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: مسجد میں قرآن کریم، احکام اور اسلامی اخلاق کی تعلیم دینے اور مذہبی و انقلابی ترانوں کی تمرین کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن بہر حال مسجد کے شان و مقام اور تقدس کی رعایت کرنا واجب ہے اور نمازیوں کیلئے مزاحمت پیدا کرنا جائز نہیں ہے۔ تہذیبی اور ثقافتی یلغار کا مقابلہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا، موسیقی کے آلات سے استفادہ پر موقوف نہیں ہے خصوصاً مسجد میں۔

س۳۹۸: کیا مسجد میں ان لوگوں کو جو قرآن کی تعلیم کے لئے شرکت کرتے ہیں، ایسی فلمیں دکھانے میں کوئی حرج ہے جن کو ایران کی وزارت ثقافت نے جاری کیا ہو؟

ج: مسجد کو فلم دکھانے کی جگہ میں تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن ضرورت کے وقت اور مسجد کے پیش نماز کی نگرانی میں مفید محتوئی والی مذہبی اور انقلابی فلمیں دکھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۹۹: کیا ائمہ معصومینؑ کی ولادت کے موقع پر مسجد سے فرح بخش موسیقی کے نشر کرنے میں کوئی شرعی اشکال ہے؟

ج: واضح رہے کہ مسجد ایک خاص شرعی مقام رکھتی ہے، پس اس میں موسیقی نشر کرنا اگر اس کی عظمت کے منافی ہو تو حرام ہے، اگر چہ موسیقی مطرب نہ بھی ہو۔

س ۴۰۰: مساجد کے لاؤڈ اسپیکر، جس کی آواز مسجد کے باہر سنی جاتی ہے، کا استعمال کب جائز ہے؟ اور اذان سے قبل اس پر تلاوت اور انقلابی ترانے نشر کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: جن اوقات میں محلہ والوں اور ہمسایوں کے لئے تکلیف و آزار کا سبب نہ ہو ان میں اذان سے قبل چند منٹ تلاوت قرآن نشر کرنے میں اشکال نہیں ہے۔

س ۴۰۱: جامع مسجد کی تعریف کیا ہے؟

ج: وہ مسجد جو شہر میں تمام اہل شہر کے اجتماع کے لئے بنائی جاتی ہے اور کسی خاص گروہ سے مخصوص نہیں ہوتی ہے۔

س ۴۰۲: تین سال سے ایک مسجد کا چھت والا حصہ ویران پڑا تھا اس میں نماز نہیں ہوتی تھی اور وہ کھنڈر بن چکا تھا، اس کا ایک حصہ سٹور کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے رضا کاروں نے کہ جو تقریبا پندرہ سال سے اس چھت والے حصے میں مستقر ہیں اس میں کچھ تعمیراتی کام کیا ہے کیونکہ اسکی حالت بہت ہی غیر مناسب تھی اور اسکی چھت گرنے کے قریب تھی اور چونکہ یہ لوگ مسجد کے شرعی احکام سے ناواقف تھے اور جو لوگ جانتے تھے انہوں نے بھی ان کی راہنمائی نہیں کی۔ لہٰذا انہوں نے چھت والے حصے میں چند کمرے تعمیر کرائے کہ جن پر خطیر رقم خرچ ہوئی اب تعمیر کا کام اختتام پر ہے۔ برائے مہربانی درج ذیل موارد میں حکم شرعی سے مطلع فرمائیں:

۱۔ فرض کیجئے اس کام کے بانی اور اس پر نگران کمیٹی کے اراکین مسئلہ سے ناواقف تھے تو کیا یہ لوگ بیت المال سے خرچ کئے جانے والی رقم کے ضامن ہیں؟ اور وہ گنہگار ہیں یا نہیں؟

۲۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ رقم بیت المال سے خرچ ہوئی ہے۔ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ جب تک مسجد کو اس حصہ کی ضرورت نہیں ہے اور اس میں نماز قائم نہیں ہوتی ان کمروں سے مسجد کے شرعی احکام و حدود کی رعایت کرتے ہوئے قرآن و احکام شریعت کی تعلیم اور مسجد کے دیگر امور کے لئے استفادہ کیا جائے یا ان کمروں کو فوراً گرادینا واجب ہے؟

ج: مسجد کے چھت والے حصہ میں بنے ہوئے کمروں کو منہدم کر کے اس کو سابقہ حالت پر لوٹانا واجب ہے اور خرچ شدہ رقم کے بارے میں اگر افراط و تفریط نہ ہوئی ہو یا جان بوجھ کر ایسا نہ کیا گیا ہو تو معلوم نہیں ہے کہ اس کا کوئی ضامن ہو اور مسجد کے چھت والے حصہ میں قرائت قرآن، احکام شرعی، اسلامی معارف کی

تعلیم اور دوسرے دینی و مذہبی پروگرام منعقد کرنے میں اگر نماز گزاروں کے لئے زحمت نہ ہو اور امام جماعت کی نگرانی میں ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور امام جماعت، رضا کاروں اور مسجد کے دوسرے ذمہ دار حضرات پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا واجب ہے تاکہ مسجد میں رضا کاروں کا وجود بھی مستمر رہے اور مسجد کے عبادی فرائض جیسے نماز وغیرہ میں بھی خلل واقع نہ ہو۔

س ۴۰۳: ایک سڑک کی توسیع کے منصوبے میں متعدد مساجد آتی ہیں۔ منصوبہ کے اعتبار سے بعض مسجدیں پوری منہدم ہوتی ہیں اور بعض کا کچھ حصہ گرایا جائے گا تاکہ ٹریفک کی آمد و رفت میں آسانی ہو برائے مہربانی اس سلسلے میں اپنی رائے بیان فرمائیں؟

ج: مسجد یا اس کے کسی حصہ کو منہدم کرنا جائز نہیں ہے مگر ایسی مصلحت کی بناء پر کہ جس سے چشم پوشی ممکن نہ ہو۔

س ۴۰۴: کیا مساجد کے وضوء کے لئے مخصوص پانی کو مختصر مقدار میں اپنے ذاتی استعمال میں لانا جائز ہے مثلاً دوکاندار پینے، چائے بنانے یا موٹر گاڑی میں ڈالنے کے لئے اس سے استفادہ کریں واضح رہے اس مسجد کا واقف کوئی ایک شخص نہیں ہے جو اس سے منع کرے؟

ج: اگر معلوم نہ ہو کہ یہ پانی صرف نماز گزاروں کے وضوء کے لئے وقف ہے اور اس محلہ کے عرف میں یہ رائج ہو کہ اس کے ہمسایہ اور راہ گیر اس کے پانی سے استفادہ کرتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر چہ اس سلسلہ میں احتیاط بہتر ہے۔

س ۴۰۵: قبرستان کے پاس ایک مسجد ہے اور جب بعض مومنین قبور کی زیارت کے لئے آتے ہیں تو وہ اپنے کسی عزیز کی قبر پر پانی چھڑکنے کے لئے اس مسجد سے پانی لیتے ہیں اور ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ پانی مسجد کے لئے وقف ہے یا عمومی استفادہ کیلئے ہے اور بالفرض اگر یہ مسجد کے لئے وقف نہ ہو تو معلوم نہیں ہے کہ یہ وضو اور طہارت کے ساتھ مخصوص ہے یا نہیں۔ تو کیا اسے قبر پر چھڑکنا جائز ہے؟

ج: ان قبور پر پانی چھڑکنے کیلئے مسجد کے پانی سے استفادہ کرنا کہ جو اس سے باہر ہیں اگر لوگوں میں رائج ہو اور اس پر کوئی اعتراض نہ کرے اور اس بات پر کوئی دلیل نہ ہو کہ پانی صرف وضوء اور طہارت کے لئے

وقف ہے تو اس استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٤٠٦: اگر مسجد میں تعمیراتی کام کی ضرورت ہو تو کیا حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت ضروری ہے؟

ج: اگر مسجد کی تعمیر خیّر افراد کے مال سے کرنا ہو تو اس میں حاکم شرع کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

س ٤٠٧: کیا میں یہ وصیت کر سکتا ہوں کہ مرنے کے بعد مجھے محلّہ کی اس مسجد میں دفن کیا جائے: جس کے لئے میں نے بہت کوششیں کی تھیں کیونکہ میں چاہتا ہوں مجھے اس مسجد کے اندر یا اس کے صحن میں دفن کیا جائے؟

ج: اگر صیغۂ وقف جاری کرتے وقت مسجد میں میت دفن کرنے کو مستثنیٰ نہ کیا گیا ہو تو اس میں دفن کرنا جائز نہیں ہے اور اس سلسلہ میں آپ کی وصیت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

س ٤٠٨: ایک مسجد تقریباً بیس سال پہلے بنائی گئی ہے اور اسے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے نام مبارک سے موسوم کیا گیا ہے اور یہ معلوم نہیں ہے کہ مسجد کا نام صیغۂ وقف میں ذکر کیا گیا ہے یا نہیں تو مسجد کا نام مسجد صاحب زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے بجائے بدل کر جامع مسجد رکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: صرف مسجد کا نام بدلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٤٠٩: جن مساجد میں مومنین کے عطیوں اور مساجد کی خاص نذور سے بجلی اور ایر کنڈیشنر کے سسٹم کا انتظام کیا جاتا ہے جب محلّہ والوں میں سے کوئی مر جاتا ہے تو ان میں اس کے فاتحہ کی مجلس کا اہتمام کیا جاتا ہے اور مجلس میں مسجد کی بجلی اور ایر کنڈیشنر وغیرہ کو استعمال کیا جاتا ہے لیکن مجلس کرنے والے اس کا پیسہ ادا نہیں کرتے شرعی نقطہ نظر سے یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج: مسجد کے وسائل سے فاتحہ کی مجلس وغیرہ میں استفادہ کرنا وقف و نذر کی کیفیت پر موقوف ہے۔

س ٤١٠: گاؤں میں ایک نئی مسجد ہے جو پرانی مسجد کی جگہ بنائی گئی ہے موجودہ مسجد کے ایک کنارے پر کہ جس کی زمین پرانی مسجد کا جزء ہے، مسئلہ سے ناواقفیت کی بنا پر چائے وغیرہ بنانے کے

لئے ایک کمرہ تعمیر کیا گیا ہے اور اسی طرح مسجد کی نیم چھت جو کہ مسجد کے ہال کے اندر ہے پر ایک لائبریری بنائی گئی ہے، برائے مہربانی اس سلسلہ میں اپنی رائے بیان فرمائیں؟

ج: سابق مسجد کی جگہ پر چائے خانہ بنانا صحیح نہیں ہے اور اس جگہ کو دوبارہ مسجد کی حالت میں بدلنا واجب ہے مسجد کے ہال کے اندر کی نیم چھت بھی مسجد کے حکم میں ہے اور اس پر مسجد کے تمام شرعی احکام و آثار مترتب ہوں گے لیکن اس میں کتابوں کی الماریاں رکھنے اور مطالعہ کے لئے وہاں جمع ہونے میں، اگر نمازگزاروں کے لئے مزاحمت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۱۱: اس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے کہ ایک گاؤں میں ایک مسجد گرنے والی ہے لیکن فی الحال اسے منہدم کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ وہ راستہ میں رکاوٹ نہیں ہے کیا مکمل طور پر اس مسجد کو منہدم کرنا جائز ہے؟ اس مسجد کا کچھ اثاثہ اور پیسہ بھی ہے یہ چیزیں کس کو دی جائیں؟

ج: مسجد کو منہدم کرنا جائز نہیں ہے اور کلی طور پر مسجد کا خرابہ بھی مسجد کے حکم میں ہی ہوتا ہے، اور مسجد کے اثاثہ و مال کو اگر اسکی خود اس مسجد کو ضرورت نہیں ہے تو استفادہ کے لئے دوسری مسجدوں میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔

س ۴۱۲: کیا مسجد کے صحن کے ایک گوشہ میں مسجد کی عمارت میں کسی تصرف کے بغیر، میوزیم بنانے میں کوئی شرعی حرج ہے جیسا کہ آج کل مسجد کے اندر لائبریری بنا دی جاتی ہے؟

ج: اگر صحنِ مسجد کے گوشہ میں لائبریری یا میوزیم بنانا مسجد کے ہال اور صحن کے وقف کی کیفیت کے مخالف یا مسجد کی عمارت میں تغیر کا باعث ہو تو جائز نہیں ہے۔ مذکورہ غرض کے لئے بہتر ہے کہ مسجد سے متصل کسی جگہ کا انتظام کیا جائے۔

س ۴۱۳: ایک موقوفہ جگہ میں مسجد، دینی مدرسہ اور عام لائبریری بنائی گئی ہے اور سب کام کر رہے ہیں لیکن اس وقت یہ سب بلدیہ کے توسیع والے نقشہ میں آرہے ہیں جن کا انہدام بلدیہ کے لئے ضروری ہے، ان کے انہدام کے لئے بلدیہ سے کیسے تعاون کیا جائے اور کیسے ان کا معاوضہ لیا جائے تاکہ اس کے عوض نئی اور اچھی عمارت بنائی جاسکے؟

ج: اگر بلدیہ اس کو منہدم کرنے اور معاوضہ دینے کے لئے اقدام کرے اور معاوضہ دے تو اس میں کوئی

حرج نہیں ہے لیکن کسی ایسی اہم مصلحت کے بغیر کہ جس سے چشم پوشی ممکن نہیں ہے موقوفہ مسجد و مدرسہ کو منہدم کرنا جائز نہیں ہے۔

س ٤١٤: مسجد کی توسیع کے لئے اس کے صحن سے چند درختوں کو اکھاڑنا ضروری ہے۔ کیا ان کو اکھاڑنا جائز ہے، جبکہ مسجد کا صحن کافی بڑا ہے اور اس میں اور بھی بہت سے درخت ہیں؟

ج: اگر درخت کاٹنے کو وقف میں تغیر و تبدیلی شمار نہ کیا جاتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٤١٥: اس زمین کا کیا حکم ہے جو مسجد کے چھت والے حصے کا جزء تھی، بعد میں بلدیہ کے توسیعی دائرے میں آنے کی وجہ سے مسجد کے اس حصہ کو مجبوراً منہدم کر کے سڑک میں تبدیل کردیا گیا؟

ج: اگر اس کے پہلی حالت کی طرف پلٹنے کا احتمال بعید ہو تو معلوم نہیں ہے اس پر مسجد کے آثار مرتب ہوں۔

س ٤١٦: ایک مسجد منہدم ہو چکی ہے اور اسکے مسجد والے آثار محو ہو چکے ہیں یا اسکی جگہ کوئی اور عمارت بنادی گئی ہے اور اسکی تعمیر نو کی کوئی امید نہیں ہے مثلاً وہاں کی آبادی ویران ہو گئی ہے اور اس نے وہاں سے نقل مکانی کر لی ہے کیا اس (مسجد والی) جگہ کو نجس کرنا حرام ہے؟ اور اسے پاک کرنا واجب ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں معلوم نہیں ہے کہ اس کا نجس کرنا حرام ہو اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ اسے نجس نہ کیا جائے۔

س ٤١٧: میں عرصہ سے ایک مسجد میں نماز جماعت پڑھاتا ہوں، اور مسجد کے وقف کی کیفیت کی مجھے اطلاع نہیں ہے، دوسری طرف مسجد کے اخراجات کے سلسلے میں بھی مشکلات درپیش ہیں کیا مسجد کے سرداب کو مسجد کے شایان شان کسی کام کے لئے کرایہ پر دیا جاسکتا ہے؟

ج: اگر سرداب پر مسجد کا عنوان صادق نہیں آتا ہے اور وہ اس کا ایسا جزء بھی نہیں ہے جس کی مسجد کو ضرورت ہو اور اس کا وقف بھی وقف انتفاع نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٤١٨: مسجد کے پاس کوئی املاک نہیں ہے جس سے اس کے اخراجات پورے کئے جاسکیں اور مسجد کے ٹرسٹ نے اسکے چھت والے حصے کے نیچے مسجد کے اخراجات پورا کرنے کے لئے ایک تہ خانہ کھود کر اس میں کارگاہ یا دوسرے عمومی مراکز بنانے کا فیصلہ کیا ہے کیا یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

ج: کارگاہ وغیرہ کی تاسیس کے لئے مسجد کی زمین کو کھودنا جائز نہیں ہے۔

س ٤١٩: کیا مسلمانوں کی مساجد میں کفار کا داخل ہونا مطلقاً جائز ہے خواہ وہ تاریخی آثار کو دیکھنے کیلئے ہی ہو؟

ج: مسجد حرام میں داخل ہونا شرعاً ممنوع ہے اور دیگر مساجد میں داخل ہونا اگر مسجد کی ہتک اور بے حرمتی شمار کی جائے تو جائز نہیں ہے بلکہ دیگر مساجد میں بھی وہ کسی صورت میں داخل نہ ہوں۔

س ٤٢٠: کیا اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے جو کفار کے ذریعے بنائی گئی ہو؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٤٢١: اگر ایک کافر اپنی خوشی سے مسجد کی تعمیر کے لئے پیسہ دے یا کسی اور طریقہ سے مدد کرے تو کیا اسے قبول کرنا جائز ہے۔

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٤٢٢: اگر ایک شخص رات میں مسجد میں آکر سو جائے اور اسے احتلام ہو جائے لیکن جب بیدار ہو تو مسجد سے نکلنے پر قادر نہ ہو تو اس کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: اگر وہ مسجد سے نکلنے اور دوسری جگہ جانے پر قادر نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ فوراً تیمم کرے تا کہ اس کے لئے مسجد میں باقی رہنے کا جواز پیدا ہو جائے۔

دیگر دینی مقامات کے احکام

س ٤٢٣: کیا شرعی نقطۂ نظر سے امام بارگاہ کو چند معین اشخاص کے نام رجسٹرڈ کرنا جائز ہے؟

ج: دینی مجالس برپا کرنے کے لئے موقوفہ امام بارگاہ کو کسی کی ملکیت کے طور پر رجسٹرڈ کرنا جائز نہیں ہے اور معین اشخاص کے نام وقف کے طور پر رجسٹرڈ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بہر حال بعض معین افراد کے نام کرنے کیلئے بہتر ہے کہ ان تمام افراد کی اجازت لی جائے جنہوں نے اس عمارت کے بنانے میں شرکت کی ہے۔

س ٤٢٤: مسائل کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ مجنب شخص اور حائضہ عورت دونوں کے لئے ائمہ (علیہم السلام) کے حرم میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں کہ کیا صرف قبہ کے نیچے کی جگہ حرم ہے یا اس سے ملحق ساری عمارت حرم ہے؟

ج: حرم سے مراد وہ جگہ ہے جو قبۂ مبارکہ کے نیچے ہے اور عرف عام میں جس کو حرم اور زیارت گاہ کہا جاتا ہے۔ لیکن ملحقہ عمارت اور ہال حرم کے حکم میں نہیں ہیں۔ ان میں مجنب و حائضہ کے داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر یہ کہ ان میں سے کسی کو مسجد بنا دیا گیا ہو۔

س ٤٢٥: قدیم مسجد سے ملحق ایک امام بارگاہ بنائی گئی ہے اور آج کل مسجد میں نماز گزاروں کیلئے گنجائش نہیں ہے، کیا مذکورہ امام بارگاہ کو مسجد میں شامل کر کے اس سے مسجد کے عنوان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟

ج: امام بارگاہ میں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر امام بارگاہ کو شرعاً صحیح طریقہ سے امام بارگاہ کے عنوان سے وقف کیا گیا ہے تو اسے مسجد میں تبدیل کرنا اور اسے برابر والی مسجد میں مسجد کے عنوان سے ضم کرنا جائز نہیں ہے۔

س ٤٢٦: کیا اولاد ائمہؑ میں سے کسی کے مرقد کے لئے نذر میں آئے ہوئے سامان اور فرش کو محلہ کی جامع مسجد میں استعمال کیا جا سکتا ہے؟

ج: اگر یہ چیزیں فرزند امامؑ کے مرقد اور اس کے زائرین کی ضرورت سے زیادہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۲۷: جو عزاخانے حضرت ابوالفضل العباسؑ اور دیگر شخصیات کے نام پر بنائے جاتے ہیں کیا وہ مسجد کے حکم میں ہیں؟ امید ہے کہ ان کے احکام بیان فرمائیں گے۔

ج: امام بارگاہیں اور عزاخانے مسجد کے حکم میں نہیں ہیں۔

نماز گزار کا لباس

س ۴۲۸: جس لباس کی نجاست کے بارے میں شک ہے کیا اس میں نماز پڑھنا صحیح ہے؟

ج: جس لباس کے نجس ہونے میں شک ہو وہ پاک ہے اور اس میں نماز صحیح ہے۔

س ۴۲۹: میں نے جرمنی میں چمڑے کی ایک بیلٹ خریدی تھی کیا اس کو باندھ کر نماز پڑھنے میں کوئی شرعی اشکال ہے؟ اگر مجھے یہ شک ہو کہ یہ طبیعی کھال کی ہے یا مصنوعی کی اور یہ کہ یہ تزکیہ شدہ حیوان کی کھال کی ہے یا نہیں تو میری ان نمازوں کا کیا حکم ہے جو میں نے اس میں پڑھی ہیں؟

ج: اگر یہ شک ہو کہ یہ طبیعی کھال کی ہے یا نہیں تو اسے باندھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر طبیعی کھال ثابت ہونے کے بعد یہ شک ہو کہ وہ تزکیہ شدہ حیوان کی کھال ہے یا نہیں؟ تو وہ نجس نہیں ہے لیکن اس میں نماز صحیح نہیں ہے اور گذشتہ نمازیں جو اس حکم سے ناواقفیت کی بنا پر پڑھی ہیں انکی قضا نہیں ہے۔

س ۴۳۰: اگر نماز گزار کو یہ یقین ہو کہ اس کے لباس و بدن پر نجاست نہیں ہے اور وہ نماز بجالائے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اس کی نماز باطل ہے یا نہیں؟

ج: اگر اسے اپنے بدن یا لباس کے نجس ہونے کا بالکل علم نہ ہو اور نماز کے بعد متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے

اور اس پر اعادہ یا قضاء واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ اثنائے نماز میں اس کی طرف متوجہ ہو جائے اور وہ نجاست کو بغیر ایسا فعل انجام دینے کے جو نماز کے منافی ہے، دور کرسکتا ہو یا نجس لباس کو اتار سکتا ہو تو اس پر یہی واجب ہے کہ وہ نجاست دور کرے یا نجس لباس اتار دے اور اپنی نماز تمام کرے لیکن اگر نماز کی حالت کو باقی رکھتے ہوئے نجاست دور نہیں کرسکتا اور وقت میں بھی گنجائش ہے تو نماز توڑنا اور پاک لباس اور بدن کے ساتھ نماز بجالانا واجب ہے۔

س ٤٣١: ایک شخص مراجع عظام میں سے ایک کا مقلد ہے وہ ایک زمانہ تک ایسے حیوان کی کھال۔ جس کا ذبح ہونا مشکوک ہو اور جس میں نماز صحیح نہیں ہوتی۔ میں نماز پڑھتا رہا اس کے مرجع کی رائے کے مطابق اگر حرام گوشت جانور کا کوئی حصہ نمازی کے ہمراہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کا اعادہ کیا جائے تو کیا مشکوک التزکیہ حیوان کا بھی وہی حکم ہے جو حرام گوشت حیوان کا ہے؟

ج: جس حیوان کا ذبح مشکوک ہو وہ گوشت کھانے کی حرمت اور اسکی کھال میں نماز کے عدم جواز کے لحاظ سے مردار کے حکم میں ہے لیکن نجس نہیں ہے اور گذشتہ نمازیں اگر اس حکم سے ناواقفیت کی بنا پر پڑھی ہوں تو صحیح ہیں۔

س ٤٣٢: ایک عورت نماز کے درمیان اپنے بعض بالوں کو کھلا ہوا محسوس کرتی ہے اور فوراً چھپا لیتی ہے اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں؟

ج: جب تک جان بوجھ کر بالوں کو ظاہر نہ کیا ہو اعادہ واجب نہیں ہے۔

س ٤٣٣: ایک شخص پیشاب کے مقام کو مجبوراً کنکری، لکڑی یا کسی اور چیز سے پاک کرتا ہے اور جب گھر لوٹتا ہے تو اسے پانی سے پاک کر لیتا ہے تو کیا نماز کے لئے اندرونی لباس (انڈرویئر) کا بدلنا یا پاک کرنا بھی واجب ہے؟

ج: اگر لباس پیشاب کی رطوبت سے نجس نہ ہوا ہو تو اس کا پاک کرنا واجب نہیں ہے۔

س ٤٣٤: بیرون ملک سے جو بعض صنعتی آلات منگوائے جاتے ہیں وہ ان غیر ملکی ماہرین کے ذریعہ فٹ

کئے جاتے ہیں جو اسلامی فقہ کے اعتبار سے کافر اور نجس ہیں اور یہ معلوم ہے کہ ان آلات کی فٹنگ گریس اور دوسرے ایسے مواد کے ذریعے انجام پاتی ہے کہ جسے ہاتھ کے ذریعے ڈالا جاتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ وہ آلات پاک نہیں رہ سکتے اور کام کے دوران ان آلات سے کاریگروں کا لباس اور بدن مس ہوتا ہے اور نماز کے وقت مکمل طور سے لباس و بدن کو پاک نہیں کر سکتے تو نماز کے سلسلہ میں ان کا فریضہ کیا ہے؟

ج: اس احتمال کے پیش نظر کہ آلات کو فٹ کرنے والا کافر اہل کتاب میں سے ہو جو کہ پاک ہیں یا کام کے وقت وہ دستانہ پہنے ہوئے ہو۔ صرف اس بناء پر کہ آلات کو کافر نے نصب کیا ہے ان کے نجس ہونے کا یقین حاصل نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر آلات کی نجاست اور کام کے دوران میں کاریگر کے بدن یا لباس کے سرایت کرنے والی رطوبت کے ساتھ ان آلات کے ساتھ مس ہونے کا یقین ہو جائے تو نماز کے لئے بدن کا پاک کرنا اور لباس کا پاک کرنا یا بدلنا واجب ہے۔

س ۴۳۵: اگر نماز گزار خون سے نجس رومال یا اس جیسی کوئی نجس چیز اٹھائے ہوئے ہو یا اسے جیب میں رکھے ہوئے ہو تو اس کی نماز صحیح ہے یا باطل؟

ج: اگر رومال اتنا چھوٹا ہو جس سے شرم گاہ نہ چھپائی جا سکے تو اس کے نماز کے دوران ہمراہ ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۳۶: کیا اس کپڑے میں نماز صحیح ہے جو آج کل کے ایسے عطر سے معطر کیا گیا ہو جس میں الکحل پایا جاتا ہے؟

ج: جب تک مذکورہ عطر کی نجاست کا علم نہ ہو اس سے معطر کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۳۷: حالت نماز میں عورت پر بدن کی کتنی مقدار کا چھپانا واجب ہے؟ کیا چھوٹی آستین والے لباس پہننے اور جوراب نہ پہننے میں کوئی حرج ہے؟

ج: معیار یہ ہے کہ چہرے کی اتنی مقدار جس کا وضو میں دھونا واجب ہے اور کلائی تک دونوں ہاتھوں اور ٹخنوں تک دونوں پیروں کو چھوڑ کر پورے بدن کو چھپائے چاہے یہ چھپانا ایرانی چادر سے ہی ہو۔

س ٤٣٨: کیا حالت نماز میں عورتوں پر پاؤں کے اوپر والے حصے کو چھپانا بھی واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر نامحرم نہ ہو تو ٹخنوں تک پاؤں کا چھپانا واجب نہیں ہے۔

س ٤٣٩: کیا حجاب پہنتے وقت اور نماز میں ٹھوڑی کو مکمل طور پر چھپانا واجب ہے یا نچلے حصے ہی کو چھپانا کافی ہے اور کیا ٹھوڑی کا اس لئے چھپانا واجب ہے، کہ وہ چہرے کی اس مقدار کے چھپانے کا مقدمہ ہے جو شرعا واجب ہے؟

ج: ٹھوڑی کا نچلا حصہ چھپانا واجب ہے نہ کہ ٹھوڑی کا چھپانا کیونکہ وہ چہرے کا جزء ہے۔

س ٤٤٠: کیا ایسی نجس چیز جو شرمگاہ کو چھپانے کیلئے کافی نہیں ہے کے ساتھ نماز کے صحیح ہونے کا حکم صرف اس حالت سے مخصوص ہے جب انسان اس کے حکم یا موضوع کے سلسلے میں نسیان یا ناواقفیت کی بنا پر اس میں نماز پڑھ لے یا پھر یہ شبہہ موضوعیہ اور شبہہ حکمیہ دونوں کو شامل ہے؟

ج: یہ حکم نسیان یا جہل سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ایسی نجس چیز کہ جو شرمگاہ کو چھپانے کیلئے کافی نہیں ہے، میں علم کی صورت میں بھی نماز صحیح ہے۔

س ٤٤١: کیا نمازگزار کے لباس پر بلی کے بال یا اس کے لعاب دہن کا وجود نماز کے باطل ہونے کا سبب ہے؟

ج: جی ہاں نماز کے باطل ہونے کا سبب ہے۔

سونے، چاندی کا استعمال

س ٤٤٢: مردوں کے بارے میں سونے کی انگوٹھی خصوصا نماز میں پہننے کا کیا حکم ہے؟

ج: کسی حالت میں مرد کیلئے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر اس میں اس کی نماز بھی باطل ہے۔

س ٤٤٣: مردوں کے لئے سفید سونے کی انگوٹھی پہننے کا کیا حکم ہے؟

ج: جسے سفید سونا کہا جاتا ہے اگر یہ وہی زرد سونا ہو کہ جس میں کوئی مواد ملا کر اسکے رنگ کو تبدیل کر دیا گیا ہو تو حرام ہے لیکن اگر اس میں سونے کی مقدار اتنی کم ہو کہ عرف عام میں اسے سونا نہ کہا جائے تو اشکال نہیں ہے اور پلاٹینم کے استعمال میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٤٤٤: کیا اس وقت بھی سونا پہننے میں کوئی شرعی اشکال ہے جب وہ زینت کے لئے نہ ہو اور دوسروں کو نظر نہ آئے؟

ج: مردوں کے لئے ہر صورت میں سونا پہننا حرام ہے چاہے اسے زینت کے قصد سے نہ پہنا جائے یا دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا جائے۔

س ٤٤٥: مردوں کا تھوڑے سے وقت کے لئے سونا پہننا کیا حکم رکھتا ہے؟ کیونکہ ہم بعض لوگوں کو یہ دعوی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ کم مدت کے لیے جیسے عقد کے وقت سونا پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے؟

ج: مردوں کے لئے سونا پہننا حرام ہے، اور تھوڑے یا زیادہ وقت میں کوئی فرق نہیں ہے

س ٤٤٦: نماز گزار کے لباس کے احکام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور اس حکم کے پیش نظر کہ مردوں کے لئے سونے سے مزین ہونا حرام ہے، درج ذیل دو سوالوں کے جواب بیان فرمائیں؟

ا۔ کیا سونے سے زینت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کے لئے مطلق طور پر سونے کا استعمال حرام ہے خواہ وہ ہڈی کے آپریشن اور دانت بنوانے کے لئے ہی کیوں نہ ہو؟

۲۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ہمارے شہر میں رواج ہے کہ نئے شادی شدہ جوان زرد سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں اور عام لوگوں کی نظر میں یہ چیز انکی زینت میں سے شمار نہیں ہوتی، بلکہ یہ اس شخص کے لئے ازدواجی زندگی کے آغاز کی علامت سمجھی جاتی ہے، تو اس سلسلہ میں

آپ کی رائے کیا ہے؟

ج:۱۔ مردوں کے سونا پہننے کے حرام ہونے کا معیار زینت کا صادق آنا نہیں ہے۔ بلکہ کسی بھی طرح اور کسی بھی قصد سے سونا پہننا حرام ہے، چاہے وہ سونے کی انگوٹھی ہو یا ہار یا زنجیر وغیرہ ہو، لیکن زخم میں بھرنے اور دانت بنوانے میں مردوں کے لئے سونے کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ منگنی والی زرد سونے کی انگوٹھی پہننا مردوں کے لئے ہر صورت میں حرام ہے۔

س ۴۴۷: سونے کے ان زیورات کو بیچنے اور انہیں بنانے کا کیا حکم ہے جو مردوں سے مخصوص ہیں اور جنہیں عورتیں نہیں پہنتیں؟

ج: سونے کے زیورات بنانا اگر صرف مردوں کے استعمال کے لئے ہو تو حرام ہے اور اسی طرح انہیں اس مقصد کے لئے خریدنا اور بیچنا بھی جائز نہیں ہے۔

س ۴۴۸: ہم بعض دعوتوں میں دیکھتے ہیں کہ مٹھائی چاندی کے ظروف میں پیش کی جاتی ہے، کیا اس عمل کو چاندی کے ظروف میں کھانے سے تعبیر کیا جائے گا؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

ج: کھانے کے قصد سے چاندی کے برتن میں سے کھانے وغیرہ کی چیز کا اٹھانا کھانے پینے میں چاندی کے برتنوں کا استعمال شمار کیا جائے تو حرام ہے۔

س ۴۴۹: کیا دانت پر سونے کا خول چڑھوانے میں کوئی اشکال ہے؟ اور دانت پر پلاٹینم کا خول چڑھوانے کا کیا حکم ہے؟

ج: دانت پر سونے یا پلاٹینم کا خول چڑھوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر زینت کی غرض سے سامنے کے دانتوں پر سونے کا خول چڑھوائے تو یہ اشکال سے خالی نہیں ہے۔

اذان و اقامت

س ۴۵۰: ماہ رمضان المبارک میں ہمارے گاؤں کا مؤذن ہمیشہ صبح کی اذان، وقت سے چند منٹ پہلے

ہی دے دیتا ہے تا کہ لوگ اذان کے درمیان یا اسکے ختم ہونے تک کھانے پینے سے فارغ ہو لیں، کیا یہ عمل صحیح ہے؟

ج: اگر اذان دینا لوگوں کو شبہ میں مبتلا نہ کرے اور وہ طلوع فجر کے اعلان کے عنوان سے بھی نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ٤٥١: بعض اشخاص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی کے لئے اجتماعی صورت میں عام راستوں میں اذان دیتے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ اس اقدام سے علاقے میں کھلم کھلا فسق وفساد روکنے میں بڑا اثر ہوا ہے اور عام لوگ خصوصاً جوان حضرات اول وقت میں نماز پڑھنے لگے ہیں؟

لیکن ایک صاحب کہتے ہیں: یہ عمل شریعت اسلامی میں وارد نہیں ہوا اور بدعت ہے، ہمیں اس بات سے شبہ پیدا ہو گیا ہے، آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: یومیہ واجب نمازوں کے اول اوقات میں اذان دینا، سامعین کی طرف سے اسے دہرانا اور اذان دیتے وقت آواز کو بلند کرنا ان مستحبات میں سے ہے کہ جن کی شریعت نے تاکید کی ہے اور سڑکوں کے کناروں پر اجتماعی صورت میں اذان دینا، اگر راستہ روکنے اور دوسروں کے آزار کا سبب نہ بنے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٤٥٢: چونکہ اذان دینا عبادی، سیاسی عمل ہے اور اس میں عظیم ثواب ہے لہذا بعض مؤمنین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کے بغیر، واجب نماز کے وقت خصوصاً نماز صبح کے لئے اپنے اپنے گھروں کی چھت سے اذان دیں گے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر اس عمل پر بعض ہمسائے اعتراض کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: متعارف طریقے سے چھت پر اذان دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ٤٥٣: ماہ رمضان المبارک میں مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے سحری کے مخصوص پروگرام نشر کرنے کا کیا حکم ہے تا کہ سب لوگ سن لیں؟

ج: جہاں پر اکثر لوگ، رمضان المبارک کی راتوں میں تلاوت قرآن مجید، دعائیں پڑھنے اور دینی و مذہبی پروگراموں میں شرکت کے لئے بیدار رہتے ہیں، وہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر یہ مسجد کے ہمسایوں کی تکلیف کا موجب ہو تو جائز نہیں ہے۔

س ٤٥٤: کیا مساجد اور دیگر مراکز سے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے اتنی بلند آواز میں کہ جو کئی کلومیٹر تک پہنچے، اذان صبح سے قبل قرآنی آیات اور اس کے بعد دعاؤں کا نشر کرنا صحیح ہے؟ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ یہ سلسلہ کبھی کبھار آدھے گھنٹہ سے زیادہ دیر تک جاری رہتا ہے؟

ج: رائج طریقہ کے مطابق نماز صبح کے وقت کے داخل ہو جانے کے اعلان کیلئے لاؤڈ اسپیکر سے اذان نشر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مسجد سے آیات قرآنی اور دعاؤں وغیرہ کا نشر کرنا اگر ہمسایوں کے لئے تکلیف کا باعث ہو تو اس کے لئے شرعاً کوئی جواز نہیں ہے بلکہ اس میں اشکال ہے۔

س ٤٥٥: کیا نماز میں مرد عورت کی اذان پر اکتفا کرسکتا ہے؟

ج: مرد کیلئے عورت کی اذان پر اکتفا کرنا محل اشکال ہے۔

س ٤٥٦: واجب نماز کی اذان اور اقامت میں شہادت ثالثہ یعنی سید الاوصیاء (حضرت علی علیہ السلام) کے امیر وولی ہونے کی گواہی دینے کے سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: " اشهد ان علیاً ولی الله" شرعی لحاظ سے اذان واقامت کا جزء نہیں ہے، لیکن اسے مذہب تشیع کے شعار کے عنوان سے کہا جائے تو بہت اچھا ہے اور ضروری ہے کہ اسے مطلق قصد قربت کے ساتھ کہا جائے۔

س ٤٥٧: ایک مدت سے کمر درد کی تکلیف میں مبتلا ہوں اور بعض اوقات تو اتنا شدید ہو جاتا ہے کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اس چیز کے پیش نظر اگر اول وقت میں پڑھوں تو حتما بیٹھ کر پڑھوں گا لیکن اگر صبر کروں تو ہوسکتا ہے آخری وقت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکوں اس صورتحال میں میری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر آخروقت میں کھڑے ہو کر پڑھ سکنے کا احتمال ہو تو احتیاط یہ ہے کہ اس وقت تک صبر کیجئے لیکن اگر اول وقت میں کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ لی اور آخروقت تک وہ عذر برطرف نہ ہوا تو جو نماز پڑھی

ہے وہی صحیح ہے اور اسکے اعادے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر اول وقت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت نہ تھی اور آپ کو یقین تھا کہ آخر وقت تک یہ ناتوانی برقرار رہے گی پھر آخر وقت سے پہلے وہ عذر زائل ہو جائے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن ہو جائے تو دوبارہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا واجب ہے۔

قرأت اور اس کے احکام

س ۴۵۸: اس نماز کا کیا حکم ہے جس میں قرأت جہری (بلند آواز سے) نہ ہو؟

ج: مردوں پر واجب ہے کہ وہ صبح، مغرب اور عشاء کی نماز میں حمد و سورہ کو بلند آواز سے پڑھیں لیکن اگر بھولے سے یا جہالت کی وجہ سے آہستہ پڑھ لیں تو نماز صحیح ہے اور اگر جان بوجھ کر آہستہ پڑھیں تو نماز باطل ہے۔

س ۴۵۹: اگر ہم صبح کی قضا نماز پڑھنا چاہیں تو کیا اسے بلند آواز سے پڑھیں گے یا آہستہ؟

ج: صبح، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں چاہے وہ ادا ہوں یا قضا، حمد و سورہ کو ہر صورت میں بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے چاہے ان کی قضا دن میں ہی پڑھی جائے اور اگر جان بوجھ کر بلند آواز سے نہ پڑھی جائیں تو نماز باطل ہے۔

س ۴۶۰: ہم جانتے ہیں کہ نماز کی ایک رکعت نیت، تکبیرۃ الاحرام، حمد و سورہ اور رکوع و سجود پر مشتمل ہوتی ہے، دوسری طرف مغرب کی تیسری رکعت اور ظہر و عصر و عشاء کی آخری دو رکعتوں کو آہستہ پڑھنا واجب ہے، لیکن ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے جو نماز جماعت براہ راست نشر کی جاتی ہے اسکی تیسری رکعت میں امام جماعت رکوع و سجود کے ذکر کو بلند آواز سے پڑھتا ہے جبکہ رکوع و سجود دونوں ہی اس رکعت کے جزء ہیں جس کو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ اس مسئلہ کے بارے میں حکم کیا ہے؟

ج: مغرب وعشاء اور صبح کی نماز میں بلند آواز سے اور ظہر وعصر کی نماز میں آہستہ آواز سے پڑھنے کا واجب ہونا صرف حمد وسورہ سے مخصوص ہے، جیسا کہ مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں کے علاوہ باقی رکعتوں میں آہستہ آواز سے پڑھنے کا واجب ہونا صرف سورہ حمد یا تسبیحات (اربعہ) سے مخصوص ہے، لیکن رکوع و سجود کے ذکر نیز تشہد و سلام اور اسی طرح نماز پنجگانہ کے دیگر واجب اذکار میں مکلف کو اختیار ہے کہ وہ انہیں بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ آواز سے۔

س ٤٦١: اگر کوئی شخص، روزانہ کی سترہ رکعت نمازوں کے علاوہ، احتیاطاً سترہ رکعت قضا نماز پڑھنا چاہتا ہے تو کیا اس پر صبح اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں حمد وسورہ کو بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے یا آہستہ آواز سے بھی پڑھ سکتا ہے؟

ج: نماز پنجگانہ کے اخفات وجہر کے واجب ہونے میں ادا اور قضا نماز کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے، خواہ وہ قضا نماز احتیاطی ہی کیوں نہ ہو۔

س ٤٦٢: ہم جانتے ہیں کہ لفظ "صلوة" کے آخر میں "ت" ہے لیکن اذان میں "حی علی الصلاہ"، "ھاء" کے ساتھ کہتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

ج: لفظ "صلوة" کو وقف کی صورت میں "ھا" کے ساتھ ختم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ یہی متعین ہے۔

س ٤٦٣: تفسیر سورۂ حمد میں امام خمینیؒ کے نظریہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ آپ نے سورۂ حمد کی تفسیر میں لفظ "مَلِکِ" کو "مـالِکِ" پر ترجیح دی ہے تو کیا واجب وغیر واجب نمازوں میں اس سورۂ مبارکہ کو احتیاطاً دونوں طریقوں سے پڑھنا صحیح ہے؟

ج: اس مقام میں احتیاط کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٤٦٤: کیا نماز گزار کے لئے صحیح ہے کہ وہ "غیر المغضوب علیھم" پڑھنے کے بعد فوری عطف کے بغیر وقف کرے اور پھر "ولا الضالین" پڑھے اور کیا تشہد میں لفظ "محمد" پر ٹھہرنا صحیح ہے جیسا کہ ہم (صلوات پڑھتے وقت) کہتے ہیں "اللھم صل علی محمد" پھر

تھوڑے وقفہ کے بعد ”و آل محمد“؟

ج: اس حد تک وقف اور فاصلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وحدت جملہ میں خلل پیدا نہ ہو۔

س ٤٦٥: امام خمینیؒ سے درج ذیل استفتاء کیا گیا ہے:

تجوید میں حرف ”ضاد“ کے تلفظ کے سلسلہ میں متعدد اقوال ہیں، آپ کس قول پر عمل کرتے ہیں؟ اس کا جواب امام خمینیؒ نے یوں لکھا: علماء تجوید کے قول کے مطابق حروف کے مخارج کی شناخت واجب نہیں ہے بلکہ ہر حرف کا تلفظ اس طرح ہونا واجب ہے کہ عرب کے عرف کے نزدیک اس حرف کا ادا ہونا صادق آ جائے۔ اب یہ سوال یہ ہے؟

اولاً۔ اس عبارت کے معنی کیا ہیں ”عرب کے عرف میں اس حرف کا ادا ہونا صادق آ جائے“۔

ثانیاً۔ کیا علم تجوید کے قواعد، عرف عرب اور ان کی لغت سے نہیں بنائے گئے ہیں جیسا کہ صرف ونحو کے قواعد بھی انہی سے بنائے گئے ہیں؟ پس کس طرح ان دو کے درمیان جدائی کا قائل ہونا ممکن ہے؟

ثالثاً۔ اگر کسی کو معتبر طریقے سے یقین ہو جائے کہ وہ قرأت کے وقت حروف کو صحیح مخارج سے ادا نہیں کرتا یا بطور کلی حروف وکلمات کو صحیح طریقے سے ادا نہیں کرتا اور اسے سیکھنے کیلئے ہر لحاظ سے موقع فراہم ہے مثلاً اسے سیکھنے کیلئے اچھی استعداد یا مناسب فرصت رکھتا ہے تو کیا استعداد کی حد تک صحیح قرأت کو سیکھنے کیلئے کوشش کرنا واجب ہے؟

ج: قرأت کے صحیح ہونے میں معیار یہ ہے کہ وہ اہل زبان کہ جن سے تجوید کے قواعد وضوابط لئے گئے ہیں، انکی قرأت کی کیفیت کے موافق ہو۔ اس بنا پر حروف میں سے کسی حرف کے تلفظ کی کیفیت میں علمائے تجوید کے اقوال میں جو اختلاف ہے اگر یہ اختلاف اہل زبان کے تلفظ کی کیفیت کو سمجھنے میں ہو تو اس کا مرجع خود اہل لغت کا عرف ہے، لیکن اگر اقوال کے اختلاف کا سبب خود انکا تلفظ کی کیفیت میں اختلاف ہو تو مکلف کو اختیار ہے کہ ان اقوال میں سے جس قول کو چاہے اختیار کرے اور جو شخص اپنی قرأت کو صحیح نہیں سمجھتا اس کیلئے امکان کی صورت میں صحیح قرأت کو سیکھنے کیلئے اقدام کرنا ضروری ہے۔

س ٤٦٦: جو شخص ابتداء سے یا اپنی عادت کے مطابق (نماز میں) حمد اور سورہ اخلاص پڑھنے کا قصد رکھتا تھا، اگر وہ "بسم اللہ" پڑھے لیکن بھول کر سورۃ کو معین نہ کرے تو کیا اس پر واجب ہے کہ پہلے سورہ معین کرے اس کے بعد دوبارہ بسم اللہ پڑھے؟

ج: اس پر بسم اللہ کا دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے، بلکہ وہ اسی بسم اللہ پر اکتفا کرتے ہوئے حمد کے بعد جو سورہ چاہے پڑھ سکتا ہے۔

س ٤٦٧: کیا واجب نمازوں میں عربی الفاظ کو کامل طور پر ادا کرنا واجب ہے؟ اور کیا اس صورت میں بھی نماز صحیح ہوگی جب کلمات کا تلفظ مکمل طور پر صحیح عربی میں نہ کیا جائے؟

ج: نماز کے تمام واجب اذکار جیسے حمد وسورہ کی قرأت وغیرہ کا صحیح طریقہ سے ادا کرنا واجب ہے اور اگر نماز گزار عربی الفاظ کو صحیح طور پر ادا کرنے کی کیفیت کو نہیں جانتا تو اس پر سیکھنا واجب ہے اور اگر وہ سیکھنے سے عاجز ہو تو معذور ہوگا۔

س ٤٦٨: نماز میں قلبی قرأت یعنی حروف کو تلفظ کیئے بغیر دل میں دہرانے پر قرأت صادق آتی ہے یا نہیں؟

ج: اس پر قرأت کا عنوان صادق نہیں آتا اور نماز میں واجب ہے کہ کلمات کو اس طریقے سے ادا کیا جائے کہ اس پر قرأت صادق آئے۔

س ٤٦٩: بعض مفسرین کی رائے کے مطابق قرآن مجید کے چند سورے جیسے سورہ فیل و قریش اور انشراح و ضحیٰ کامل سورے نہیں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جو شخص ان سوروں میں سے کوئی ایک سورہ مثلا سورہ فیل پڑھے تو اس پر اس کے بعد سورہ قریش پڑھنا واجب ہے، اسی طرح سورہ انشراح و ضحیٰ کو بھی ایک ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ پس اگر کوئی شخص مسئلہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے نماز میں سورہ فیل یا فقط سورہ ضحیٰ پڑھے تو اس کا کیا فریضہ ہے؟

ج: اگر اس نے مسئلہ سیکھنے میں کوتاہی نہ کی ہو تو گذشتہ نمازیں صحیح ہیں۔

س ٤٧٠: اگر اثنائے نماز میں ایک شخص غافل ہو جائے اور ظہر کی تیسری یا چوتھی رکعت میں حمد وسورہ پڑھ

لے اور نماز تمام ہونے کے بعد اسے یاد آئے تو کیا اس پر اعادہ واجب ہے؟ اور اگر یاد نہ آئے تو کیا اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں؟

ج: اگر اثنائے نماز میں ایک شخص غافل ہو جائے اور ظہر کی تیسری یا چوتھی رکعت میں حمد و سورہ پڑھ لے اور نماز تمام ہونے کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

س ٤٧١: کیا عورتیں صبح، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں حمد اور سورہ کو بلند آواز سے پڑھ سکتی ہیں؟

ج: بلند بھی پڑھ سکتی ہیں اور آہستہ بھی لیکن اگر نامحرم انکی آواز سن رہا ہو تو آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔

س ٤٧٢: امام خمینیؒ کا نظریہ یہ ہے کہ نماز ظہر و عصر میں آہستہ پڑھنے کا معیار، عدم جہر ہے اور یہ بات واضح ہے کہ دس حروف کے علاوہ بقیہ حروف آواز کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں، لہذا اگر ہم نماز ظہر و عصر کو جہر کے بغیر پڑھیں تو اٹھارہ جہری حروف کا تلفظ کیسے ادا ہوگا؟ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

ج: اخفات کا معیار جوہر صدا کو ترک کرنا (یعنی بالکل بے صدا پڑھنا) نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد جوہر صدا کا اظہار نہ کرنا ہے اور جہر کا معیار آواز کے جوہر کا اظہار کرنا ہے۔

س ٤٧٣: غیر عرب افراد خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں جو اسلام قبول کر لیتے ہیں لیکن عربی زبان سے واقف نہیں ہوتے تو وہ اپنے دینی واجبات یعنی نماز وغیرہ کو کس طرح ادا کر سکتے ہیں؟ اور بنیادی طور پر کیا اس سلسلہ میں عربی زبان سیکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

ج: نماز میں تکبیر، حمد و سورہ، تشہد، سلام اور ہر وہ چیز جس کا عربی ہونا شرط ہے اس کا سیکھنا واجب ہے۔

س ٤٧٤: کیا اس بات پر کوئی دلیل ہے کہ نوافل شب یا جہری نمازوں کے نوافل کو بلند آواز سے پڑھا جائے اور اسی طرح اخفاتی نمازوں کے نوافل کو آہستہ آواز سے پڑھا جائے، اور اگر جواب مثبت ہو تو کیا جہری نماز کے نوافل کو آہستہ آواز میں اور اخفاتی نماز کے نوافل کو بلند آواز سے پڑھنا کافی ہے؟

ج: جہری نمازوں کے نوافل میں قرأت کو بلند آواز سے پڑھنا اور آہستہ پڑھی جانے والی نمازوں کے

نوافل کو آہستہ پڑھنا مستحب ہے اور اگر اس کے خلاف اور برعکس عمل کرے تو بھی جائز ہے۔

س ٤٧٥: کیا نماز میں سورہ حمد کے بعد ایک کامل سورہ کی تلاوت کرنا واجب ہے یا قرآن کی تھوڑی سی مقدار کا پڑھنا بھی کافی ہے؟ اور پہلی صورت میں کیا سورہ پڑھنے کے بعد قرآن کی چند آیتیں پڑھنا جائز ہے؟

ج: روزمرہ کی واجب نمازوں میں ایک کامل سورہ کے بجائے قرآن کی چند آیات پڑھنا کافی نہیں ہے، لیکن مکمل سورہ پڑھنے کے بعد قرآن کے عنوان سے بعض آیات کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٤٧٦: اگر سستی کی وجہ سے یا اس لہجہ کے سبب جس میں انسان گفتگو کرتا ہے حمد و سورہ کے پڑھنے یا نماز میں اعراب اور حرکات کلمات کی ادائیگی میں غلطی ہو جائے جیسے لفظ ''یولَد'' کے بجائے ''یولِد'' لام کو زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر یہ جان بوجھ کر ہو یا جاہل مقصر ہو، جو سیکھنے پر قدرت رکھتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے ورنہ صحیح ہے البتہ جو گذشتہ نمازیں اسی طریقے سے پڑھ چکا ہے اس نظریے کے ساتھ کہ یہ صحیح ہے انکی قضا کسی صورت میں بھی واجب نہیں ہے۔

س ٤٧٧: ایک شخص کی عمر ۳۵ یا ۴۰ سال ہے، بچپنے میں اس کے والدین نے اسے نماز نہیں سکھائی تھی، یہ شخص ان پڑھ ہے اس نے صحیح طریقہ سے نماز سیکھنے کی کوشش کی ہے، لیکن وہ نماز کے اذکار اور کلمات کو صحیح طرح ادا کرنے پر قادر نہیں ہے بلکہ بعض کلمات کو تو وہ ادا ہی نہیں کر پاتا ہے تو کیا اس کی نماز صحیح ہے؟

ج: اس کی نماز صحیح ہے بشرطیکہ جس قدر کلمات کا ادا کرنا اس کے بس میں ہے، انہیں ادا کرے۔

س ٤٧٨: میں نماز کے کلمات کا ویسے ہی تلفظ کرتا تھا جیسا کہ میں نے انہیں اپنے والدین سے سیکھا تھا اور جیسا کہ ہمیں مڈل اسکول میں سکھایا گیا تھا، بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میں ان کلمات کو غلط طریقہ سے پڑھتا تھا، کیا مجھ پر۔ امام خمینیؒ طاب ثراہ کے فتوے کے مطابق۔ نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے؟ یا وہ تمام نمازیں جو میں نے اس طریقہ سے پڑھی ہیں صحیح ہیں؟

ج: مفروضہ صورت میں گزشتہ تمام نمازیں صحیح ہیں نہ ان میں اعادہ ہے اور نہ ہی قضا۔

س۴۷۹: کیا اس شخص کی نماز اشارے سے صحیح ہے جس کو گونگے پن کا مرض لاحق ہو گیا ہے اور وہ بولنے پر قادر نہیں ہے، لیکن اس کے حواس سالم ہیں؟

ج: مذکورہ فرض کے مطابق اس کی نماز صحیح اور کافی ہے۔

ذکر نماز

س ۴۸۰: کیا جان بوجھ کر رکوع و سجود کے اذکار کو ایک دوسرے کی جگہ تبدیل کرنے میں کوئی حرج ہے؟

ج: اگر انہیں محض اللہ تعالیٰ کے ذکر کے عنوان سے بجالائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور رکوع و سجود اور پوری نماز صحیح ہے۔

س۴۸۱: اگر کوئی شخص بھولے سے سجود میں رکوع کا ذکر پڑھے یا اس کے برعکس، رکوع میں سجود کا ذکر پڑھے اور اسی وقت اس کو یاد آ جائے اور وہ اس کی اصلاح کر لے تو کیا اس کی نماز باطل ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

س ۴۸۲: اگر نماز گزار کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد یا اثنائے نماز میں یاد آ جائے کہ اس نے رکوع یا سجود کا ذکر غلط پڑھا تھا تو حکم کیا ہے؟

ج: اگر رکوع و سجود کے بعد متوجہ ہو تو اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے۔

س۴۸۳: کیا نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف ایک مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھنا کافی ہے؟

ج: کافی ہے، اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ تین مرتبہ پڑھے۔

س۴۸۴: نماز میں تین مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھنا چاہیے لیکن اگر کوئی شخص بھولے سے چار مرتبہ پڑھ

لے تو کیا خدا کے نزدیک اسکی نماز قبول ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۸۵: اس شخص کا کیا حکم ہے جو یہ نہیں جانتا کہ اس نے نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ تین مرتبہ پڑھی ہیں یا کم یا زیادہ؟

ج: ایک مرتبہ پڑھنا بھی کافی ہے اور وہ بری الذمہ ہے اور جب تک رکوع میں نہیں گیا کم پر بنا رکھتے ہوئے تسبیحات کا تکرار کرسکتا ہے تاکہ اسے تین مرتبہ پڑھنے کا یقین ہو جائے۔

س ۴۸۶: کیا نماز میں حرکت کی حالت میں "**بحول الله و قوته اقوم و اقعد**" کہنا جائز ہے نیز کیا یہ قیام کی حالت میں صحیح ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور مذکورہ ذکر کی اصل صورت یہ ہے کہ اسے نماز کی اگلی رکعت کے لئے قیام کی حالت میں انجام پانا چاہیے۔

س ۴۸۷: ذکر سے کیا مراد ہے؟ کیا اس میں نبی کریمؐ اور آپ کی آلؑ پر صلوات بھی شامل ہے؟

ج: جو عبادت بھی اللہ تعالٰی کے ذکر پر مشتمل ہو وہ ذکر ہے اور محمد و آل محمد علیھم السلام پر صلوات بھیجنا بہترین اذکار میں سے ہے۔

س ۴۸۸: جب ہم نماز وتر میں کہ جو ایک ہی رکعت ہے، قنوت کے لئے ہاتھ بلند کرتے ہیں اور خداوند متعال سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں تو کیا فارسی میں اپنی حاجات طلب کرنے میں کوئی اشکال ہے؟

ج: قنوت میں فارسی میں دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ قنوت میں ہر دعا کو ہر زبان میں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سجدہ اور اس کے احکام

س ۴۸۹: سیمنٹ اور اینٹ پر سجدہ اور تیمم کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: ان دونوں پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ ان پر تیمم نہ کیا جائے۔

س ۴۹۰: کیا حالت نماز میں اس ٹائل پر ہاتھ رکھنے میں کوئی اشکال ہے جس میں چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوں؟

ج: کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۴۹۱: کیا مٹی کی اس سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے میں کوئی اشکال ہے جو چکنے میل سے کالی ہوگئی ہو اس طرح کہ (اصل) خاک اس میل کی وجہ سے چھپ گئی ہو اور وہ پیشانی اور خاک کے درمیان حائل ہو؟

ج: اگر سجدہ گاہ پر اس قدر چکنا میل ہو جو پیشانی اور سجدہ گاہ (کی خاک) کے درمیان حائل ہو تو اس پر سجدہ باطل ہے اور نماز بھی باطل ہے۔

س ۴۹۲: ایک عورت سجدہ گاہ پر سجدہ کرتی تھی اور اس کی پیشانی خاص کر سجدہ کی جگہ، حجاب سے چھپی ہوئی ہوتی تھی تو کیا اس پر ان نمازوں کا اعادہ کرنا واجب ہے؟

ج: اگر وہ سجدہ کے وقت اس حائل کی طرف متوجہ نہ تھی تو نمازوں کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۴۹۳: ایک عورت سجدہ گاہ پر اپنا سر رکھتی ہے اور یہ محسوس کرتی ہے کہ اس کی پیشانی مکمل طور پر سجدہ گاہ سے مس نہیں ہوئی ہے، گویا چادر یا دوپٹہ حائل ہے جو مکمل طور پر سجدہ گاہ سے مس نہیں ہونے دے رہا ہے، لہذا وہ اپنا سر اٹھاتی ہے اور حائل چیز کو ہٹا کر دوبارہ خاک پر اپنا سر رکھ دیتی ہے، اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟ اور اگر اس عمل کو مستقل سجدہ فرض کیا جائے تو اس کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر واجب ہے کہ پیشانی کو زمین سے اٹھائے بغیر اس طرح حرکت دے کہ وہ سجدہ گاہ کے ساتھ مس ہو جائے اور اگر سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے کے لئے زمین سے پیشانی کا اٹھانا لاعلمی یا فراموشی کی وجہ سے ہو اور یہ کام وہ ایک رکعت کے دو سجدوں میں سے ایک میں انجام دے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اعادہ واجب نہیں ہے، لیکن اگر سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے کیلئے جان بوجھ کر سر اٹھائے یا ایک ہی رکعت کے دونوں سجدوں

میں ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہے اور اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

س ٤٩٤: حالت سجدہ میں ساتوں اعضائے سجدہ کو زمین پر رکھنا واجب ہے لیکن یہ عمل ہمارے لئے مقدور نہیں ہے، کیونکہ ہم ان جنگی زخمیوں میں سے ہیں۔ جو ویلچیر سے استفادہ کرتے ہیں۔ لہذا نماز کے لئے ہم یا سجدہ گاہ کو پیشانی تک لاتے ہیں یا سجدہ گاہ کو کرسی کے دستہ پر رکھ کر اس پر سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہمارا یہ عمل صحیح ہے یا نہیں؟

ج: اگر آپ کرسی کے دستے، اسٹول اور تکیے وغیرہ پر سجدہ گاہ رکھ کر اس پر سجدہ کر سکتے ہیں تو ایسا ہی کریں اور آپ کی نماز صحیح ہے، ورنہ جو طریقہ بھی آپ کیلئے ممکن ہو خواہ اشارہ یا ایماء ہی سے رکوع و سجود کریں اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو مزید توفیق عنایت فرمائے۔

س ٤٩٥: مقامات مقدسہ میں زمین پر بچھائے گئے سنگ مرمر پر سجدہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: سنگ مرمر پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٤٩٦: سجدہ کی حالت میں انگوٹھے کے علاوہ پیر کی بعض دیگر انگلیوں کے زمین پر رکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٤٩٧: حال ہی میں نماز کے لئے ایک سجدہ گاہ بنائی گئی ہے، اس کا فائدہ یہ ہے کہ وہ نماز گزار کی رکعتوں اور سجدوں کو شمار کرتی ہے اور کسی حد تک شک کو دور کرتی ہے واضح رہے کہ جب اس پر پیشانی رکھی جائے تو وہ نیچے کی طرف حرکت کرتی ہے کیونکہ سجدہ گاہ کے نیچے لوہے کی اسپرنگ لگی ہوئی ہے، کیا ایسی صورت میں اس پر سجدہ کرنا صحیح ہے؟

ج: اگر پیشانی رکھنے کی جگہ ان چیزوں میں سے ہو کہ جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور پیشانی رکھنے کے بعد وہ ایک جگہ ٹھہر جاتی ہو تو اس پر سجدہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ٤٩٨: سجدوں کے بعد بیٹھتے وقت ہم کس پیر کو دوسرے پیر کے اوپر رکھیں؟

ج: مستحب ہے کہ بائیں پیر پر بیٹھے اور داہنے پیر کے ظاہری حصہ کو بائیں پیر کے باطنی حصہ پر رکھے۔

س ٤٩٩: رکوع و سجود میں واجب ذکر پڑھنے کے بعد کون سا ذکر افضل ہے؟

ج: اسی واجب ذکر کا تکرار اور بہتر یہ ہے کہ وہ طاق پر تمام ہو اور سجود میں اس کے علاوہ دنیوی واخروی حاجات طلب کرنا بھی مستحب ہے۔

س ۵۰۰: اگر ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ اور ٹی وی کے ذریعہ ایسی آیات نشر ہو رہی ہوں جن میں سجدہ واجب ہے تو ان کو سننے کے بعد شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: سجدہ کرنا واجب ہے۔

مبطلات نماز

س ۵۰۱: کیا تشہد میں "اشهد انّ امیر المؤمنین علیاً ولی الله" کہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟

ج: نماز اور تشہد کو اسی طریقے سے پڑھیں جو مراجع عظام کی توضیح المسائل میں بیان کیا گیا ہے اور اس میں کسی چیز کا اضافہ نہ کریں اگر چہ وہ بذات خود حق اور صحیح ہی ہو۔

س ۵۰۲: ایک شخص اپنی عبادتوں میں ریاکاری میں مبتلا ہے اور اب وہ اپنے نفس سے جہاد کر رہا ہے تو کیا اسے بھی ریاکاری سے تعبیر کیا جائے گا؟ اور وہ ریاء سے کس طرح اجتناب کرے؟

ج: قربۃً الی اللہ کے قصد سے جو عبادات بجالائی جائیں اور انہیں میں ایک ریا کے مقابلے میں جہاد ہے وہ ریا نہیں ہے اور ریا سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اسے چاہئے کہ وہ عظمت وشان خداوندی اور دوسروں کے ضعف اور خدا کی طرف محتاج ہونے کو نظر میں رکھے نیز اپنی اور دیگر انسانوں کی اللہ تعالی کے لئے عبودیت کے بارے میں غور کرے۔

س ۵۰۳: برادران اہل سنت کی نماز جماعت میں شرکت کے وقت، امام جماعت کے سورۂ حمد پڑھنے کے بعد اجتماعی صورت میں بلند آواز سے لفظ "آمین" کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: اگر تقیہ ''آمین'' کہنے کا اقتضا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ جائز نہیں ہے۔

س ۵۰۴: اگر ہم واجب نماز کے اثناء میں بچے کو کوئی خطرناک کام کرتے ہوئے دیکھیں تو کیا سورۂ حمد یا دوسرے سورہ یا بعض اذکار کے کچھ کلمات کو بلند آواز سے پڑھنا ہمارے لئے جائز ہے تا کہ بچہ متنبہ ہو جائے، یا اس بارے میں موجود کسی اور شخص کو متوجہ کریں تا کہ خطرہ دور ہو جائے؟ نیز اثنائے نماز میں ہاتھ کو حرکت دے کر یا بھنوؤں کے ذریعہ، کسی شخص کو کوئی کام سمجھانے یا اس کے کسی سوال کے جواب دینے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر آیات و اذکار پڑھتے وقت، دوسروں کو خبردار کرنے کے لئے آواز بلند کرنا نماز کو اپنی ہیئت (حالت) سے خارج نہ کرے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے بشرطیکہ قرأت اور ذکر کو، قرأت و ذکر ہی کی نیت سے انجام دیا جائے۔ حالت نماز میں ہاتھ، آنکھ یا ابرو کو حرکت دینا اگر مختصر ہو اور سکون و اطمینان یا نماز کی شکل کے منافی نہ ہو تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

س ۵۰۵: اگر اثنائے نماز میں کوئی شخص کسی مضحکہ خیز بات کے یاد آنے یا کسی ہنسانے والے سبب کے پیش آنے سے ہنس پڑے تو کیا اس کی نماز باطل ہے یا نہیں؟

ج: اگر ہنسی آواز کے ساتھ یعنی قہقہہ ہو تو نماز باطل ہے۔

س ۵۰۶: کیا قنوت کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟ اور اگر یہ باطل ہونے کا باعث ہے تو کیا اسے معصیت و گناہ بھی شمار کیا جائے گا؟

ج: مکروہ ہے لیکن نماز کے باطل ہونے کا باعث نہیں ہے۔

س ۵۰۷: کیا حالت نماز میں دونوں آنکھوں کا بند کرنا جائز ہے، کیونکہ آنکھیں کھلی رکھنے سے انسان کی فکر نماز سے ہٹ کر (دوسری چیزوں میں) مشغول ہو جاتی ہے؟

ج: حالت نماز میں دونوں آنکھوں کو بند کرنے میں شرعی ممانعت نہیں ہے اگر چہ مکروہ ہے۔

س ۵۰۸: میں بعض اوقات اثنائے نماز میں ان ایمانی لمحات اور معنوی حالات کو یاد کرتا ہوں جو میں ایران و عراق جنگ کے دوران رکھتا تھا اس سے نماز میں میرے خشوع میں اضافہ ہوتا ہے۔

کیا اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟

ج: اس سے نماز کی صحت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

س ۵۰۹: اگر دو اشخاص کے درمیان تین دن تک دشمنی اور جدائی باقی رہے تو کیا اس سے ان کا نماز روزہ باطل ہو جاتا ہے؟

ج: دو اشخاص کے درمیان دشمنی اور جدائی پیدا ہونے سے نماز روزہ باطل نہیں ہوتا اگر چہ یہ کام شرعاً مذموم ہے۔

جواب سلام کے احکام

س ۵۱۰: جو تحیت (مثلاً آداب وغیرہ) سلام کے صیغہ کی صورت میں نہ ہو تو اس کا جواب دینے کے سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: اگر انسان نماز میں ہے تو اس کا جواب دینا جائز نہیں ہے، لیکن اگر حالت نماز میں نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کلام ہو جسے عرف میں تحیت شمار کیا جاتا ہو تو جواب دے۔

س ۵۱۱: کیا بچوں اور بچیوں کے سلام کا جواب دینا واجب ہے؟

ج: لڑکے اور لڑکیوں میں سے ممیز بچوں کے سلام کا جواب دینا اسی طرح واجب ہے جیسے مردوں اور عورتوں کے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

س ۵۱۲: اگر کسی شخص نے سلام سنا اور غفلت یا کسی دوسری وجہ سے اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ تھوڑا فاصلہ ہو گیا تو کیا اس کے بعد سلام کا جواب واجب ہے؟

ج: اگر اتنی تاخیر ہو جائے کہ اس کو سلام کا جواب نہ کہا جائے تو جواب دینا واجب نہیں ہے۔

س ۵۱۳: اگر ایک شخص چند لوگوں پر اس طرح سلام کرے: "السلام علیکم جمیعا" اور ان میں سے ایک

نماز پڑھ رہا ہو تو کیا نماز پڑھنے والے پر سلام کا جواب دینا واجب ہے؟ اگرچہ حاضرین بھی سلام کا جواب دے دیں۔

ج: اگر کوئی دوسرا جواب دے دے تو نمازی جواب نہ دے۔

س۵۱۴: اگر ایک شخص ایک ہی وقت میں کئی بار سلام کرے یا متعدد اشخاص سلام کریں تو کیا سب کا ایک ہی مرتبہ جواب دینا کافی ہے؟

ج: پہلی صورت میں ایک ہی مرتبہ جواب دینا کافی ہے اور دوسری صورت میں ایسے صیغہ کے ذریعہ جواب دینا جو سب کو شامل ہو اور سب کے سلام کا جواب دینے کی غرض سے ہو تو کافی ہے۔

س۵۱۵: ایک شخص ''سلام علیکم'' کے بجائے صرف ''سلام'' کہتا ہے۔ کیا اس کے سلام کا جواب دینا واجب ہے؟

ج: اگر عرف میں اسے سلام وتحیت کہا جاتا ہو تو اس کا جواب دینا واجب ہے۔

شکیات نماز اور ان کے احکام

س۵۱۶: جو شخص نماز کی تیسری رکعت میں ہو اور اسے یہ شک ہو کہ قنوت پڑھا ہے یا نہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ اپنی نماز کو تمام کرے یا شک پیدا ہوتے ہی اسے توڑ دے؟

ج: مذکورہ شک کی پروا نہیں کی جائے گی اور نماز صحیح ہے اور اس سلسلہ میں مکلف کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے۔

س۵۱۷: کیا نافلہ نمازوں میں رکعات کے علاوہ کسی اور چیز میں شک کی پروا کی جائیگی؟ مثلاً یہ شک کرے کہ ایک سجدہ بجالایا ہے یا دو؟

ج: نافلہ کے اقوال وافعال میں شک کی پروا کرنے کا وہی حکم ہے جو واجب نمازوں کے اقوال وافعال

میں شک کا ہے، یعنی اگر انسان محل شک سے نہ گزرا ہو تو شک کی اعتناء کرے اور محل شک کے گزر جانے کے بعد شک کی پروا نہ کرے۔

س ۵۱۸: کثیر الشک اپنے شک کی پروا نہیں کرے گا، لیکن اگر نماز میں وہ، شک کرے تو اس کا کیا فریضہ ہے؟

ج: اس کا فریضہ یہ ہے کہ جس چیز کے بارے میں شک ہو اس کے بجالانے پر بنا رکھے، مگر یہ کہ اس کا بجالانا نماز کے بطلان کا سبب ہو تو اس صورت میں اسے بجا نہ لانے پر بنا رکھے اس سلسلہ میں رکعات، افعال اور اقوال کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۵۱۹: اگر کوئی شخص چند سال کے بعد اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ اس کی عبادتیں باطل تھیں یا وہ ان میں شک کرے، تو اس کا کیا فریضہ ہے؟

ج: عمل کے بعد شک کی پروا نہیں کی جاتی اور باطل ہونے کے علم کی صورت میں قابل تدارک عبادتوں کی قضاء واجب ہے۔

س ۵۲۰: اگر بھول کر نماز کے بعض اجزاء کو دوسرے اجزاء کی جگہ بجالائے یا اثنائے نماز میں اس کی نظر کسی چیز پر پڑ جائے یا بھولے سے کچھ کہہ دے تو کیا اس کی نماز باطل ہے یا نہیں؟ اور اس پر کیا واجب ہے؟

ج: نماز میں بھولے سے جو اعمال سرزد ہو جاتے ہیں وہ باطل ہونے کا سبب نہیں ہیں؟ ہاں بعض موقعوں پر سجدہ سہو کا موجب بنتے ہیں، لیکن اگر کسی رکن میں کمی یا زیادتی ہو جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

س ۵۲۱: اگر کوئی شخص اپنی نماز کی ایک رکعت بھول جائے اور پھر آخری رکعت میں اسے یاد آ جائے مثلاً پہلی رکعت کو دوسری رکعت خیال کرے اور اس کے بعد تیسری اور چوتھی رکعت بجالائے، لیکن آخری رکعت میں وہ اس بات کی طرف متوجہ ہو جائے کہ یہ تیسری رکعت ہے تو اس کا شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: سلام سے قبل اس پر اپنی نماز کی چھوٹی ہوئی رکعت کو بجالانا واجب ہے، اس کے بعد سلام پھیرے، اور اس صورت میں چونکہ واجب تشہد کو اس کے مقام پر بجا نہیں لایا تو احتیاط یہ ہے کہ اس کی قضا بجالائے اور

اسکی خاطر دو سجدے سہو کے انجام دے۔

س ۵۲۲: کسی شخص کے لئے نماز احتیاط کی رکعات کی تعداد کا جاننا کیسے ممکن ہے کہ یہ ایک رکعت ہے یا دو رکعت؟

ج: نماز احتیاط کی رکعتوں کی مقدار اتنی ہی ہوگی جتنی احتمالی طور پر نماز میں چھوٹ گئی ہیں۔ پس اگر دو اور چار کے درمیان شک ہو تو دو رکعت نماز احتیاط واجب ہے اور اگر تین اور چار کے درمیان شک ہو تو ایک رکعت کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر نماز احتیاط واجب ہے۔

س ۵۲۳: اگر کوئی شخص بھولے سے یا غلطی سے اذکار نماز، آیات قرآن یا دعائے قنوت کا کوئی لفظ غلط پڑھے تو کیا اس پر سجدۂ سہو واجب ہے؟

ج: واجب نہیں ہے۔

قضا نماز

س ۵۲۴: میں سترہ سال کی عمر تک احتلام اور غسل وغیرہ کے بارے میں نہیں جانتا تھا اور ان امور کے متعلق کسی سے بھی کوئی بات نہیں سنی تھی، خود بھی جنابت اور غسل واجب ہونے کے معنی نہیں سمجھتا تھا، لہذا کیا اس عمر تک میرے روزے اور نمازوں میں اشکال ہے، آپ مجھے اس فریضے سے مطلع فرمائیں جس کا انجام دینا میرے اوپر واجب ہے؟

ج: ان تمام نمازوں کی قضا واجب ہے جو آپ نے جنابت کی حالت میں پڑھی ہیں، لیکن اصل جنابت کا علم نہ ہونے کی صورت میں آپ نے جو روزے جنابت کی حالت میں رکھے ہیں وہ صحیح اور کافی ہیں، ان کی قضا واجب نہیں ہے۔

س ۵۲۵: افسوس کہ میں جہالت اور ضعیف الارادہ ہونے کی وجہ سے استمناء کیا کرتا تھا جس کے باعث

بعض اوقات نماز نہیں پڑھتا تھا، لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ میں نے کتنی مدت تک نماز ترک کی ہے، میرا نماز نہ پڑھنا مسلسل نہیں تھا بلکہ ان ہی اوقات میں نماز نہیں پڑھتا تھا جن میں مجنب ہوتا تھا اور غسل نہیں کر پاتا تھا میرے خیال میں چھ ماہ کی نماز چھوٹی ہوگی اور میں نے اس مدت کی قضا نمازوں کو بجالانے کا ارادہ کرلیا ہے، کیا ان نمازوں کی قضا واجب ہے یا نہیں؟

ج: جتنی پنجگانہ نمازوں کے بارے میں آپ کو یقین ہے کہ ادا نہیں کی ہیں یا حالت جنابت میں پڑھی ہیں، ان کی قضا واجب ہے۔

س ۵۲۶: جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے ذمہ قضا نمازیں ہیں یا نہیں اگر بالفرض اس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں تو کیا اس کی مستحب اور نافلہ کے طور پر پڑھی ہوئی نمازیں، قضا نمازیں شمار ہو جائیں گی؟

ج: نوافل اور مستحب نمازیں، قضا نمازیں شمار نہیں ہوں گے، اگر اس کے ذمہ قضا نمازیں ہیں تو ان کو قضا کی نیت سے پڑھنا واجب ہے۔

س ۵۲۷: میں تقریباً چھ ماہ قبل بالغ ہوا ہوں اور بالغ ہونے سے چند ہفتے پہلے تک میں یہ سمجھتا تھا کہ بلوغ کی علامت، صرف قمری حساب سے پندرہ سال کا مکمل ہونا ہے۔ مگر میں نے اب ایک کتاب کا مطالعہ کیا ہے جس میں لڑکوں کے بلوغ کی دیگر علامات بیان ہوئی ہیں، جو مجھ میں پائی جاتی تھیں، لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ یہ علامتیں کب سے شروع ہوئی ہیں، کیا اب میرے ذمہ نماز و روزہ کی قضا ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ میں کبھی کبھی نماز پڑھتا تھا اور گزشتہ سال ماہ رمضان کے مکمل روزے میں نے رکھے ہیں لہذا میری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: ان تمام روزوں اور نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے شرعی طور پر بالغ ہونے کے بعد، چھوٹ جانے کا یقین ہو۔

س ۵۲۸: اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں تین غسل جنابت انجام دے، مثلاً ایک غسل بیس تاریخ کو، دوسرا

پچیس تاریخ کو اور تیسرا ستائیس تاریخ کو انجام دے، اور اسے یہ یقین ہو جائے کہ ان میں سے ایک غسل باطل تھا، تو اس شخص کے نماز اور روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: روزے صحیح ہیں، لیکن نماز کی قضا اس طرح واجب ہے کہ اسے بری الذمہ ہونے کا یقین حاصل ہو جائے۔

س ۵۲۹: ایک شخص نے ایک عرصہ تک حکم شرعی سے لاعلمی کی بنا پر غسل جنابت میں ترتیب کی رعایت نہیں کی تو اس کی نماز اور روزوں کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر غسل اس طرح انجام دیا ہو جو شرعاً باطل ہو تو جو نمازیں اس نے حدث اکبر کی حالت میں پڑھی ہیں ان کی قضا واجب ہے، لیکن اس کے روزے اگر وہ اس وقت اپنے غسل کو صحیح سمجھتا تھا تو صحیح ہیں۔

س ۵۳۰: جو شخص ایک سال کی قضا نمازیں پڑھنا چاہتا ہے اسے کس طرح قضا کرنی چاہیے؟

ج: وہ کسی ایک نماز کو شروع کرے اور پھر انہیں نماز پنجگانہ کی طرح پڑھتا رہے؟

س ۵۳۱: اگر کسی شخص پر کافی عرصے کی قضا نمازیں واجب ہوں تو کیا وہ درج ذیل ترتیب کے مطابق ان کی قضا کر سکتا ہے؟

۱) صبح کی مثلاً بیس نمازیں پڑھے۔

۲) ظہر و عصر میں سے ہر ایک کی بیس بیس نمازیں پڑھے۔

۳) مغرب و عشاء میں سے ہر ایک کی بیس بیس نمازیں پڑھے اور سال بھر اسی طریقہ پر عمل پیرا رہے۔

ج: مذکورہ طریقہ سے قضا نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۵۳۲: ایک شخص کا سر زخمی ہو گیا ہے اور یہ زخم اس کے دماغ تک جا پہنچا ہے اس کے نتیجہ میں اس کا ہاتھ، بایاں پیر اور زبان شل ہو گئی ہے چنانچہ وہ نماز کا طریقہ بھول گیا ہے اور وہ اسے دوبارہ سیکھ بھی نہیں سکتا ہے، لیکن کتاب سے پڑھ کر یا کیسٹ سے سن کر نماز کے مختلف اجزاء کو سمجھ سکتا ہے، اس وقت نماز کے سلسلہ میں اس کے سامنے دو مشکلیں ہیں:

۱) وہ پیشاب کے بعد طہارت نہیں کرسکتا اور نہ ہی وضو کرسکتا ہے۔

۲) نماز میں قرأت اس کے لئے مشکل ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ اور اسی طرح تقریباً چھ ماہ سے اس کی جو نمازیں چھوٹ گئی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وضو یا تیمم کرسکتا ہو خواہ دوسروں کی مدد سے ہی تو واجب ہے کہ وہ جس طرح نماز پڑھ سکے، نماز پڑھے، چاہے کیسٹ سن کر یا کتاب دیکھ کر یا کسی اور طریقہ سے۔ اور گزشتہ فوت ہو جانے والی نمازوں کی قضا واجب ہے، مگر یہ کہ جس نماز کے پورے وقت میں وہ بے ہوش رہا ہو تو اس کی قضا واجب نہیں ہے اور اگر بدن کا پاک رکھنا اس کے لئے ممکن نہیں ہے حتی کہ کسی دوسرے کی مدد سے بھی تو اس کی نماز کے لئے بدن کے نجس ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسکی نماز صحیح ہے۔

س ۵۳۳: جوانی کے زمانہ میں مغرب وعشاء اور صبح کی نماز سے زیادہ میں نے ظہر وعصر کی نمازیں قضا کی ہیں، لیکن نہ میں ان کے تسلسل کو جانتا ہوں نہ ترتیب کو اور نہ ان کی تعداد کو، کیا اس موقع پر اسے نماز ''دور'' پڑھنا ہوگی؟ اور نماز ''دور'' کیا ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔

ج: قضا نمازوں میں ترتیب کی رعایت کرنا واجب نہیں ہے اور جتنی نمازوں کے فوت ہونے کا آپ کو یقین ہو انہی کی قضا بجالانا کافی ہے اور ترتیب کے حصول کے لئے آپ پر دور یعنی تکرار کی نماز واجب نہیں ہے۔

س ۵۳۴: شادی کے بعد کبھی کبھی مجھ سے ایک قسم کا بہنے والا مادہ نکلتا تھا، جسے میں نجس سمجھتا تھا۔ اس لئے غسل جنابت کی نیت سے غسل کرتا اور پھر وضو کے بغیر نماز پڑھتا تھا، توضیح المسائل میں اس بہنے والا مادہ کو ''مذی'' کا نام دیا گیا ہے، اب یہ فیصلہ نہیں کرپارہا ہوں کہ جو نمازیں میں نے مجنب ہوئے بغیر غسل جنابت کرکے بغیر وضو کے پڑھی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

ج: وہ تمام نمازیں جو آپ نے بہنے والے مادہ کے نکلنے کے بعد غسل جنابت کرکے وضو کئے بغیر ادا کی ہیں، ان کی قضا واجب ہے۔

س ۵۳۵: کافر اگر (بالغ ہونے کے) کچھ عرصہ بعد اسلام لائے تو کیا اس پر ان نمازوں اور روزوں کی

قضا واجب ہے؟ جو اس نے ادا نہیں کیے ہیں؟

ج: واجب نہیں ہے۔

س ۵۳٦: بعض اشخاص نے کمیونسٹوں کے گمراہ کن پروپیگنڈہ کے زیر اثر کئی سال تک اپنی نماز اور دیگر واجبات ترک کر دیئے تھے، لیکن امام خمینیؒ کی طرف سے سابق سوویت یونین کے حکمرانوں کے نام تاریخی پیغام کے آنے کے بعد انہوں نے خدا سے توبہ کر لی ہے اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے اور اب وہ چھوٹ جانے والے تمام واجبات کی قضا نہیں کر سکتے، ان کا کیا حکم ہے؟

ج: جتنی مقدار میں بھی ممکن ہو ان پر چھوٹ جانے والے واجبات کی قضا کرنا واجب ہے اور جس مقدار پر قادر نہیں ہیں اسکی وصیت کرنا ضروری ہے۔

س ۵۳۷: ایک شخص فوت ہو گیا ہے اور اس کے ذمہ رمضان المبارک کے روزے اور قضا نمازیں ہیں اور اس کا کوئی بیٹا بھی نہیں ہے لیکن اس نے کچھ مال چھوڑا ہے، اب اگر اسے فقط ماہ مبارک رمضان کے روزوں کی قضا پر خرچ کیا جائے تو نمازوں کی قضا باقی رہے گی یا پھر اس سے نمازیں پڑھوائی جا سکتی ہیں اور روزے باقی رہ جاتے ہیں تو اس صورت میں کس کو مقدم کیا جائے؟

ج: نماز اور روزہ میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے، اور وارثوں پر واجب نہیں ہے کہ اسکے ترکہ کو اسکی نماز اور روزوں کی قضا کے لئے خرچ کریں مگر یہ کہ اس نے اسکی وصیت کی ہو تو اسکے ایک تہائی ترکہ سے اسکی جتنی نمازوں اور روزوں کی قضا کیلئے کسی کو اجیر بنانا ممکن ہے اجیر بنائیں۔

س ۵۳۸: میں زیادہ تر نمازیں پڑھتا رہا ہوں اور جو چھوٹ گئی ہیں ان کی قضا کی ہے۔ یہ چھوٹ جانے والی نمازیں وہ ہیں جن کے اوقات میں، میں سو رہا تھا یا اسوقت میرا بدن ولباس نجس تھا کہ جن کا پاک کرنا دشوار تھا، لہذا نماز پنجگانہ، نماز قصر اور نماز آیات میں سے اپنے ذمے میں موجود نمازوں کا حساب کیسے لگاؤں؟

ج: جتنی نمازوں کے چھوٹ جانے کا یقین ہو انہی کی قضا پڑھنا کافی ہے اور ان میں سے جتنی مقدار کے

بارے میں آپ کو یہ یقین ہو کہ وہ قصر ہیں یا نماز آیات، تو انہیں اپنے یقین کے مطابق بجالایئے اور باقی کو نماز پنجگانہ کے طور پر پڑھیے اس سے زیادہ آپ کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے۔

ماں باپ کی قضا نمازیں

س ۵۳۹: میرے والد فالج کا شکار ہوئے اور اس کے بعد دو سال تک مریض رہے، اس مرض کی بنا پر وہ اچھے برے میں تمیز نہیں کر پاتے تھے یعنی ان سے سوچنے سمجھنے کی قوت ہی سلب ہو گئی تھی، چنانچہ دو برسوں کے دوران انہوں نے نہ روزہ رکھا اور نہ ہی نماز ادا کی۔ میں ان کا بڑا بیٹا ہوں، لہذا کیا مجھ پر ان کے روزہ اور نماز کی قضا واجب ہے؟ جبکہ میں جانتا ہوں کہ اگر وہ مذکورہ مرض میں مبتلا نہ ہوتے تو ان کی قضا مجھ پر واجب تھی۔ اس مسئلہ میں آپ میری راہنمائی فرمائیں۔

ج: اگر ان کی قوت عاقلہ اتنی زیادہ کمزور نہیں ہوئی تھی کہ جس پر جنون کا عنوان صادق آسکے اور نماز کے پورے اوقات میں بھی وہ بے ہوش نہیں رہتے تھے تو ان کی چھوٹ جانے والی نمازوں اور روزوں کی قضا واجب ہے۔

س ۵۴۰: اگر ایک شخص مر جائے تو اس کے روزہ کا کفارہ دینا کس پر واجب ہے؟ کیا اس کے بیٹوں اور بیٹیوں پر یہ کفارہ دینا واجب ہے؟ یا کوئی اور شخص بھی دے سکتا ہے؟

ج: جو کفارہ باپ پر واجب تھا اگر وہ کفارۂ مخیرہ تھا یعنی وہ روزہ رکھنے اور کھانا کھلانے میں اختیار رکھتا تھا تو اگر اسکے ترکہ میں سے کفارہ کا دینا ممکن ہو تو اس میں سے نکالا جائے، ورنہ واجب یہ ہے کہ بڑا بیٹا روزے رکھے۔

س ۵۴۱: ایک سن رسیدہ آدمی بعض معلوم اسباب کی بنا پر اپنے گھر والوں سے الگ ہو جاتا ہے اور ان

سے رابطہ رکھنے سے معذور ہو جاتا ہے اور یہی اپنے باپ کا سب سے بڑا بیٹا بھی ہے، اسی زمانے میں اس کے والد کا انتقال ہو جاتا ہے اور وہ باپ کی قضا نماز وغیرہ کی مقدار نہیں جانتا ہے اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں ہے کہ وہ باپ کی نماز اجارہ پر پڑھوائے۔ نیز بڑھاپے کی وجہ سے خود بھی باپ کی قضا نمازیں بجا نہیں لا سکتا، آخر وہ کیا کرے؟

ج: باپ کی صرف انہی نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے چھوٹ جانے کا بڑے بیٹے کو علم ہو اور جس طریقے سے بھی ممکن ہو بڑے بیٹے پر باپ کی نمازوں کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر وہ اسے ادا نہ کر سکتا ہو حتی کہ کسی کو اجیر بنا کر بھی تو وہ معذور ہے۔

س ٥٤٢: اگر کسی شخص کی بڑی اولاد بیٹی ہو اور دوسری اولاد بیٹا ہو تو کیا ماں باپ کی قضا نمازیں اور روزے اس بیٹے پر واجب ہیں؟

ج: معیار یہ ہے کہ بیٹوں میں سب سے بڑا بیٹا ہو اگر اس کے والد کے اور بیٹے بھی ہوں لہذا مذکورہ سوال میں ماں اور باپ کے روزے اور نماز کی قضا اس بیٹے پر واجب ہے جو باپ کی دوسری اولاد ہے اور ماں کی چھوٹی ہوئی نمازوں اور روزوں کی قضا بھی واجب ہے۔

س ٥٤٣: اگر بڑے بیٹے کا باپ سے پہلے انتقال ہو جائے - خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ - تو کیا باقی اولاد سے باپ کی قضا ساقط ہو جائے گی یا نہیں؟

ج: باپ کے روزہ اور نماز کی قضا اس بڑے بیٹے پر واجب ہے، جو باپ کی وفات کے وقت زندہ ہو خواہ وہ باپ کی پہلی اولاد یا پہلا بیٹا نہ بھی ہو۔

س ٥٤٤: میں اپنے باپ کی اولاد میں بڑا بیٹا ہوں، کیا مجھ پر واجب ہے کہ باپ کی قضا نمازوں کی ادائیگی کی غرض سے ان کی زندگی میں ان سے تحقیق کروں یا ان پر واجب ہے کہ وہ مجھے ان کی مقدار سے باخبر کریں، پس اگر وہ باخبر نہ کریں تو میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: آپ پر تحقیق اور سوال کرنا واجب نہیں ہے، لیکن اس سلسلہ میں باپ پر واجب ہے کہ جب تک اسکے پاس فرصت ہے خود پڑھے اور اگر نہ پڑھ سکے تو وصیت کرے بہر حال بڑے بیٹے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد اس سے یقینی طور پر چھوٹ جانے والے روزوں اور نمازوں کی قضا کرے۔

س ۵۴۵: ایک شخص کا انتقال ہوا ہے، اور اس کا کل اثاثہ وہ گھر ہے جس میں اس کی اولاد رہتی ہے، اور اس کے ذمہ روزے اور نمازیں باقی رہ گئے ہیں اور بڑا بیٹا اپنی روزمرہ مصروفیات کی بنا پر انہیں ادا نہیں کر سکتا، پس کیا ان پر واجب ہے کہ وہ اس گھر کو فروخت کر کے باپ کے روزے اور نمازیں ادا کروائیں؟

ج: مذکورہ فرض میں گھر بیچنا واجب نہیں ہے لیکن باپ کی نمازوں اور روزوں کی قضا بہر صورت اس کے بڑے بیٹے پر ہے، لیکن اگر مرنے والا یہ وصیت کر جائے کہ اس کے ترکہ کے ایک تہائی حصہ سے اجرت پر نماز اور روزہ کی قضا کرائیں اور ایک تہائی ترکہ بھی اس کی تمام نمازوں اور روزوں کی قضا کے لئے کافی ہو تو ترکہ میں سے ایک تہائی مال اس کام میں صرف کرنا واجب ہے۔

س ۵۴۶: اگر بڑا بیٹا جس پر باپ کی قضا نماز واجب تھی، مر جائے تو کیا اس قضا کو بڑے بیٹے کے وارث ادا کریں گے یا یہ قضا اسکے دوسرے بڑے بیٹے پر واجب ہوگی؟

ج: باپ کی جو قضا نمازیں اور روزے بڑے بیٹے پر واجب تھے، باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اس بڑے بیٹے کے فوت ہو جانے کی صورت میں اسکے بیٹے یا بھائی پر واجب نہیں ہے۔

س ۵۴۷: اگر باپ نے کوئی نماز نہ پڑھی ہو تو کیا اس کی ساری نمازیں قضا ہیں اور بڑے بیٹے پر ان کا بجا لانا واجب ہے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ اس صورت میں بھی اس کی نمازوں کی قضا واجب ہے۔

س ۵۴۸: جس باپ نے جان بوجھ کر اپنے تمام عبادی اعمال کو ترک کر دیا ہو تو کیا بڑے بیٹے پر اسکی تمام نمازوں اور روزوں کا ادا کرنا واجب ہے کہ جن کی مقدار پچاس سال تک پہنچتی ہے؟

ج: اگر نماز و روزہ کا ترک طغیان کی صورت میں ہو تو ان کی قضا بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہے، لیکن اس صورت میں بھی اس کی قضا بجالانے کی احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

س ۵۴۹: جب بڑے بیٹے پر خود اس کی نماز اور روزے کی بھی قضا ہو اور باپ کے روزے اور نمازوں کی قضا بھی ہو تو اس وقت دونوں میں سے کس کو مقدم کرے گا؟

ج: اس صورت میں اسے اختیار ہے کہ جس کو بھی پہلے شروع کرے صحیح ہے۔

س ۵۵۰: میرے والد کے ذمہ کچھ قضا نمازیں ہیں لیکن انہیں ادا کرنے کی ان میں استطاعت نہیں ہے اور میں ان کا بڑا بیٹا ہوں، کیا یہ جائز ہے کہ میں ان کی چھوٹ جانے والی نمازیں بجالاؤں یا کسی شخص کو اس کام کے لئے اجیر کروں جبکہ وہ ابھی زندہ ہیں؟

ج: زندہ شخص کی قضا نمازوں اور روزوں کی نیابت صحیح نہیں ہے۔

نماز جماعت

س ۵۵۱: امام جماعت نماز میں کیا نیت کرے؟ جماعت کی نیت کرے یا فرادیٰ کی؟

ج: اگر جماعت کی فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے تو واجب ہے کہ امامت و جماعت کا قصد کرے اور اگر امامت کے قصد کے بغیر نماز شروع کردے تو اس کی نماز میں اور دوسروں کے لئے اس کی اقتداء کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۵۵۲: فوجی مراکز میں نماز جماعت کے وقت۔ کہ جو دفتری کام کے وقت قائم ہوتی ہے۔ بعض کارکن کام کی وجہ سے نماز جماعت میں شریک نہیں ہو پاتے، حالانکہ وہ اس کام کو دفتری اوقات کے بعد یا دوسرے دن بھی انجام دے سکتے ہیں تو کیا اس عمل کو نماز کو اہمیت نہ دینے سے تعبیر کیا جائے گا؟

ج: اول وقت اور جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ دفتری امور کو اس طرح منظم کریں جس سے وہ لوگ اس الٰہی فریضہ کو کم سے کم وقت میں جماعت کے ساتھ انجام دے سکیں۔

س ۵۵۳: ان مستحب اعمال، جیسے مستحب نماز یا دعائے توسل اور دوسری دعاؤں کے بارے میں آپ کی

کیا رائے ہے جو سرکاری اداروں میں نماز سے پہلے یا بعد میں یا اثنائے نماز میں پڑھی جاتی ہیں کہ جن میں نماز جماعت سے بھی زیادہ وقت صرف ہوتا ہے؟

ج: وہ مستحب اعمال اور دعائیں جو نماز جماعت کہ جو الٰہی فریضہ اور اسلامی شعائر میں سے ہے، کے ساتھ انجام پاتے ہیں، اگر دفتری وقت کے ضائع ہونے اور واجب کاموں کی تاخیر کے موجب ہوتے ہوں تو ان میں اشکال ہے۔

س ۵۵٤: کیا اس جگہ دوسری نماز جماعت قائم کرنا صحیح ہے جہاں سے قریب ہی نماز گزاروں کی بڑی تعداد کے ساتھ ایک اور نماز جماعت برپا ہو رہی ہو اس طرح کہ اس کی اذان اور اقامت کی آواز بھی سنائی دے؟

ج: ایسی دوسری جماعت کے قائم کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن مومنین کے شایان شان یہ ہے کہ وہ ایک ہی جگہ جمع ہوں اور ایک ہی جماعت میں شریک ہوں تاکہ نماز جماعت کی عظمت میں چار چاند لگ جائیں۔

س ۵۵۵: جب مسجد میں نماز جماعت قائم ہوتی ہے تو اس وقت بعض افراد فرادیٰ نماز پڑھتے ہیں، اس عمل کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر یہ عمل نماز جماعت کو کمزور کرنا اور اس امام جماعت کی اہانت اور بے عزتی شمار کیا جائے کہ جس پر لوگ اعتماد کرتے ہیں تو جائز نہیں ہے۔

س ۵۵٦: ایک محلہ میں متعدد مساجد ہیں اور سب میں نماز با جماعت ہوتی ہے اور ایک مکان دو مسجدوں کے درمیان واقع ہے اس طرح کہ ایک مسجد اس سے دس گھروں کے فاصلہ پر واقع ہے اور دوسری دو ہی گھروں کے بعد ہے اور اس گھر میں بھی نماز جماعت برپا ہوتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

ج: ضروری ہے کہ نماز جماعت کو اتحاد و الفت کے لئے قائم کیا جائے نہ کہ اختلاف و افتراق کی فضا پھیلانے کا ذریعہ بنایا جائے اور مسجد سے متصل گھر میں نماز جماعت قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ اختلاف و پراگندگی کا سبب نہ ہو۔

س ۵۵۷: کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ مسجد کے مستقل امام- کہ جس کو امور مساجد کے مرکز کی تائید حاصل ہے۔کی اجازت کے بغیر اس مسجد میں نماز جماعت قائم کرے؟

ج: نماز جماعت قائم کرنا امام راتب کی اجازت پر موقوف نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ نماز کے وقت جب نماز جماعت قائم کرنے کے لئے امام راتب مسجد میں موجود ہو تو اس کے لئے مزاحمت ایجاد نہ کی جائے، بلکہ اگر یہ مزاحمت فتنہ وشر کے بھڑک اٹھنے کا سبب ہو تو حرام ہے۔

س ۵۵۸: اگر امام جماعت کبھی غیر شائستہ انداز سے بات کرے یا ایسا مذاق کرے جو کہ عالم دین کے شایان شان نہ ہو تو کیا اس سے عدالت ساقط ہو جاتی ہے؟

ج: اگر یہ شریعت کے مخالف نہ ہو تو اس سے عدالت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

س ۵۵۹: کیا امام جماعت کی کما حقہ معرفت نہ ہونے کے باوجود اس کی اقتدا کی جاسکتی ہے؟

ج: اگر ماموم کے نزدیک کسی بھی طریقہ سے امام کی عدالت ثابت ہو جائے تو اس کی اقتداء جائز ہے اور جماعت صحیح ہے۔

س ۵۶۰: اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کو عادل و متقی سمجھتا ہو اور اسی لحہ اس بات کا بھی معتقد ہو کہ اس نے بعض موقعوں پر اس پر ظلم کیا ہے تو کیا وہ اسے کلی طور پر عادل سمجھ سکتا ہے؟

ج: جب تک اس شخص کے بارے میں۔جس کو اس نے ظالم سمجھا ہے۔ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے وہ کام علم وارادہ اور اختیار سے یا کسی شرعی جواز کے بغیر انجام دیا ہے تو اس وقت تک وہ اس کے فاسق ہونے کا حکم نہیں لگا سکتا۔

س ۵۶۱: کیا ایسے امام جماعت کی اقتداء کرنا جائز ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی قدرت رکھتا ہے، لیکن نہیں کرتا؟

ج: صرف امر بالمعروف نہ کرنا جو ممکن ہے مکلف کی نظر میں کسی قابل قبول عذر کی بنا پر ہو، عدالت میں خدشہ پیدا کرنے کا سبب نہیں بنتا اور نہ ہی اس کی اقتداء کرنے میں رکاوٹ ہے۔

س ۵۶۲: آپ کے نزدیک عدالت کے کیا معنی ہیں؟

ج: یہ ایک نفسانی حالت ہے جو ایسا تقویٰ اختیار کرنے کا باعث ہوتی ہے جو انسان کو واجبات کے ترک

اور شرعی محرمات کے ارتکاب سے روکتی ہے اس کے اثبات کے لئے اس شخص کے ظاہر کا اچھا ہونا ہی کافی ہے۔

س ٥٦٣: ہم چند جوانوں کا ایک گروہ بیٹھکوں اور امام بارگاہوں میں ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو اپنے درمیان میں سے کسی ایک عادل شخص کو نماز جماعت کے لئے آگے بڑھا دیتے ہیں، لیکن بعض برادران اس نماز پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام خمینیؒ نے غیر عالم دین کے پیچھے نماز پڑھنے کو حرام قرار دیا ہے، لہذا ہمارا فریضہ کیا ہے؟

ج: اگر عالم دین تک دسترسی ہو تو غیر عالم دین کی اقتدا نہ کریں۔

س ٥٦٤: کیا دو اشخاص نماز جماعت قائم کر سکتے ہیں؟

ج: اگر مراد اس طرح نماز جماعت کی تشکیل ہے کہ ایک امام ہو اور دوسرا ماموم تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ٥٦٥: اگر ماموم ظہر و عصر کی نماز با جماعت پڑھتے ہوئے حمد و سورہ خود پڑھے، اس فرض کے ساتھ کہ حمد و سورہ پڑھنا اس سے ساقط ہے لیکن اگر وہ اپنے ذھن کو مرتکز کرنے اور ادھر ادھر بھٹکنے سے بچانے کیلئے ایسا کرے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: ظہر و عصر جیسی اخفاتی نمازوں میں، اس کیلئے قرأت جائز نہیں ہے چاہے اپنے ذہن کو مرتکز کرنے کی غرض ہی سے ہو۔

س ٥٦٦: اگر کوئی امام جماعت ٹریفک کے تمام قوانین کی رعایت کرتے ہوئے سائیکل کے ذریعہ نماز جماعت پڑھانے جاتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اس سے عدالت اور امامت کی صحت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

س ٥٦٧: جب ہم نماز جماعت سے نہیں مل پاتے اور ثواب جماعت حاصل کرنے کی غرض سے تکبیرۃ الاحرام کہہ کر بیٹھ جاتے ہیں اور امام کے ساتھ تشہد پڑھتے ہیں اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو جاتے ہیں اور پہلی رکعت پڑھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا چار

رکعتی نماز کی دوسری رکعت کے تشہد میں ایسا کرنا جائز ہے؟

ج: مذکورہ طریقہ، امام جماعت کی نماز کے آخری تشہد سے مخصوص ہے تا کہ جماعت کا ثواب حاصل کیا جا سکے۔

س ۵۶۸: کیا امام جماعت کے لئے نماز کی اجرت لینا جائز ہے؟

ج: جائز نہیں ہے مگر یہ کہ نماز جماعت میں حاضر ہونے کے مقدمات کیلئے لے۔

س ۵۶۹: کیا امام جماعت کے لئے عید یا کوئی سی بھی دو نمازوں کی ایک وقت میں امامت کرانا جائز ہے؟

ج: نماز پنجگانہ میں دوسرے ماموین کیلئے نماز جماعت کو ایک بار تکرار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے، لیکن نماز عید کا تکرار کرنے میں اشکال ہے۔

س ۵۷۰: جب امام نماز عشاء کی تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو اور ماموم دوسری رکعت میں ہو تو کیا ماموم پر واجب ہے کہ حمد و سورہ کو بلند آواز سے پڑھے؟

ج: واجب ہے کہ دونوں کو آہستہ آواز سے پڑھے۔

س ۵۷۱: نماز جماعت کے سلام کے بعد نبی اکرمؐ پر صلوات کی آیت (ان اللہ و ملائکتہ......) پڑھی جاتی ہے۔ پھر نماز گزار محمد و آل محمدؐ پر تین مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور اس کے بعد تین مرتبہ تکبیر کہتے ہیں کہ جس کے ساتھ سیاسی نعرے لگاتے ہیں۔ یعنی دعا اور برائت کے جملے کہے جاتے ہیں جنہیں مؤمنین بلند آواز سے دہراتے ہیں کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

ج: آیت صلوات پڑھنے اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنے میں نہ صرف کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ یہ مستحسن اور راجح ہے اور اس میں ثواب ہے اور اسی طرح اسلامی نعرے اور اسلامی انقلاب کے نعرے، (تکبیر اور اس کے ملحقات) کہ جو اسلامی انقلاب کے عظیم پیغام و مقاصد کی یاد تازہ کرتے ہیں، بھی مطلوب ہیں۔

س ۵۷۲: اگر ایک شخص مسجد میں نماز جماعت کی دوسری رکعت میں پہنچے اور مسئلہ سے ناواقفیت کی وجہ سے بعد والی رکعت میں تشہد و قنوت کہ جن کا بجالانا واجب تھا نہ بجالائے تو کیا اس کی نماز صحیح

ہے یا نہیں؟

ج: نماز صحیح ہے لیکن تشہد کی قضا اور دو سجدہ سہو بجالانا واجب ہے۔

س ۵۷۳: نماز میں جس کی اقتداء کی جارہی ہے کیا اس کی رضامندی شرط ہے؟ اور کیا ماموم کی اقتداء کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج: اقتداء کے صحیح ہونے میں امام جماعت کی رضامندی شرط نہیں ہے اور ماموم جب تک اقتدا کر رہا ہے اسکی اقتدا نہیں کی جاسکتی۔

س ۵۷٤: دو اشخاص، ایک امام اور دوسرا ماموم جماعت قائم کرتے ہیں، تیسرا شخص آتا ہے وہ دوسرے (یعنی ماموم) کو امام سمجھتا ہے اور اس کی اقتداء کرتا ہے اور نماز سے فراغت کے بعد اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام نہیں بلکہ ماموم تھا پس اس تیسرے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: ماموم کی اقتداء صحیح نہیں ہے، لیکن جب وہ نہ جانتا ہو اور اس کی اقتداء کرلے تو اگر وہ رکوع و سجود میں اپنے انفرادی فریضہ پر عمل کرے یعنی عمداً اور سہواً کسی رکن کی کمی اور زیادتی نہ کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

س ۵۷۵: جو شخص نماز عشاء پڑھنا چاہتا ہے، کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ نماز مغرب کی جماعت میں شریک ہو؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں۔

س ۵۷٦: ماموین سے امام کی نماز کے مقام کے بلند ہونے کی رعایت نہ کرنے سے، کیا ان کی نماز باطل ہو جاتی ہے؟

ج: اگر امام کے کھڑے ہونے کی جگہ، ماموین کے کھڑے ہونے کی جگہ سے اس حد سے زیادہ بلند ہو کہ جس کی شرعاً اجازت ہے تو ان کی جماعت کے باطل ہونے کا سبب ہوگی۔

س ۵۷۷: اگر نماز جماعت کی ایک صف میں تمام وہ لوگ نماز پڑھیں کہ جن کی نماز قصر ہے اور اس کے بعد والی صف ان لوگوں کی ہو جن کی نماز پوری ہے تو اس صورت میں اگر اگلی صف والے دو رکعت نماز تمام کرنے کے فوراً بعد اگلی دو رکعت کی اقتداء کیلئے کھڑے ہو جائیں تو کیا بعد کی

صف والوں کی آخری دو رکعت کی جماعت صحیح ہے؟

ج: بالفرض کہ اگلی صف میں تمام افراد کی نماز قصر ہو تو بعد والی صفوں کی جماعت کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور احوط یہ ہے کہ جب پہلی صف والے سلام کی نیت سے بیٹھ جائیں تو بعد والی صف والے فرادیٰ کی نیت کر لیں۔

س ٥٧٨: کیا وہ ماموم جو نماز کے لئے پہلی صف کے آخری سرے پر کھڑا ہو ان ماموین سے پہلے نماز میں شامل ہو سکتا ہے جو اس کے اور امام کے درمیان واسطہ ہیں؟

ج: جب ماموین کہ جو اس کے اور امام کے درمیان واسطہ ہیں، امام جماعت کے جماعت شروع کرنے کے بعد، نماز میں اقتدا کے لئے مکمل طور پر تیار ہوں تو وہ جماعت کی نیت سے نماز میں شامل ہو سکتا ہے۔

س ٥٧٩: جو شخص یہ سمجھ کر کہ امام کی پہلی رکعت ہے اس کی تیسری رکعت میں شریک ہو جائے اور کچھ نہ پڑھے تو کیا اس پر اعادہ واجب ہے؟

ج: اگر وہ رکوع میں جانے سے پہلے ہی اس کی طرف متوجہ ہو جائے تو اس پر قرأت واجب ہے اور اگر رکوع کے بعد متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے، اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ سہواً قرأت ترک کرنے کے سبب دو سجدہ سہو بجالائے۔

س ٥٨٠: حکومتی دفاتر اور اسکولوں میں نماز جماعت قائم کرنے کیلئے امام جماعت کی اشد ضرورت ہے اور چونکہ میرے علاوہ اس علاقہ میں کوئی عالم دین نہیں ہے، اس لئے میں مجبوراً مختلف مقامات پر ایک واجب نماز کی تین یا چار مرتبہ امامت کراتا ہوں۔ دوسری مرتبہ نماز پڑھانے کے لئے تو سارے مراجع نے اجازت دی ہے، لیکن کیا اس سے زائد کو احتیاطاً قضا کی نیت سے پڑھایا جا سکتا ہے؟

ج: احتیاطاً قضا پڑھی جانے والی نمازوں کے ساتھ امامت صحیح نہیں ہے۔

س ٥٨١: ایک کالج نے اپنے اسٹاف کے لئے کالج کی ایسی عمارت میں نماز جماعت قائم کی ہے جو شہر کی ایک مسجد کے نزدیک ہے، یہ بات جانتے ہوئے کہ عین اسی وقت مسجد میں نماز جماعت

قائم ہوتی ہے، کالج کی جماعت میں شریک ہونے کا کیا حکم ہے؟

ج: ایسی نماز جماعت میں شرکت کرنے میں کہ جس میں ماموم کی نظر میں اقتداء اور جماعت کے صحیح ہونے کے شرائط پائے جاتے ہوں، کوئی حرج نہیں ہے، خواہ یہ جماعت اس مسجد سے قریب ہی ہو رہی ہو جس میں عین اسی وقت نماز جماعت قائم ہوتی ہے۔

س ۵۸۲: کیا اس امام کے پیچھے نماز صحیح ہے جو قاضی ہے لیکن مجتہد نہیں ہے؟

ج: اس کا تقرر اگر ایسے شخص نے کیا ہے جس کو اس کا حق ہے تو اس کی اقتداء کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

س ۵۸۳: مسئلہ مسافر میں امام خمینیؒ کا مقلد، کیا ایک ایسے امام جماعت کی اقتداء کر سکتا ہے جو اس مسئلہ میں کسی اور مرجع کا مقلد ہو خصوصا جبکہ اقتداء نماز جمعہ میں ہو؟

ج: تقلید کا اختلاف اقتداء کے صحیح ہونے میں مانع نہیں ہے، لیکن اس نماز کی اقتداء صحیح نہیں ہے جو ماموم کے مرجع تقلید کے فتوے کے مطابق قصر ہو اور امام جماعت کے مرجع تقلید کے فتوے کے مطابق کامل ہو یا اسکے برعکس ہو۔

س ۵۸۴: اگر امام جماعت تکبیرۃ الاحرام کے بعد بھولے سے رکوع میں چلا جائے تو ماموم کا کیا فریضہ ہے؟

ج: اگر ماموم نماز جماعت میں شامل ہونے کے بعد اور رکوع میں جانے سے پہلے اس طرف متوجہ ہو جائے تو اس پر فرادی کی نیت کر لینا اور حمد و سورہ پڑھنا واجب ہے۔

س ۵۸۵: اگر نماز جماعت کی تیسری یا چوتھی صف کے بعد اسکولوں کے نابالغ بچے نماز کیلئے کھڑے ہوں اور ان کے پیچھے بالغ اشخاص کھڑے ہوں تو اس حالت میں نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۵۸۶: اگر امام جماعت نے معذور ہونے کے سبب غسل کے بدلے تیمم کیا ہو تو یہ نماز جماعت پڑھانے کیلئے کافی ہے یا نہیں؟

ج: اگر وہ شرعی اعتبار سے معذور ہو تو غسل جنابت کے بدلے تیمم کر کے امامت کرا سکتا ہے اور اس کی

اقتداء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جماعت کی غلط قرأت کا حکم

س ۵۸۷: کیا قرأت صحیح ہونے کے مسئلہ میں فرادیٰ نماز نیز مأموم یا امام کی نماز کے درمیان کوئی فرق ہے؟ یا قرأت کے صحیح ہونے کا مسئلہ ہر حال میں ایک ہی ہے؟

ج: اگر مکلّف کی قرأت صحیح نہ ہو اور وہ سیکھنے پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو اسکی نماز صحیح ہے، لیکن دوسروں کے لئے اس کی اقتداء کرنا صحیح نہیں ہے۔

س ۵۸۸: حروف کے مخارج کے اعتبار سے، بعض ائمہ جماعت کی قرأت صحیح نہیں ہے تو کیا انکی اقتداء ایسے لوگ کرسکتے ہیں جو حروف کو صحیح طریقہ سے ان کے مخارج سے ادا کرتے ہوں؟ بعض لوگ کہتے ہیں تم جماعت سے نماز پڑھ سکتے ہو لیکن اس کے بعد نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے، لیکن میرے پاس اعادہ کرنے کا وقت نہیں ہے، تو میرا کیا فریضہ ہے؟ اور کیا میرے لئے یہ ممکن ہے کہ جماعت میں شریک تو ہوں لیکن آہستہ طریقے سے حمد و سورہ پڑھوں؟

ج: جب ماموم کی نظر میں امام کی قرأت صحیح نہ ہو تو اس کی اقتداء اور نماز جماعت باطل ہے اور اگر وہ اعادہ کرنے پر قادر نہ ہو تو اقتداء نہ کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے، لیکن جہری نماز میں آہستہ سے حمد و سورہ پڑھنا کہ جو امام جماعت کی اقتداء کے ظاہر کرنے کیلئے ہو صحیح اور کافی نہیں ہے۔

س ۵۸۹: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چند ایک ائمہ جمعہ کی قرأت صحیح نہیں ہے، یا تو وہ حروف کو اس طرح ادا نہیں کرتے جس طرح وہ ہیں یا وہ حرکت کو اس طرح بدل دیتے ہیں کہ جس سے وہ حرف نہیں رہتا کیا ان کے پیچھے پڑھی جانے والی نمازوں کے اعادہ کے بغیر ان کی اقتداء صحیح ہے؟

ج: قرأت کے صحیح ہونے کا معیار، عربی زبان کے قواعد کی رعایت اور حروف کو ان کے مخارج سے اس طرح ادا کرنا ہے کہ اہل زبان یہ کہیں کہ وہی حرف ادا ہوا ہے نہ کوئی دوسرا حرف۔ تو اگر ماموم، امام کی قرأت کو قواعد کے مطابق نہ پائے اور اس کی قرأت کو صحیح نہ سمجھتا ہو تو اس کے لئے اس کی اقتداء کرنا صحیح نہیں ہے اور اس صورت میں اگر وہ اس کی اقتداء کرے گا تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور دوبارہ پڑھنی واجب ہوگی۔

س ٥٩٠: اگر امام جماعت کو اثنائے نماز میں کسی لفظ کو ادا کرنے کے بعد اس کے تلفظ کی کیفیت میں شک ہو جائے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد متوجہ ہو کہ اس نے اس لفظ کے تلفظ میں غلطی کی تھی تو اس کی اور ماموین کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز صحیح ہے۔

س ٥٩١: اس شخص اور خاص کر قرآن کے مدرس کا شرعی حکم کیا ہے جو تجوید کے اعتبار سے امام جماعت کی نماز کو یقین کے ساتھ غلط سمجھتا ہے، حالانکہ اگر وہ جماعت میں شرکت نہ کرے تو اس پر مختلف قسم کے الزامات لگائے جاتے ہیں؟

ج: علم تجوید کے خوبصورت قرأت کے معیارات کی رعایت ضروری نہیں ہے لیکن اگر ماٴموم کی نظر میں امام کی قرأت صحیح نہ ہو اور نتیجۃً اس کی نظر میں اس کی نماز بھی صحیح نہیں ہے، ایسی صورت میں وہ اس کی اقتداء نہیں کر سکتا، لیکن عقلائی مقصد کے لیے نماز جماعت میں ظاہری طور پر شرکت کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

معذور کی امامت

س ٥٩٢: درج ذیل صورتوں میں معذور افراد کی امامت کی اقتداء کا کیا حکم ہے؟

۱۔ وہ معلول و معذور افراد کہ جن کے بدن کا کوئی عضو کٹا تو نہیں ہے، لیکن پیر کے معیوب ہو جانے کی وجہ سے وہ عصا یا دیوار کا سہارا لے کر کھڑے ہوتے ہیں؟

۲۔ وہ معذور افراد کہ جن کے ہاتھ یا پیر کی انگلی کی ایک پور یا ہاتھ یا پیر کی پوری انگلی نہ ہو؟

۳۔ وہ معذور افراد کہ جن کے ایک ہاتھ یا پیر کی تمام انگلیاں یا دونوں کی تمام انگلیاں نہ ہوں؟

۴۔ وہ معذور افراد کہ جن کے ایک ہاتھ یا ایک پیر کا کچھ حصہ یا دونوں کا کچھ حصہ نہ ہو؟

۵۔ وہ معذور افراد کہ جن کے بدن کا کوئی ایک عضو نہ ہو اور وہ ہاتھوں سے معذور ہونے کے سبب وضو کرتے وقت کسی کو نائب بناتے ہوں؟

ج: کلی طور پر اگر قیام میں طبیعی طور پر استقرار ہو اور نماز کے افعال واذکار اور حمد و سورہ کی قرأت کی حالت میں وہ استقرار اور سکون کو برقرار رکھ سکتا ہو اور ساتوں اعضاء پر مکمل طور پر رکوع و سجود کر سکتا ہو اور صحیح وضو کرنے پر قادر ہو، نیز اس میں امامت کی تمام شرائط بھی پائی جاتی ہوں تو دوسروں کیلئے نماز میں اس کی اقتداء کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو صحیح اور کافی نہیں ہے۔

س ۵۹۳: میں ایک دینی طالب علم ہوں، آپریشن کی وجہ سے میرا دایاں ہاتھ کٹ چکا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے مجھے یہ معلوم ہوا کہ امام خمینیؒ کامل کے لئے ناقص کی امامت کو جائز نہیں سمجھتے، لہذا آپ سے گزارش ہے کہ ان ماٴمومین کی نماز کا حکم بیان فرمائیں جن کو ابھی تک میں نے امامت کرائی ہے؟

ج: ماٴمومین کی گزشتہ نمازیں اور ان لوگوں کی نمازیں جنہوں نے حکم شرعی سے ناواقفیت کی بنا پر آپ کی اقتداء کی ہے، صحیح ہیں۔ ان پر نہ قضا واجب ہے اور نہ اعادہ۔

س ۵۹۴: میں دینی طالب علم ہوں اور اسلامی جمہوریہ ایران پر مسلط کردہ جنگ میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کی جہت سے زخمی ہوا البتہ انگوٹھا مکمل طور پر صحیح ہے اور اس وقت میں ایک امام بارگاہ میں امام جماعت ہوں۔ کیا اس میں کوئی شرعی اشکال ہے یا نہیں؟

ج: اگر پیر کا انگوٹھا صحیح و سالم ہے اور اثنائے سجود میں اسے زمین پر ٹیکا جا سکتا ہے تو ایسی حالت میں آپ کے امام جماعت ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

نماز جماعت میں عورتوں کی شرکت

س ۵۹۵: کیا شارع مقدس نے عورتوں کو بھی مسجدوں میں نماز جماعت یا نماز جمعہ میں شریک ہونے کی اسی طرح ترغیب دلائی ہے جس طرح مردوں کو دلائی ہے، یا عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے؟

ج: عورتوں کے جماعت میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور ان کو جماعت کا ثواب ملے گا۔

س ۵۹۶: عورت کب امام جماعت بن سکتی ہے؟

ج: عورت کا فقط عورتوں کی نماز جماعت کے لئے امام بننا جائز ہے۔

س ۵۹۷: جب عورتیں (مردوں کی طرح) نماز جماعت میں شریک ہوتی ہوں تو استحباب و کراہت کے لحاظ سے اس کا کیا حکم ہے؟ اور جب وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں تو اس وقت ان کا کیا حکم ہے؟ کیا جب وہ مردوں کے پیچھے نماز جماعت کے لئے کھڑی ہوں تو کسی حائل یا پردے کی ضرورت ہے؟ اور اگر نماز میں وہ مردوں کے ایک جانب کھڑی ہوں تو حائل کے لحاظ سے کیا حکم ہے؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جماعت، تقاریر اور دیگر پروگراموں کے دوران عورتوں کا پردے کے پیچھے ہونا ان کی توہین اور شان گھٹانے کا موجب ہے؟

ج: عورتوں کے نماز جماعت میں شریک ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور جب وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں تو پردے اور حائل کی ضرورت نہیں ہے، لیکن جب مردوں کے ایک جانب کھڑی ہوں تو نماز

میں مرد کے برابر عورتوں کے کھڑے ہونے کی کراہت کو دور کرنے کے لئے حائل کی ضرورت ہے اور یہ توہم کہ حالت نماز میں مردوں اور عورتوں کے درمیان حائل لگانا عورت کی شان گھٹانے اور اس کی عظمت کو کم کرنے کا موجب ہے محض ایک خیال ہے کہ جس کی کوئی بنیاد نہیں ہے، مزید یہ کہ فقہ میں اپنی ذاتی رائے کو دخل دینا صحیح نہیں ہے۔

س ۵۹۸: حالت نماز میں مردوں اور عورتوں کی صفوں کے درمیان پردے اور حائل کے بغیر اتصال اور عدم اتصال کی کیا کیفیت ہونی چاہیے؟

ج: عورتیں فاصلہ کے بغیر مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں۔

اہل سنت کی اقتداء

س ۵۹۹: کیا اہل سنت کی اقتداء میں نماز جائز ہے؟

ج: وحدت اسلامی کے تحفظ کے لئے ان کے پیچھے نماز جماعت پڑھنا جائز ہے۔

س ۶۰۰: میں کردوں کے علاقہ میں ملازمت کرتا ہوں، وہاں ائمہ جمعہ و جماعات کی اکثریت اہل سنت کی ہے ان کی اقتداء کے سلسلے میں کیا حکم ہے؟ اور کیا ان کی غیبت جائز ہے؟

ج: وحدت اسلامی کے تحفظ کیلئے ان کے ساتھ ان کی جماعت اور جمعہ کی نمازوں میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور غیبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

س ۶۰۱: اہل سنت کے ساتھ معاشرت اور ان کے ساتھ میل جول کی بنا پر نماز پنجگانہ میں شرکت کے دوران بعض موقعوں پر ہم بھی ان ہی کی طرح عمل کرتے ہیں مثلاً ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا، وقت کی رعایت و پابندی نہ کرنا اور جائے نماز پر سجدہ کرنا، تو کیا ایسی نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے؟

ج: اگر اسلامی اتحاد ان تمام چیزوں کا تقاضا کرے تو ان کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح اور کافی ہے یہاں تک کہ جائے نماز پر سجدہ وغیرہ میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، لیکن ان کے ساتھ نماز میں ہاتھ باندھنا جائز نہیں، مگر یہ کہ حالات اور ضرورت اس کا بھی تقاضا کریں۔

س ۶۰۲: ہم مکہ اور مدینہ میں، اہل سنت کے ساتھ نماز جماعت پڑھتے ہیں اور ایسا کام ہم امام خمینیؒ کے فتوے کی وجہ سے کرتے ہیں اور بعض اوقات مسجد میں نماز کی فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے ظہر و مغرب کی نماز کے بعد، عصر و عشاء کی نمازیں بھی ہم اہل سنت کی مساجد میں سجدہ گاہ کے بغیر فرادیٰ پڑھتے ہیں، ان نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں نمازیں صحیح ہیں۔

س ۶۰۳: ہم شیعہ کیلئے دوسرے ممالک کی مساجد میں اہل سنت کی نماز میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ جبکہ وہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں؟ اور کیا ان کی طرح ہاتھ باندھنا ہمارے اوپر واجب ہے یا ہم ہاتھ باندھے بغیر نماز پڑھیں؟

ج: اگر اسلامی اتحاد کی رعایت مقصود ہو تو اہل سنت کی اقتداء جائز ہے اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح اور کافی ہے، لیکن نماز میں ہاتھ باندھنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہی نہیں ہے مگر یہ کہ وہاں کے حالات اس کا تقاضا کریں۔

س ۶۰۴: اہل سنت کی نماز جماعت میں شرکت کے وقت قیام کی حالت میں دونوں طرف کھڑے ہوئے اشخاص کے پیروں کی چھوٹی انگلی سے انگلی ملانے کا کیا حکم ہے کہ جس کو اہل سنت لازم سمجھتے ہیں؟

ج: یہ واجب نہیں ہے اور اگر کوئی ایسا کرے تو اس سے نماز کا صحیح ہونا متاثر نہیں ہوتا۔

س ۶۰۵: اہل سنت اذان مغرب سے قبل مغرب کی نماز پڑھتے ہیں، کیا حج کے زمانہ میں یا اس کے علاوہ ہمارے لئے ان کی اقتداء کرنا اور اس نماز پر اکتفاء کرنا صحیح ہے؟

ج: یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ وقت سے پہلے نماز پڑھتے ہیں، لیکن اگر مکلف کے لئے وقت کا داخل ہونا ثابت

نہ ہوا ہو تو اس کا نماز میں شامل ہونا صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر اسلامی اتحاد اس کا تقاضا کرے تو اس وقت ان کے ساتھ نماز پڑھنے اور اسی نماز پر اکتفا کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

نماز جمعہ

س ٦٠٦: نماز جمعہ میں شریک ہونے کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ جبکہ ہم حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ میں زندگی گزار رہے ہیں، اور اگر بعض اشخاص امام جمعہ کو عادل نہ مانتے ہوں تو کیا نماز جمعہ میں شریک ہونے کی ذمہ داری ان سے ساقط ہے یا نہیں؟

ج: نماز جمعہ اگر چہ دور حاضر میں واجب تخییری ہے اور اس میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے، لیکن نماز جمعہ میں شرکت کے فوائد و اہمیت کے پیش نظر، صرف امام جمعہ کی عدالت میں شک یا دیگر بیہودہ بہانوں کی بنا پر مؤمنین خود کو ایسی نماز کی برکتوں سے محروم نہ کریں۔

س ٦٠٧: نماز جمعہ میں واجب تخییری کے کیا معنی ہیں؟

ج: اس کے معنی یہ ہیں کہ جمعہ کے دن مکلف کو اختیار ہے کہ وہ نماز جمعہ پڑھے یا نماز ظہر۔

س ٦٠٨: نماز جمعہ کو اہمیت نہ دیتے ہوئے نماز جمعہ میں شرکت نہ کرنے کے سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: عبادی و سیاسی پہلو رکھنے والی اس نماز جمعہ کو اہمیت نہ دیتے ہوئے اس میں شرکت نہ کرنا شرعی لحاظ سے مذموم ہے۔

س ٦٠٩: کچھ لوگ بیہودہ اور عبث بہانوں کی بنا پر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے اور بعض اوقات نظریاتی اختلاف کے باعث شرکت نہیں کرتے، اس سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: نماز جمعہ اگر چہ واجب تخییری ہے، لیکن اس میں مستقل طور پر شرکت نہ کرنا شرعی طریقہ نہیں ہے۔

س ۶۱۰: نماز ظہر کا عین اس وقت جماعت سے منعقد کرنا، جب نماز جمعہ تھوڑے سے فاصلہ پر ایک اور مقام پر برپا ہو رہی ہو، جائز ہے یا نہیں؟

ج: بذات خود اس میں کوئی مانع نہیں ہے اور اس سے مکلف جمعہ کے دن کے فریضہ سے بری الذمہ ہو جائے گا، کیونکہ دور حاضر میں نماز جمعہ واجب تخییری ہے، لیکن چونکہ جمعہ کے دن، نماز جمعہ کے مقام سے قریب با جماعت نماز ظہر قائم کرنے کا لازمی نتیجہ مؤمنین کی تفریق و تقسیم ہے اور شاید اسے عوام کی نظر میں امام جمعہ کی توہین اور بے حرمتی شمار کیا جائے اور اس سے نماز جمعہ سے لاپروائی کا اظہار ہو تو اس لئے با جماعت نماز ظہر قائم کرنا مؤمنین کے لئے مناسب نہیں ہے، بلکہ اگر اس سے مفاسد اور حرام نتائج برآمد ہوتے ہوں تو اس سے اجتناب واجب ہے۔

س ۶۱۱: کیا نماز جمعہ و عصر کے درمیانی وقفہ میں نماز ظہر پڑھنا جائز ہے؟ اور اگر امام جمعہ کے علاوہ کوئی اور شخص نماز عصر پڑھائے تو کیا عصر کی نماز میں اس کی اقتداء کرنا جائز ہے؟

ج: نماز جمعہ، نماز ظہر سے بے نیاز کر دیتی ہے، لیکن نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً نماز ظہر پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر احتیاط کی رعایت کرتے ہوئے نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھ کر نماز عصر کو جماعت سے پڑھنا مقصود ہو تو کامل احتیاط یہ ہے کہ نماز عصر اس شخص کی اقتداء میں ادا کرے جس نے نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً نماز ظہر بھی پڑھی ہو۔

س ۶۱۲: اگر نماز جمعہ کے بعد امام جماعت نماز ظہر نہ پڑھے تو کیا ماموم احتیاطاً نماز ظہر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج: اس کے لئے نماز ظہر پڑھنا جائز ہے۔

س ۶۱۳: کیا امام جمعہ کیلئے واجب ہے کہ وہ حاکم شرعی سے اجازت حاصل کرے؟ اور حاکم شرعی سے کیا مراد ہے؟ اور کیا یہی حکم دور دراز کے شہروں کے لئے بھی جاری ہے؟

ج: نماز جمعہ کی امامت کا اصل جواز اجازت پر موقوف نہیں ہے، لیکن امام جمعہ کے لئے امام کو نصب کرنے کے احکام کا مرتب ہونا ولی فقیہ کی طرف سے منسوب ہونے پر موقوف ہے۔ اور یہ حکم ہر اس سرزمین اور شہر کے لئے عمومیت رکھتا ہے کہ جس میں ولی فقیہ کی اطاعت کی جاتی ہو اور وہ اس میں حاکم ہو۔

س ٦١٤: کیا منصوب شدہ امام جمعہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ بغیر کسی مانع اور معارض کے اس جگہ نماز جمعہ قائم کرے جہاں اسے منصوب نہ کیا گیا ہو؟

ج: بذات خود نماز جمعہ قائم کرنا اس کے لئے جائز ہے، لیکن اس پر جمعہ کی امامت کے لئے نصب ہونے کے احکام مرتب نہیں ہوں گے۔

س ٦١٥: کیا موقت اور عارضی ائمہ جمعہ کے انتخاب کے لئے واجب ہے کہ انہیں ولی فقیہ منتخب کرے یا خود ائمہ جمعہ کو اتنا اختیار ہے کہ وہ امام موقت کے عنوان سے افراد کو منتخب کریں؟

ج: منصوب شدہ امام جمعہ کسی کو بھی اپنا وقتی اور عارضی نائب بنا سکتا ہے۔ لیکن نائب کی امامت پر ولی فقیہ کی طرف سے نصب کئے جانے والے کے احکام مرتب نہیں ہوں گے۔

س ٦١٦: اگر انسان منصوب شدہ امام جمعہ کو عادل نہ سمجھتا ہو یا اس کی عدالت میں شک کرتا ہو تو کیا مسلمین کی وحدت کے تحفظ کی خاطر اس کی اقتداء جائز ہے؟ اور جو شخص خود نماز جمعہ میں نہیں آتا، کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ دوسروں کو نماز جمعہ میں شرکت نہ کرنے کی ترغیب دے؟

ج: اس کی اقتداء کرنا صحیح نہیں ہے جس کو وہ عادل نہ سمجھتا ہو یا جس کی عدالت میں شک کرتا ہو اور نہ ہی اس کی نماز جماعت صحیح ہے، لیکن وحدت کے تحفظ کی خاطر ظاہری صورت میں جماعت میں شریک ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔ بہر حال اسے دوسروں کو نماز جمعہ میں شرکت سے روکنے اور دوسروں کو اس کے خلاف بھڑکانے کا حق نہیں ہے۔

س ٦١٧: اس نماز جمعہ میں شریک نہ ہونے کا کیا حکم ہے کہ جس کے امام جمعہ کا جھوٹ مکلف پر ثابت ہو گیا ہو؟

ج: جو بات امام جمعہ نے کہی ہے اس کے برخلاف انکشاف ہونا اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ اس نے غلطی یا توریہ کے طور پر کوئی بات کہی ہو، لہذا صرف اس خیال سے کہ امام جمعہ کی عدالت ساقط ہوگئی ہے خود کو نماز جمعہ کی برکتوں سے محروم نہیں کرنا چاہیے۔

س ٦١٨: جو امام جمعہ، امام خمینیؒ یا عادل ولی فقیہ کی طرف سے منصوب ہو، کیا ماموم پر اس کی عدالت کا

اثبات و تحقیق ضروری ہے، یا امامت جمعہ کیلئے اس کا منصوب ہونا ہی اس کی عدالت کے ثبوت کے لئے کافی ہے؟

ج: امام جمعہ کے عنوان سے اس کے منصوب ہونے سے اگر ماموم کو اس کی عدالت کا وثوق واطمینان حاصل ہو جائے تو اقتداء کے صحیح ہونے کے لئے کافی ہے۔

س ٦١٩: کیا مساجد کے ائمہ جماعت کا ثقہ علماء کی طرف سے معین کیا جانا یا ولی فقیہ کی جانب سے ائمہ جمعہ کا معین کیا جانا اس بات کی گواہی ہے کہ وہ عادل ہیں یا ان کی عدالت کے بارے میں تحقیق واجب ہے؟

ج: اگر ماموم کو ان کے امام جمعہ یا جماعت منصوب کئے جانے سے ان کی عدالت کا اطمینان ووثوق حاصل ہو جاتا ہو تو اقتداء کرنا جائز ہے۔

س ٦٢٠: اگر امام جمعہ کی عدالت میں شک ہو یا خدانخواستہ اس کے عادل نہ ہونے کا یقین ہو تو کیا اس کی اقتداء میں پڑھی جانے والی نمازوں کا اعادہ واجب ہے

ج: اگر اس کی عدالت میں شک یا عدم عدالت کا یقین نماز کے بعد ہو تو جو نماز آپ نے پڑھ لی ہے وہ صحیح ہے اور اس کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

س ٦٢١: اس نماز جمعہ میں شرکت کرنے کا کیا حکم ہے جو یورپی ممالک وغیرہ میں وہاں کی یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے اسلامی ممالک کے طلباء قائم کرتے ہیں اور ان میں شرکت کرنے والے اکثر افراد اور امام جمعہ بھی اہل سنت ہوتے ہیں؟ کیا اس صورت میں نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھنا ضروری ہے؟

ج: مسلمانوں کے درمیان وحدت واتحاد کی خاطر اس میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نماز ظہر پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

س ٦٢٢: پاکستان کے ایک شہر میں چالیس سال سے ایک جگہ نماز جمعہ ادا کی جا رہی ہے اور اب ایک شخص نے دو جمعوں کے درمیان شرعی مسافت کی رعایت کئے بغیر دوسری نماز جمعہ

قائم کردی ہے جس سے نماز گزاروں کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ شرعاً اس عمل کا کیا حکم ہے؟

ج: کسی ایسے عمل کے اسباب فراہم کرنا جائز نہیں ہے جس سے مؤمنین کے درمیان اختلاف اور ان کی صفوں میں تفرقہ پیدا ہو جائے، بالخصوص نماز جمعہ کہ جو شعائر اسلامی اور مسلمانوں کے اتحاد کا مظہر ہے کے ذریعہ کس طرح اختلاف پیدا کرنا جائز ہو سکتا ہے۔

س ٦٢٣: راولپنڈی کی جامع مسجد جعفریہ کے خطیب نے اعلان کیا کہ تعمیری کام کی بنا پر مذکورہ مسجد میں نماز جمعہ نہیں ہوگی، جب مسجد کی تعمیر کا کام ختم ہوا تو ہمارے سامنے یہ مشکل کھڑی ہو گئی کہ یہاں سے چار کلومیٹر کے فاصلہ پر دوسری مسجد میں نماز جمعہ قائم ہونے لگی، مذکورہ مسافت کو مدنظر رکھتے ہوئے، کیا مذکورہ مسجد میں نماز جمعہ قائم کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج: دو نماز جمعہ کے درمیان اگر ایک شرعی فرسخ کا فاصلہ نہ ہو تو بعد میں قائم ہونے والی نماز جمعہ باطل ہے اور اگر ایک ہی وقت میں دونوں کو اکٹھا قائم کیا جائے تو دونوں باطل ہیں

س ٦٢٤: کیا نماز جمعہ، جو جماعت کے ساتھ قائم کی جاتی ہے، کو فرادیٰ پڑھنا صحیح ہے؟ اس طرح کہ کوئی شخص نماز جمعہ کو ان لوگوں کے ساتھ فرادیٰ پڑھے جو اسے جماعت سے پڑھ رہے ہوں؟

ج: نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ اسے جماعت سے پڑھا جائے، لہذا فرادیٰ صورت میں جمعہ صحیح نہیں ہے۔

س ٦٢٥: جس شخص کی نماز قصر ہے کیا وہ امام جمعہ کے پیچھے نماز جمعہ پڑھ سکتا ہے؟

ج: مسافر ماموم کی نماز جمعہ صحیح ہے اور اسے ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س ٦٢٦: کیا دوسرے خطبہ میں حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کا اسم گرامی مسلمانوں کے ایک امام کے عنوان سے لینا واجب ہے یا آپ کا نام لینے میں استحباب کی نیت ضروری ہے؟

ج: ائمہ مسلمین کا عنوان حضرت زہراء مرضیہ سلام اللہ علیہا کو شامل نہیں ہے اور خطبۂ جمعہ میں آپکا اسم

گرامی لیناواجب نہیں ہے،لیکن برکت کے طور پر آپ کے نام مبارک کوذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ پسندیدہ امر ہےاور موجب ثواب ہے

س ٦٢٧: کیاماموم، امام جمعہ کی اقتداء کرتے ہوئے جبکہ وہ نماز جمعہ پڑھ رہاہوکوئی دوسری واجب نماز پڑھ سکتا ہے؟

ج: اس کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

س ٦٢٨: کیا ظہر کے شرعی وقت سے پہلے نماز جمعہ کے خطبے دینا صحیح ہے؟

ج: زوال سے پہلے جائز ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ ان کا کچھ حصہ وقت ظہر میں واقع ہو۔

س ٦٢٩: اگر ماموم دونوں خطبوں میں سے کچھ بھی نہ سن سکے بلکہ اثنائے نماز جمعہ میں پہنچے اور امام کی اقتداء کرے تو کیا اس کی نماز صحیح اور کافی ہے؟

ج: اس کی نماز صحیح اور کافی ہے، خواہ اس نے نماز جمعہ کی آخری رکعت کے رکوع میں ہی شرکت کرلی ہو۔

س ٦٣٠: ہمارے شہر میں اذان ظہر کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد نماز جمعہ قائم ہوتی ہے تو کیا یہ نماز، نماز ظہر سے کافی ہے یا نماز ظہر کا اعادہ ضروری ہے؟

ج: زوال آفتاب کے ساتھ ہی نماز جمعہ کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ زوال عرفی کی ابتداء سے تقریباً ایک، دو گھنٹہ سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔

س ٦٣١: ایک شخص نماز جمعہ میں جانے کی طاقت نہیں رکھتا تو کیا وہ اوائل وقت میں نماز ظہر وعصر پڑھ سکتا ہے؟ یا نماز جمعہ ختم ہونے کا انتظار کرے اور اس کے بعد نماز ظہر وعصر پڑھے؟

ج: اس پر انتظار واجب نہیں ہے بلکہ اس کے لئے اول وقت میں نماز ظہرین پڑھنا جائز ہے۔

س ٦٣٢: اگر منصوب شدہ امام جمعہ صحیح وسالم ہو اور وہاں پر حاضر بھی ہو تو کیا وہ عارضی امام جمعہ کو نماز جمعہ پڑھانے کے لئے معین کرسکتا ہے؟ اور کیا وہ عارضی امام جمعہ کی اقتداء کرسکتا ہے؟

ج: منصوب شدہ امام جمعہ کی موجودگی میں نائب کیلئے جمعہ پڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی منصوب شدہ امام کے لئے اپنے نائب کی اقتداء کرنے میں کوئی مانع ہے۔

نماز عیدین

س ٦٣٣: آپ کی نظر میں نماز عیدین اور جمعہ، واجبات کی کونسی قسم میں سے ہیں؟

ج: عصر حاضر میں نماز عیدین واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے، لیکن نماز جمعہ واجب تخییری ہے۔

س ٦٣٤: کیا نماز عیدین کے قنوت میں کمی اور زیادتی اس کے باطل ہونے کا سبب بنتی ہے؟

ج: اگر اس سے مراد قنوت کو لمبا یا مختصر پڑھنا ہو تو اس سے نماز عید باطل نہیں ہوتی لیکن اگر مراد انکی تعداد میں کمی بیشی کرنا ہو تو ضروری ہے کہ نماز عید اسی طرح پڑھے جیسے فقہی کتب میں مذکور ہے۔

س ٦٣٥: ماضی میں رواج یہ تھا کہ امام جماعت ہی مسجد میں عید الفطر کی نماز پڑھایا کرتا تھا۔ کیا اب بھی ائمۂ جماعت کے لئے نماز عیدین پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

ج: ولی فقیہ کے وہ نمائندے جن کو ولی فقیہ کی طرف سے نماز عید قائم کرنے کی اجازت ہو نماز عید پڑھا سکتے ہیں اسی طرح وہ ائمہ جمعہ بھی دور حاضر میں نماز عید، جماعت سے پڑھا سکتے ہیں جن کو ولی فقیہ کی طرف سے منصوب کیا گیا ہے، لیکن ان کے علاوہ باقی افراد کے لئے احوط یہ ہے کہ نماز عید فرادیٰ پڑھیں، اور رجاء کی نیت سے جماعت کے ساتھ پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، لیکن ورود کے قصد سے نہیں۔ ہاں اگر مصلحت کا تقاضا یہ ہو کہ شہر میں ایک ہی نماز عید قائم کی جائے تو اولیٰ یہ ہے کہ اسے ولی فقیہ کے منصوب کردہ امام کے علاوہ کوئی اور نہ پڑھائے۔

س ٦٣٦: کیا نماز عید فطر کی قضا کی جا سکتی ہے؟

ج: اس کی قضا نہیں ہے۔

س ٦٣٧: کیا نماز عید فطر میں اقامت ہے؟

ج: اس میں اقامت نہیں ہے۔

س ٦٣٨: اگر نماز عید فطر میں امام جماعت، اقامت کہے تو اس کی اور دیگر نماز گزاروں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اس سے امام جماعت اور دیگر ماموین کی نماز کے صحیح ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

نماز مسافر

س ٦٣٩: مسافر کے لئے ہر نماز کو قصر پڑھنا واجب ہے یا بعض نمازوں کو؟

ج: قصر کا وجوب ،پنجگانہ نمازوں کی صرف چار رکعتی یعنی ''ظہر وعصر اور عشاء'' کی نمازوں سے مخصوص ہے، صبح اور مغرب کی نماز قصر نہیں ہوتی۔

س ٦٤٠: مسافر پر چار رکعتی نمازوں میں وجوب قصر کے شرائط کیا ہیں؟

ج: یہ آٹھ شرطیں ہیں:

۱۔ سفر کی مسافت آٹھ شرعی فرسخ (۴۵ کلومیٹر) ہو یعنی صرف جانے کا فاصلہ یا صرف آنے کا فاصلہ یا دونوں طرف کا مجموعی فاصلہ آٹھ شرعی فرسخ ہو، بشرطیکہ صرف جانے کی مسافت چار فرسخ سے کم نہ ہو۔

۲۔ سفر پر نکلتے وقت آٹھ فرسخ کی مسافت کو طے کرنے کا قصد رکھتا ہو۔ لہذا اگر ابتدا سے اس مسافت کا قصد نہ کرے یا اس سے کم کا قصد کرے اور منزل پر پہنچ کر دوسری جگہ کا قصد کرلے اور اس دوسری جگہ اور پچھلی منزل کے درمیان کا فاصلہ شرعی مسافت کے برابر نہ ہو، لیکن جہاں سے پہلے چلا تھا وہاں سے شرعی مسافت ہو تو قصر نہیں ہے۔

۳۔ مسافت تمام ہونے تک عزم سفر باقی رہے، لہذا اگر چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے ارادہ بدل دے یا اس سفر کو جاری رکھنے میں متردد ہو جائے تو اس کے بعد اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہوگا، اگر چہ ارادہ بدلنے سے قبل اس نے جو نمازیں قصر پڑھی ہیں وہ صحیح ہیں۔

۴۔ سفر کو اپنے وطن سے گزرنے یا ایسی جگہ سے گزرنے کے ذریعے کہ جہاں دس روز یا اس سے زیادہ ٹھہرنا چاہتا ہے قطع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

۵۔ شرعی اعتبار سے اس کا سفر جائز ہو، لہذا اگر سفر معصیت کا ہو، خواہ وہ سفر خود ہی معصیت و حرام ہو جیسے

جنگ سے فرار کرنا یا غرضِ سفر حرام ہو جیسے ڈاکہ ڈالنے کے لئے سفر کرنا، تو اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہوگا اور نماز پوری ہوگی۔

٦۔ مسافر، ان خانہ بدوشوں میں سے نہ ہو کہ جن کا کوئی معین مقام (وطن) نہیں ہوتا بلکہ وہ صحراؤں میں گھومتے رہتے ہیں اور جہاں انہیں پانی، گھاس اور چراگاہیں مل جائیں وہیں پر ڈیرہ ڈال دیتے ہیں۔

٧۔ سفر اس کا پیشہ نہ ہو جیسے ڈرائیور اور ملاح وغیرہ اور یہ حکم ان لوگوں کا بھی ہے جن کا مشغلہ سفر میں ہو۔

٨۔ یہ حدِ ترخص تک پہنچ جائے اور حدِ ترخص سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے شہر کی اذان نہ سنی جاسکے اور وہاں سے شہر کی دیواریں نظر نہ آئیں۔

جس شخص کا پیشہ یا پیشے کا مقدمہ سفر ہو

س ٦٤١: جس شخص کا سفر اس کے پیشے کا مقدمہ ہو، کیا وہ سفر میں پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے، یا یہ (پوری نماز پڑھنا) اس شخص سے مخصوص ہے جس کا پیشہ ہی یقینی طور پر سفر ہو اور مرجع دینی، امام خمینیؒ کے اس قول کے کیا معنی ہیں ''جس کا پیشہ سفر ہو'' کیا کوئی شخص ایسا بھی پایا جاتا ہے جس کا پیشہ سفر ہو؟ اس لئے کہ چرواہے، ڈرائیور اور ملاح وغیرہ کا پیشہ بھی چرانا، ڈرائیونگ کرنا اور کشتی چلانا ہے، اور بنیادی طور پر ایسا کوئی شخص نہیں پایا جاتا جس کا مقصد سفر کو پیشہ بنانا ہو؟

ج: جس شخص کا سفر اس کے پیشے کا مقدمہ ہو، اگر وہ ہر دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ کام کیلئے اپنے کام کی جگہ پر جاتا ہے تو وہ وہاں پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے اور فقہاء (رضوان اللہ علیہم) کے کلام ''جس کا شغل سفر ہو'' سے مراد وہ شخص ہے جس کے کام کا دار و مدار ہی سفر پر ہو جیسے وہ مشاغل جو آپ نے سوال میں ذکر کئے ہیں۔

س ٦٤٢: ان لوگوں کے روزے اور نماز کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو ایک شہر میں کام کرنے کے لئے ایک سال سے زائد مدت تک قیام کرتے ہیں یا وہ فوجی جو کسی شہر میں فوجی خدمت انجام دینے کے لئے ایک یا دو سال قیام کرتے ہیں، کیا ان پر ہر سفر کے بعد دس روز کے قیام کی نیت کرنا واجب ہے تاکہ وہ روزہ رکھ سکیں اور پوری نماز پڑھ سکیں یا نہیں؟ اور اگر وہ دس روز سے کم قیام کی نیت کریں تو ان کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر یہ لوگ ہر دس دن میں کم از کم ایک دفعہ اپنے کام کی جگہ کی طرف سفر کرتے ہوں تو پہلے سفر کے علاوہ انکی نماز پوری اور روزہ صحیح ہوگا لیکن پہلے سفر میں ان کا حکم وہی ہے جو باقی مسافروں کا ہے یعنی جب تک دس دن کے قیام کی نیت نہ کریں انکی نماز قصر ہے اور روزہ صحیح نہیں ہے۔

س ٦٤٣: جنگی طیاروں کے پائلٹ، جو اکثر ایام میں فوجی اڈوں سے پرواز کرتے ہیں اور شرعی مسافت سے کہیں زیادہ فاصلہ طے کرنے کے بعد واپس آتے ہیں، ان کی نماز اور روزے کا کیا حکم ہے۔

ج: اس سلسلہ میں ان کا حکم وہی ہے جو ڈرائیوروں، کشتیوں کے ملاحوں اور جہازوں کے پائلٹوں کا ہے یعنی سفر میں انکی نماز پوری اور روزہ صحیح ہے۔

س ٦٤٤: وہ قبائلی جو ایک یا دو ماہ کیلئے گرم علاقے سے سرد علاقے کی طرف یا برعکس نقل مکانی کرتے ہیں لیکن سال کا باقی حصہ اپنے ہی علاقے میں گزارتے ہیں تو کیا انکے دو وطن شمار ہوں گے؟ نیز ان میں سے ایک مقام پر رہائش کے دوران میں جو دوسرے مقام کی طرف سفر کرتے ہیں اس میں انکی نماز کا قصر یا تمام ہونے کے لحاظ سے کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ ہمیشہ گرم سے سرد علاقہ اور سرد سے گرم علاقہ کی طرف نقل مکانی کا قصد رکھتے ہوں تاکہ اپنے سال کے بعض ایام ایک جگہ گزاریں اور بعض ایام دوسری جگہ گزاریں اور انہوں نے دونوں جگہوں کو اپنی دائمی زندگی کے لئے اختیار کر رکھا ہو تو دونوں جگہیں ان کیلئے وطن شمار ہوں گی اور دونوں پر وطن کا حکم عائد ہوگا۔ اور اگر دونوں وطنوں کے درمیان کا فاصلہ، شرعی مسافت کے برابر ہو تو ایک وطن سے دوسرے وطن کی

طرف سفر کے راستے میں ان کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ٦٤٥: میں ایک شہر (سمنان) میں سرکاری ملازم ہوں اور میری ملازمت کی جگہ اور گھر کے درمیان تقریباً ۳۵ کلومیٹر کا فاصلہ ہے اور روزانہ اس مسافت کو اپنی ملازمت کی جگہ پہنچنے کے لئے طے کرتا ہوں۔ پس اگر کسی کام سے میں اس شہر میں چند راتیں ٹھہرنے کا ارادہ کرلوں تو میں اپنی نماز کیسے پڑھوں گا؟ کیا مجھ پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟ مثال کے طور پر اگر میں جمعہ کو اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کے لئے سمنان جاؤں تو کیا مجھے پوری نماز پڑھنا ہوگی یا نہیں؟

ج: اگر آپ کا سفر آپ کی اس ملازمت کیلئے نہیں ہے جس کے لئے آپ روزانہ جاتے ہیں تو اس پر شغل والے سفر کا حکم عائد نہیں ہوگا، لیکن اگر سفر خود اسی ملازمت کیلئے ہو لیکن اسکے ضمن میں دیگر کاموں، جیسے رشتہ داروں اور دوستوں سے ملاقات وغیرہ کو بھی انجام دیں اور بعض اوقات وہاں پر ایک رات یا چند راتیں ٹھہر جائیں تو کام کے لئے سفر کا حکم ان اسباب کی وجہ سے نہیں بدلے گا، بلکہ آپ کو پوری نماز پڑھنا ہوگی اور روزہ رکھنا ہوگا۔

س ٦٤٦: اگر ملازمت کی جگہ پر کہ جس کیلئے میں نے سفر کیا ہے، دفتری اوقات کے بعد ذاتی کام انجام دوں، مثلاً صبح سات بجے سے دو بجے تک دفتری کام انجام دوں اور دو بجے کے بعد ذاتی کام انجام دوں تو میری نماز اور روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: دفتری کام کو انجام دینے کے بعد ذاتی کاموں کو انجام دینا ''کام کیلئے سفر کرنے'' کے حکم کو تبدیل نہیں کرتا۔

س ٦٤٧: ان سپاہیوں کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے جو یہ جانتے ہیں کہ وہ دس دن سے زائد ایک جگہ قیام کریں گے، لیکن اس کا اختیار خود ان کے ہاتھ میں نہیں ہے؟ امید ہے امام خمینیؒ کا فتویٰ بھی بیان فرمائیں گے؟

ج: مفروضہ سوال میں اگر انہیں دس دن یا اس سے زائد ایک جگہ رہنے کا اطمینان ہو تو ان پر پوری نماز

پڑھنا اور روزہ رکھنا واجب ہے، اور یہی فتوی امام خمینیؒ کا بھی ہے۔

س ٦٤٨: ان سپاہیوں کے روزے اور نماز کا کیا حکم ہے جو فوج یا پاسداران انقلاب میں شامل ہیں اور جو دس دن سے زیادہ چھاؤنیوں میں اور دس دن سے زیادہ سرحدی علاقوں میں رہتے ہیں؟ برائے مہربانی امام خمینیؒ کا فتویٰ بھی بیان فرمائیں؟

ج: اگر وہ دس دن یا اس سے زیادہ ایک جگہ قیام کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں یا وہ جانتے ہوں کہ دس دن یا اس سے زیادہ وہاں رہنا ہوگا تو وہاں پر انکی نماز پوری ہوگی اور انہیں روزہ بھی رکھنا ہوگا اور امام خمینیؒ کا فتوی بھی یہی ہے۔

س ٦٤٩: امام خمینیؒ کی توضیح المسائل کے باب ''نماز مسافر''، ''ساتویں شرط'' میں آیا ہے: ''ڈرائیور پر واجب ہے کہ پہلے سفر کے بعد پوری نماز پڑھے، لیکن پہلے سفر میں اس کی نماز قصر ہے خواہ سفر طویل ہی کیوں نہ ہو'' تو کیا پہلے سفر سے مراد وطن سے چلنا اور لوٹ کر وطن واپس آنا ہے یا نہیں بلکہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ جانے سے پہلا سفر مکمل ہو جائیگا؟

ج: اگر اسکی آمد و رفت عرف عام میں ایک سفر شمار ہوتی ہے جیسے استاد جو پڑھانے کیلئے اپنے وطن سے کسی شہر کی طرف سفر کرتا ہے اور پھر شام کو یا اگلے دن اپنے گھر واپس آ جاتا ہے تو اس صورت میں اسکی رفت و آمد کو پہلا سفر شمار کیا جائے گا اور اگر عرف عام میں ایک سفر شمار نہ کیا جائے جیسے ڈرائیور جو سامان اٹھانے کیلئے ایک منزل کی طرف سفر کرتا ہے اور پھر وہاں سے مسافروں کو سوار کرنے یا دوسرا سامان اٹھانے کیلئے سفر کرتا ہے اور اسکے بعد اپنے وطن کی طرف پلٹ آتا ہے تو اس صورت میں اپنی منزل مقصود تک پہنچ کر اسکا پہلا سفر مکمل ہو جائیگا۔

س ٦٥٠: وہ شخص جس کا مستقل پیشہ ڈرائیونگ نہ ہو، بلکہ مختصر مدت کے لئے ڈرائیونگ کی ذمہ داری اسے سونپی گئی ہو، جیسے چھاؤنیوں وغیرہ میں فوجیوں پر موٹر گاڑی چلانے کی ذمہ داری عائد کر دی جاتی ہے، کیا ایسا شخص مسافر کے حکم میں ہے یا اس پر پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا واجب ہے؟

ج: اگر عرف عام میں گاڑی کی ڈرائیونگ کو اس مدت میں ان کا پیشہ سمجھا جائے تو اس مدت میں ان کا وہی حکم ہے جو تمام ڈرائیوروں کا ہے۔

س ٦٥١: جب کسی ڈرائیور کی گاڑی میں کوئی نقص پیدا ہو جائے اور وہ اس کے پرزے اور اسباب لینے کیلئے دوسرے شہر جائے تو کیا اس طرح کے سفر میں وہ پوری نماز پڑھے گا یا قصر، جبکہ اس سفر میں اس کی گاڑی اس کے ساتھ نہیں ہے؟

ج: اگر اس سفر میں اس کا شغل ڈرائیورنگ نہ ہو اور عرف عام بھی اسکے اس سفر کو شغل والا سفر شمار نہ کرے تو اس کا حکم وہی ہے، جو تمام مسافروں کا ہے۔

طلبہ کا حکم

س ٦٥٢: یونیورسٹیوں کے ان طلبہ کا کیا حکم ہے جو ہفتہ میں کم از کم دو دن تحصیل علم کیلئے سفر کرتے ہیں یا ان ملازمین کا کیا حکم ہے جو ہر ہفتہ اپنے کام کے لئے سفر کرتے ہیں؟ واضح رہے کہ وہ ہر ہفتہ سفر کرتے ہیں لیکن کبھی یونیورسٹی یا کام کی جگہ میں چھٹی ہو جانے کی وجہ سے وہ ایک ماہ تک اپنے اصلی وطن میں رہتے ہیں اور اس ایک ماہ کی مدت میں سفر نہیں کرتے تو جب وہ ایک ماہ کے بعد پھر سے سفر کا آغاز کریں گے تو کیا اس پہلے سفر میں انکی نماز قاعدہ کے مطابق قصر ہو گی اور اس کے بعد وہ پوری نماز پڑھیں گے؟

ج: تحصیل علم کیلئے جانے والوں کی نماز قصر ہے اور ان کیلئے سفر میں روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے، خواہ ان کا سفر ہفتہ وار ہو یا روزانہ ہو، لیکن جو شخص کام کے لئے سفر کرتا ہے خواہ وہ مستقل کام کرتا ہو یا کسی دفتر میں اگر وہ دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے کام کرنے کی جگہ اور اپنے وطن یا اپنی رہائشگاہ کے درمیان رفت و

آمد کرتا ہوتو دوسرے سفر سے وہ پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ رکھنا بھی صحیح ہوگا اور جب وہ کام والے دوسفروں کے درمیان اپنے وطن میں یا کسی اور جگہ پر دس دن کا قیام کرے تو ان دس دنوں کے بعد کام کے لئے کئے جانے والے پہلے سفر میں نماز قصر پڑھے گا اور روزہ نہیں رکھے گا۔

س ٦٥٣: میں رفسنجان کے قریب سکول میں ٹیچر ہوں لیکن یونیورسٹی میں داخلہ ہوجانے کی وجہ سے اس میں اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے پر بھی مأمور ہوں چنانچہ ہفتے کے پہلے تین دن کرمان میں اپنی تعلیمی سرگرمیوں میں مشغول ہوتا ہے اور باقی دن اپنے شہر میں اپنی ڈیوٹی انجام دیتا ہوں میری نماز اور روزوں کا کیا حکم ہے کیا مجھ پر طالب علم والا حکم عائد ہوگا یا نہیں؟

ج: اگر آپ تعلیم حاصل کرنے پر مأمور ہیں تو آپ کی نماز پوری ہے اور روزہ بھی صحیح ہے۔

س ٦٥٤: اگر دینی طالب علم یہ نیت کرے کہ وہ تبلیغ کو اپنا مشغلہ بنائے گا تو مذکورہ فرض کے مطابق وہ سفر میں پوری نماز پڑھ سکتا ہے اور روزہ بھی رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اس شخص کا سفر تبلیغ، ہدایت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے نہ ہو بلکہ کسی اور کام کے لئے سفر کرے تو اس کے روزے نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر تبلیغ وہدایت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو عرف عام میں اس کا شغل اور کام کہا جاتا ہو تو ان چیزوں کے لئے اس کے سفر کا حکم وہی ہے جو شغل کے لئے تمام سفر کرنے والوں کا ہے اور اگر کبھی ان کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے سفر کرے تو دیگر تمام مسافروں کی طرح نماز قصر پڑھے اور اس کا روزہ صحیح نہیں ہے۔

س ٦٥٥: جو لوگ غیر معینہ مدت کے لئے سفر کرتے ہیں جیسے حوزہ علمیہ کے طالب علم یا حکومت کے وہ ملازمین جو کسی شہر میں غیر معینہ مدت کے لئے مامور کئے جاتے ہیں، ان کے روزوں اور نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: درس پڑھنے اور ملازمت کرنے کی جگہ پر وطن کا حکم مترتب نہیں ہوتا مگر یہ کہ درس یا ملازمت کے مقام پر ان کا قیام اتنا طویل ہو کہ اب وہ مقام عرفی طور پر ان کا وطن شمار ہونے لگے۔

س ٦٥٦: اگر دینی طالب علم اس شہر میں رہتا ہے جو اس کا وطن نہیں ہے اور وہاں دس روز قیام کی نیت

کرنے سے قبل وہ جانتا تھا یا یہ قصد رکھتا تھا کہ شہر سے باہر واقع مسجد میں ہر ہفتے جائے گا۔ آیا وہ دس دن کے قیام کی نیت کر سکتا ہے یا نہیں؟

ج: قصد اقامت کے دوران قیام گاہ سے ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ ایک تہائی دن یا ایک تہائی رات کے برابر تک، شرعی مسافت سے کم باہر جانے کا ارادہ، قصد اقامت کو ختم نہیں کرتا ہے اور جس جگہ جانے کا ارادہ ہے وہ جائے اقامت میں داخل ہے یا نہیں، اس کی تشخیص عرف عام پر منحصر ہے۔

قصد اقامت اور مسافتِ شرعی

س ٦٥٧: میں جس جگہ ملازمت کرتا ہوں وہ قریبی شہر سے شرعی مسافت سے کم فاصلہ پر واقع ہے اور چونکہ دونوں جگہ میرا وطن نہیں ہے، لہذا میں اپنی ملازمت کی جگہ دس روز ٹھہرنے کا قصد کرتا ہوں تا کہ پوری نماز پڑھ سکوں اور روزہ رکھ سکوں اور جب میں اپنے کام کی جگہ پر دس روز قیام کرنے کا قصد کرتا ہوں تو دس روز کے دوران میں یا اس کے بعد قریبی شہر میں جانے کا قصد نہیں کرتا، پس درج ذیل حالات میں شرعی حکم کیا ہے؟

۱۔ جب میں اچانک یا کسی کام سے دس دن کامل ہونے سے پہلے اس شہر میں جاؤں اور تقریباً دو گھنٹے وہاں ٹھہرنے کے بعد اپنے کام کی جگہ واپس آ جاؤں۔

۲۔ جب میں دس روز کامل ہونے کے بعد اس شہر کے کسی ایک معین محلہ میں جاؤں اور میرے وہاں تک جانے کا فاصلہ شرعی مسافت سے زیادہ نہ ہو اور ایک رات، وہاں قیام کر کے میں اپنی قیامگاہ کی طرف واپس آ جاؤں۔

۳۔ جب میں دس روز قیام کے بعد اس شہر کے کسی ایک معین محلہ کے قصد سے نکلوں، لیکن

اس محلہ میں پہنچنے کے بعد میرا ارادہ بدل جائے اور میں ایک اور محلہ میں جانے کی نیت کرلوں جو میری قیامگاہ سے شرعی مسافت سے زیادہ دور ہے؟

ج: ۱۔۲۔ قیام گاہ پر پوری نماز والے حکم کے مستقر ہو جانے کے بعد خواہ وہ قیام گاہ میں کم از کم ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کی وجہ سے ہی ہو شرعی مسافت سے کم فاصلہ تک جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے ایک دن جائے یا کئی دن اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اپنی قیامگاہ سے دس دن کامل ہونے کے بعد نکلے یا دس دن کامل ہونے سے قبل، بلکہ نئے سفر سے پہلے تک پوری نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

۳۔ جس شہر میں انسان قیام پذیر ہے اسکے دیگر محلوں میں جانا اگرچہ ان محلوں اور جس محلے میں یہ قیام پذیر ہے، کے درمیان مسافت شرعی کا فاصلہ ہو، قصد اقامت اور اسکے حکم کو نقصان نہیں پہنچاتا لیکن اگر ایک شہر میں قصد اقامت کرنے کے بعد دوسرے اس شہر میں جائے کہ جس کا اسکے قیام والے شہر سے شرعی مسافت کا فاصلہ ہے تو اس کا پہلے والا قصد اقامت ختم ہو جائیگا اور قیام گاہ کی طرف پلٹنے کے بعد اسے دوبارہ قصد اقامت کرنا ہوگا۔

س ۶۵۸: مسافر اپنے وطن سے نکلنے کے بعد اگر اس راستے سے گزرے جہاں سے اس کے اصلی وطن کی اذان کی آواز سنائی دے، یا اس کے وطن کے گھروں کی دیواریں دکھائی دیں تو کیا اس سے مسافت پر کوئی اثر پڑتا ہے؟

ج: اگر اپنے وطن سے نہ گزرے تو اس سے قطع مسافت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ اس سے سفر کا سلسلہ منقطع ہوتا ہے، لیکن جب تک وہ اپنے وطن اور حد ترخص کے درمیان والے مقام میں ہے اس پر مسافر والا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۶۵۹: جہاں میں ملازم ہوں اور فی الحال جہاں میرا قیام ہے، وہ میرا اصلی وطن نہیں ہے اور اس جگہ اور میرے وطن کے درمیان شرعی مسافت سے زیادہ فاصلہ ہے۔ ملازمت کی جگہ کو میں نے اپنا اصلی وطن نہیں بنایا ہے اور یہ ممکن ہے کہ وہاں میں فقط چند سال رہوں، میں بعض اوقات وہاں سے دفتری کاموں کے لئے مہینے بھر میں دو یا تین دن کے سفر پر جاتا ہوں لہذا جب میں

اس شہر سے نکل کر جس میں، میں رہائش پذیر ہوں مسافت شرعی سے زیادہ دور جاؤں اور پھر وہیں لوٹ آؤں تو کیا مجھ پر واجب ہے کہ دس دن کے قیام کی نیت کروں یا اس کی ضرورت نہیں ہے؟ اور اگر دس دن کے قیام کی نیت واجب ہے تو شہر کے اطراف میں کتنی مسافت تک میں جا سکتا ہوں؟

ج: آپ جس شہر میں رہائش پذیر ہیں، اگر وہاں سے شرعی مسافت تک جاتے ہیں تو سفر سے لوٹ کر اس شہر میں آنے پر از سر نو دس دن کے قیام کی نیت ضروری ہے اور جب صحیح طریقہ سے آپ کا دس دن کے قیام کا قصد مستقر ہو جائے اور پوری نماز پڑھنے کا حکم آپ کا فریضہ بن جائے، چاہے کم از کم ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے ہی ہو اگر ابتدا سے شرعی مسافت سے کم تک جانے کا قصد ہو تو اپنی رہائش گاہ سے ایک سے دو گھنٹے تک ایک دن یا کئی دن جو مجموعی طور پر دن یا رات کے تیسرے حصے سے زیادہ نہ ہو شرعی مسافت سے کم فاصلہ تک سفر کرنے سے دس دن کے قیام کی نیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، جیسا کہ قیام کی نیت کے دوران اس شہر کے باغوں اور کھیتوں میں جانے سے اقامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

س ٦٦٠: ایک شخص چند سال سے اپنے وطن سے چار کلو میٹر دور رہتا ہے اور ہر ہفتہ گھر جاتا ہے لہذا اگر یہ شخص اس مقام کی طرف سفر کرے کہ جس کا اس کے وطن سے ۲۵ کلو میٹر کا فاصلہ ہے، لیکن جس جگہ وہ چند سال تعلیم حاصل کرتا رہا ہے وہاں سے اس کا فاصلہ ۲۲ کلو میٹر ہے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وطن سے اس جگہ تک سفر کرے تو اسکی نماز قصر ہے۔

س ٦٦١: ایک مسافر نے تین فرسخ تک جانے کا قصد کیا، لیکن ابتداء ہی سے اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس سفر کے دوران ایک خاص کام کی انجام دہی کیلئے ایک چھوٹے راستے سے ایک فرسخ تک جائے گا پھر اصلی راستہ پر آ جائے گا اور اپنے سفر کو جاری رکھے گا تو اس مسافر کے روزہ اور نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر مسافر کا حکم جاری نہیں ہوگا اور مسافت شرعی کو پورا کرنے کیلئے اصلی راستہ سے نکل کر دوبارہ اس

پر لوٹ آنے کا اضافہ کرنا کافی نہیں ہے۔

س ٦٦٢: امام خمینیؒ کے (اس) فتویٰ کے پیش نظر کہ جب آٹھ فرسخ (۴۵ کلومیٹر) کا سفر کرے تو نماز قصر پڑھنا اور روزہ نہ رکھنا واجب ہے، اگر جانے کا راستہ چار فرسخ سے کم ہو لیکن واپسی پر (سواری نہ ملنے یا راستے کی مشکلات کے پیش نظر) ایسا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جو چھ فرسخ سے زیادہ ہو تو اس صورت میں نماز و روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر جانا چار فرسخ (22.5 کلومیٹر) سے کم ہو اور فقط واپسی کا راستہ بھی شرعی مسافت کے برابر نہ ہو تو نماز پوری پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

س ٦٦٣: جو شخص اپنی قیام گاہ سے ایسی جگہ جائے جس کا فاصلہ شرعی مسافت سے کم ہو اور ہفتہ بھر میں اس جگہ سے متعدد بار دوسری جگہوں کا سفر کرے، اس طرح کہ کل مسافت آٹھ فرسخ سے زیادہ ہو جائے تو اس کا کیا فریضہ ہے؟

ج: اگر وہ گھر سے نکلتے وقت شرعی مسافت کا قصد نہیں رکھتا تھا اور اس کی پہلی منزل اور ان دوسری جگہوں کے درمیان کا فاصلہ بھی شرعی مسافت کے برابر نہ تھا تو اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ٦٦٤: اگر ایک شخص اپنے شہر سے کسی خاص جگہ کے قصد سے نکلے اور پھر اس جگہ ادھر اُدھر گھومتا رہے تو کیا اس کا یہ اِدھر اُدھر گھومنا اس مسافت میں شمار ہوگا جو اس نے اپنے گھر سے طے کی ہے؟

ج: منزل مقصود پر ادھر ادھر گھومنا مسافت میں شمار نہیں ہوگا۔

س ٦٦٥: کیا قصد اقامت کے وقت قیام گاہ سے چار فرسخ سے کم فاصلے پر جانے کی نیت کی جا سکتی ہے؟

ج: اقامت گاہ سے شرعی مسافت سے کم فاصلے تک جانے کا قصد اگر دس دن کے قیام کے صادق آنے کو ضرر نہ پہنچائے جیسے کہ اگر دن رات میں چند گھنٹے کے لئے باہر جائے لیکن مجموعی طور پر یہ جانا دن یا رات کے ایک تہائی حصہ سے زیادہ نہ ہو تو ایسی نیت قصد اقامت کے صحیح ہونے کے لئے مضر نہیں ہے۔

س ٦٦٦: اس بات کے پیش نظر کہ اپنی قیامگاہ سے اپنی جائے ملازمت تک جانا کہ جن کے درمیان ۲۴ کلومیٹر سے زیادہ کا فاصلہ ہے پوری نماز پڑھنے کا موجب ہے، لہذا اگر میں اپنی ملازمت کے شہر کے حدود سے باہر نکلوں یا کسی دوسرے شہر کی طرف جاؤں کہ جس کا فاصلہ میرے کام کرنے کی جگہ سے شرعی مسافت سے کم ہے اور ظہر سے قبل یا بعد اپنی ملازمت کی جگہ واپس آجاؤں تو کیا میری نماز پھر بھی پوری ہوگی؟

ج: ملازمت کی جگہ سے شرعی مسافت سے کم فاصلے تک جانے سے اگرچہ اس کا آپ کے کام کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو جائے ملازمت پر آپ کے روزہ نماز کا حکم نہیں بدلے گا، اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ آپ اپنی ملازمت کی جگہ پر ظہر سے قبل واپس آئیں یا بعد۔

س ٦٦٧: میں اصفہان کا رہنے والا ہوں اور ایک عرصے سے "شاہین شہر" کی یونیورسٹی میں ملازمت کرتا ہوں جو اصفہان کے قریب ہے اور اصفہان اور "شاہین شہر" کے درمیان فاصلہ شرعی مسافت سے کم (تقریبا بیس کلومیٹر) ہے، لیکن یونیورسٹی کہ جو شہر کے اطراف میں واقع ہے تک کا فاصلہ شرعی مسافت سے زیادہ (تقریباً ۲۵ کیلومیٹر) ہے اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یونیورسٹی شاہین شہر میں ہے اور اس تک میرا راستہ شہر کے اندر سے گزرتا ہے لیکن میری اصلی منزل مقصود یونیورسٹی ہے تو کیا مجھے مسافر شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

ج: اگر دونوں شہروں کے درمیان چار شرعی فرسخ سے کم فاصلہ ہو تو اس پر سفر کا حکم مرتب نہیں ہوگا۔

س ٦٦٨: میں ہر ہفتہ حضرت سیدہ 'معصومہ' 'علیھا السلام' کے مرقد کی زیارت اور مسجد جمکران کے اعمال بجالانے کی غرض سے قم جاتا ہوں، اس سفر میں مجھے پوری نماز پڑھنا چاہیے یا قصر؟

ج: اس سفر میں آپ کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے اور آپ کی نماز قصر ہے۔

س ٦٦٩: شہر "کاشمر" میری جائے ولادت ہے اور ۱۹۶۶ (۱۳۴۵ ہجری شمسی) سے ۱۹۹۰ (۱۳۶۹ ہجری شمسی) تک میں تہران میں مقیم رہا ہوں اور اسے میں نے اپنا وطن بنا رکھا تھا اور اب تین سال سے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ادارہ کی طرف سے بندر عباس میں تعینات ہوں اور

ایک سال کے اندر پھر اپنے وطن تہران لوٹ جاؤں گا، اس بات کے پیش نظر کہ میں جب تک بندر عباس میں ہوں ہر لحظے امکان ہے کہ مجھے بندر عباس کے ساتھ ملحق شہروں میں ڈیوٹی کیلئے جانا پڑے اور کچھ مدت مجھے وہاں ٹھہرنا پڑے اور ادارے کی طرف سے میری جو ڈیوٹی لگائی جاتی ہے اسکے وقت کا بھی پہلے سے اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ برائے مہربانی سب سے پہلے میرے روزہ و نماز کا حکم بیان فرمائیں؟

دوسرے یہ کہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ میں اکثر اوقات یا سال کے چند مہینوں میں ڈیوٹی کے سلسلے میں چند روز سفر میں رہتا ہوں، کیا میرے اوپر کثیر السفر کا عنوان صادق آتا ہے یا نہیں؟

اور تیسرے یہ کہ میری زوجہ کی نماز و روزہ کا کیا حکم ہے، جبکہ وہ خانہ دار ہے، اسکی جائے پیدائش تہران ہے اور وہ میری وجہ سے بندر عباس میں رہتی ہے؟

ج: اس وقت جہاں آپ ڈیوٹی پر ہیں اور جو آپ کا وطن نہیں ہے، وہاں پر آپ کے روزہ اور نماز کا وہی حکم ہے جو مسافر کے روزہ و نماز کا حکم ہے، یعنی نماز قصر ہے اور روزہ صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ کہ آپ وہاں دس دن قیام کرنے کی نیت کرلیں یا ہر دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ اپنی ڈیوٹی سے متعلقہ کام کی انجام دہی کے لئے سفر کریں، لیکن آپ کی زوجہ جو آپ کی ڈیوٹی کے مقام پر آپ کے ساتھ ہے اگر وہاں دس روز ٹھہرنے کی نیت کرے تو اس کی نماز تمام اور روزہ صحیح ہے ورنہ نماز قصر اور وہاں پر روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے۔

س ۶۷۰: ایک شخص نے ایک جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کیا ہے، کیونکہ اسے علم تھا کہ وہاں دس دن ٹھہرے گا یا اس نے اس امر کا عزم کر رکھا تھا، پھر اس نے ایک چار رکعتی نماز پوری پڑھ لی جس سے اس پر پوری نماز پڑھنے کا حکم مترتب ہوگیا۔ اب اسے ایک غیر ضروری سفر پیش آگیا ہے تو کیا اس کے لئے یہ سفر جائز بھی ہے؟

ج: اس کے سفر کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے خواہ سفر غیر ضروری بھی ہو۔

س ۶۷۱: اگر کوئی شخص امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے سفر کرے اور یہ جانتا ہو کہ وہاں دس روز

سے کم قیام کرے گا، لیکن نماز پوری پڑھنے کی غرض سے دس روز ٹھہرنے کی نیت کرلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ جانتا ہو کہ وہاں دس روز قیام نہیں کرے گا تو اس کا دس دن ٹھہرنے کی نیت کرنا بے معنی ہے اور اس کی نیت کا کوئی اثر نہیں ہے بلکہ وہاں نماز قصر پڑھے گا۔

س ۶۷۲: شہر سے باہر کے ملازم پیشہ لوگ جو اپنے کام والے شہر میں کبھی بھی دس روز قیام نہیں کرتے اور ان کا سفر بھی شرعی مسافت سے کم ہوتا ہے تو نماز کے سلسلہ میں ان کا کیا حکم ہے قصر پڑھیں یا پوری؟

ج: اگر انکے وطن اور ملازمت کے مقام کے درمیان اگرچہ آمد و رفت دونوں کو ملا کر شرعی مسافت کے برابر فاصلہ نہ ہو تو ان پر مسافر کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور جس شخص کے وطن اور جائے ملازمت کے درمیان شرعی مسافت کے برابر فاصلہ ہو تو اگر وہ دس روز کے اندر کم از کم ایک مرتبہ ان دو کے درمیان رفت و آمد کرے تو اسکی نماز پوری ہوگی لیکن اگر اپنے وطن یا ملازمت کی جگہ میں دس یا اس سے زیادہ دن قیام کرے تو دس دن کے قیام کے بعد سفر اول میں اس کا وہی حکم ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۶۷۳: اگر کوئی شخص کسی جگہ سفر کرے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہاں کتنے دن قیام کرنا ہے، دس روز یا اس سے کم تو اسے کس طرح نماز پڑھنی چاہیے؟

ج: ہر مردد شخص کی ذمہ داری یہ ہے کہ تیس دن تک نماز قصر پڑھے اور اسکے بعد پوری پڑھے اگر چہ اسے اسی دن واپس پلٹنا ہو۔

س ۶۷۴: جو شخص دو مقامات پر تبلیغ کرتا ہے اور اس علاقہ میں دس روز قیام کا قصد رکھتا ہے تو اس کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر عرف عام میں یہ دو علاقے شمار ہوں تو وہ نہ دونوں مقامات میں قصد اقامت کرسکتا ہے اور نہ ہی ایک مقام پر، جبکہ وہ دس روز کے اندر دوسرے مقام تک رفت و آمد کا قصد رکھتا ہو۔

حد ترخص

س ٦٧٥: جرمنی اور یورپ کے بعض شہروں کا درمیانی فاصلہ (یعنی ایک شہر سے نکلنے اور دوسرے شہر میں داخل ہونے کے سائن بورڈ کی مسافت) ایک سو میٹر سے زیادہ نہیں ہے دو شہروں کے بعض مکانات اور راستے تو ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں، ایسے موارد میں حد ترخص کہاں سے شروع ہوتی ہے؟

ج: جہاں دو شہر ایک دوسرے سے اس طرح متصل ہوں جیسا کہ مذکورہ سوال میں ہے تو ایسے دو شہر، ایک شہر کے دو محلوں کے حکم میں ہیں یعنی ایک شہر سے خارج ہونے اور دوسرے شہر میں داخل ہونے کو سفر شمار نہیں کیا جائے گا، کہ اسکے لئے حد ترخص معین کی جائے۔

س ٦٧٦: حد ترخص کا معیار شہر کی اذان سننا اور شہر کی دیواروں کو دیکھنا ہے، کیا (حد ترخص میں) ان دونوں کا ایک ساتھ ہونا ضروری ہے یا دونوں میں سے ایک کافی ہے؟

ج: احتیاط یہ ہے کہ دونوں علامتوں کی رعایت کی جائے اگر چہ بعید نہیں ہے کہ حد ترخص کی تعیین کے لئے اذان کا نہ سنائی دینا ہی کافی ہو۔

س ٦٧٧: کیا حد ترخص میں شہر کے ابتدائی گھروں۔ جہاں سے مسافر شہر سے خارج ہوتا ہے یا اس میں داخل ہوتا ہے۔ کی اذان کا سنائی دینا معیار ہے یا شہر کے وسط کی اذان کا سنائی دینا؟

ج: شہر کے اس آخری حصے کی اذان سننا معیار ہے کہ جہاں سے مسافر شہر سے نکلتا ہے یا اس میں داخل ہوتا ہے۔

س ٦٧٨: ہمارے یہاں ایک علاقہ کے لوگوں کے درمیان شرعی مسافت کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں شہر کے آخری گھروں کی وہ دیواریں معیار ہیں جو ایک دوسرے سے متصل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شہر کے گھروں سے باہر جو کارخانے اور متفرق آبادیاں ہیں، ان سے

مسافت کا حساب کرنا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ شہر کا آخری حصہ کونسا ہے؟

ج: شہر کی آخری حدود کی تعیین عرف عام پر موقوف ہے اگر عرف عام میں کارخانوں اور متفرق آبادیوں کو شہر کا حصہ شمار نہ کیا جائے تو مسافت کا حساب شہر کے آخری گھروں سے کیا جائیگا۔

سفر معصیت

س ۶۷۹: جب انسان یہ جانتا ہو کہ وہ جس سفر پر جا رہا ہے، اس میں وہ گناہ اور حرام میں مبتلا ہو گا تو کیا اس کی نماز قصر ہے یا پوری؟

ج: جب تک اس کا سفر ترک واجب یا فعل حرام کی غرض سے نہ ہو تو اسکی نماز دیگر مسافروں کی طرح قصر ہے۔

س ۶۸۰: جس شخص نے گناہ کی غرض سے سفر نہیں کیا، لیکن راستے میں اس نے معصیت کی غرض سے اپنے سفر کو تمام کرنے کی نیت کی ہے، تو کیا اس شخص پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے یا قصر؟ اور اثنائے سفر میں جو قصر نمازیں پڑھ چکا ہے کیا وہ صحیح ہیں یا نہیں؟

ج: جس وقت سے اس نے اپنے سفر کو گناہ و معصیت کی غرض سے جاری رکھنے کی نیت کی ہے اس وقت سے اس پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے اور معصیت کی نیت کے بعد جو نمازیں اس نے قصر پڑھی ہیں ان کو دوبارہ پوری پڑھنا واجب ہے۔

س ۶۸۱: اس سفر کا کیا حکم ہے جو تفریح یا ضروریات زندگی کے خریدنے کے لئے کیا جائے اور اس سفر میں نماز اور اس کے مقدمات کے لئے جگہ میسر نہ ہو؟

ج: اگر وہ جانتا ہے کہ اس سفر میں اس سے بعض وہ چیزیں چھوٹ جائیں گی جو نماز میں واجب ہیں

تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایسے سفر پر نہ جائے بشرطیکہ سفر ترک کرنے میں اس کیلئے ضرر یا حرج نہ ہو۔ بہر حال کسی بھی صورت میں نماز کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

احکام وطن

س ٦٨٢: میری جائے پیدائش تہران ہے، جبکہ میرے والدین کا وطن ''مہدی شہر'' ہے، لہذا وہ سال میں متعدد بار ''مہدی شہر'' جاتے ہیں، ان کے ساتھ میں بھی جاتا ہوں، لہذا میرے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ میں ''مہدی شہر'' کو رہائش کے لئے اپنا وطن نہیں بنانا چاہتا، بلکہ میرا ارادہ تہران ہی میں رہنے کا ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں آپ کے والدین کے اصلی وطن میں آپ کے روزہ و نماز کا حکم وہی ہے جو دیگر مسافروں کے روزہ و نماز کا ہوتا ہے۔

س ٦٨٣: میں ہر سال چھ ماہ ایک شہر میں اور چھ ماہ دوسرے شہر میں رہتا ہوں جو کہ میری جائے پیدائش ہے اور یہی شہر میرا اور میرے گھر والوں کا مسکن بھی ہے، لیکن پہلے شہر میں بطور مستمر نہیں ٹھہرتا، مثلاً دو ہفتے، دس روز یا اس سے کم وہاں رہتا ہوں پھر اس کے بعد اپنی جائے پیدائش اور اپنے گھر والوں کے وطن لوٹ آتا ہوں، میرا سوال یہ ہے کہ اگر میں پہلے شہر میں دس روز سے کم ٹھہرنے کی نیت کروں تو کیا میرا حکم مسافر کا ہے یا نہیں؟

ج: اگر وہ شہر آپ کا وطن نہیں ہے اور اسے وطن بنانے کا ارادہ بھی نہیں ہے تو جس وقت آپ وہاں دس روز سے کم رہتے ہیں اس میں آپ کا حکم وہی ہے جو مسافر کا ہے مگر یہ کہ اس شہر میں آپ کام کرتے ہوں اور کم از کم ہر دس دن میں ایک مرتبہ اس شہر میں اپنے کام کیلئے آتے جاتے ہوں تو پھر آپ کی نماز پوری اور روزہ صحیح ہے۔

س ٦٨٤: تقریباً بارہ سال سے دائمی وطن کا قصد کئے بغیر ایک شہر میں رہتا ہوں، کیا یہ شہر میرا وطن ہو جائے گا؟ اور اس شہر کو میرا وطن ہو جانے میں کتنی مدت درکار ہے؟ اور یہ امر کیسے ثابت ہوگا کہ عرف اس شہر کو میرا وطن سمجھتا ہے؟

ج: جب تک انسان کسی شہر کو ہمیشہ رہنے کیلئے انتخاب نہ کرے وہ اس کا وطن نہیں بنے گا مگر یہ کہ مستقل رہائش کے قصد کے بغیر اتنی طویل مدت تک اس شہر میں رہے کہ عرف عام میں اس شہر کو اس کا وطن شمار کیا جائے اور عرف عام کی رائے جاننا خود انسان کی ذمہ داری ہے۔

س ٦٨٥: ایک شخص کا وطن تہران ہے اور اب وہ تہران کے قریب ایک دوسرے شہر کو اپنے لئے وطن بنانا چاہتا ہے، اور چونکہ اس کا روزانہ کا کسب وکار تہران میں ہے، لہذا وہ دس روز بھی اس شہر میں نہیں رہ سکتا چہ جائیکہ چھ ماہ تک رہے بلکہ وہ روزانہ اپنے کام پر جاتا ہے اور رات کو اس شہر میں لوٹ آتا ہے۔ اس شہر میں اس کے نماز و روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: نئے شہر کو وطن بنانے کی یہ شرط نہیں ہے کہ انسان اسے وطن بنانے کا ارادہ کرنے اور اس میں سکونت اختیار کرنے کے بعد چھ ماہ تک مسلسل اسی جگہ رہے، بلکہ جب اسے نئے وطن کے طور پر انتخاب کرلے اور اس قصد کے ساتھ کچھ مدت (اگرچہ صرف راتیں) وہاں رہائش رکھے تو وہ اس کا وطن شمار ہوگا۔

س ٦٨٦: میری اور میری زوجہ کی جائے پیدائش ''کاشمر'' ہے، لیکن جب سے میں سرکاری ملازم ہوا ہوں اس وقت سے میں نیشاپور منتقل ہو گیا ہوں اگرچہ ماں باپ اب بھی کاشمر میں ہی رہتے ہیں۔ نیشاپور کی طرف ہجرت کے آغاز میں ہی ہم نے اصلی وطن (کاشمر) سے اعراض کرلیا تھا، مگر ۱۵ سال گزر جانے کے بعد اب ہم نے اپنا ارادہ پھر بدل لیا ہے۔

مہربانی فرما کر درج ذیل سوالات کے جواب بیان فرمائیں:

۱۔ جب ہم اپنے والدین کے گھر جاتے ہیں اور چند روز ان کے پاس قیام کرتے ہیں تو میری اور میری زوجہ کی نماز کا حکم کیا ہے؟

۲۔ ہمارے والدین کے وطن (کاشمر) کے سفر میں اور وہاں چند روز قیام کے دوران،

ہمارے ان بچوں کا کیا فریضہ ہے جو ہماری موجودہ رہائش گاہ نیشاپور میں پیدا ہوئے اور اب بالغ ہو چکے ہیں؟

ج: جب آپ نے اپنے اصلی وطن "کاشمر" سے اعراض کرلیا تو اب وہاں آپ دونوں پر وطن کا حکم جاری نہیں ہوگا، مگر یہ کہ آپ زندگی گزارنے کیلئے دوبارہ وہاں لوٹ جائیں اور کچھ مدت تک وہاں اس نیت سے رہیں، اسی طرح یہ شہر آپ کی اولاد کا وطن بھی نہیں ہے، بلکہ اس شہر میں آپ سب لوگ مسافر کے حکم میں ہیں۔

س ۶۸۷: ایک شخص کے دو وطن ہیں اور دونوں میں وہ پوری نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے تو کیا اس کے بچوں پر کہ جن کی وہ دیکھ بھال اور کفالت کرتا ہے، اس مسئلہ میں اپنے ولی اور سرپرست کا اتباع واجب ہے؟ یا اس سلسلہ میں وہ اپنا مستقل عمل کر سکتے ہیں؟

ج: زوجہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر کے نئے وطن کو اپنا وطن نہ بنائے، لیکن جب تک اولاد کم سن ہے اور اپنی زندگی و ارادہ میں مستقل نہیں ہوئے یا اس مسئلہ میں باپ کے ارادہ کے تابع ہیں تو باپ کا نیا وطن ان کے لئے بھی وطن شمار ہوگا۔

س ۶۸۸: اگر ولادت کا ہسپتال (زچہ خانہ) باپ کے وطن سے باہر ہو اس طرح کہ وضع حمل کی خاطر ماں کے لئے چند روز اس ہسپتال میں داخل ہونا ضروری ہو اور بچے کی ولادت کے بعد وہ پھر اپنے گھر لوٹ آئے تو اس پیدا ہونے والے بچے کا وطن کونسا ہوگا؟

ج: اگر ہسپتال والدین کے اس وطن میں ہو جس میں وہ زندگی گزار رہے ہیں تو وہی شہر بچے کا بھی وطن ہے اور کسی شہر میں پیدا ہونے سے وہ شہر اس بچے کا وطن نہیں بنتا، بلکہ اس کا وطن وہی ہے جو اس کے والدین کا ہے جہاں بچہ ولادت کے بعد منتقل ہوتا ہے اور جس میں ماں باپ کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔

س ۶۸۹: ایک شخص چند سال سے اہواز شہر میں رہتا ہے، لیکن اسے اپنے لئے وطن ثانی نہیں بنایا ہے، تو اگر وہ اس شہر سے شرعی مسافت سے کم یا زیادہ فاصلہ پر جائے اور دوبارہ اس شہر میں واپس آجائے تو وہاں واپس آنے کے بعد اس کے نماز و روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: جب اہواز میں اس نے قصد اقامت کرلیا اور کم از کم ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے اس کے لئے

پوری نماز پڑھنے کا حکم جاری ہو گیا تو جب تک وہاں سے شرعی مسافت تک نہیں نکلتا اس وقت تک وہاں پوری نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا اور اگر وہاں سے شرعی مسافت تک یا اس سے زیادہ دور جائے تو اس کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۶۹۰: میں عراقی ہوں اور اپنے وطن عراق کو چھوڑنا چاہتا ہوں، کیا میں پورے ایران کو اپنا وطن بنا سکتا ہوں؟ یا صرف اسی جگہ کو اپنا وطن قرار دے سکتا ہوں جہاں میں ساکن ہوں؟ یا اپنے لئے وطن بنانے کے لئے گھر خریدنا ضروری ہے؟

ج: نئے وطن کے لئے شرط ہے کہ کسی مخصوص اور معین شہر کو وطن بنانے کا قصد کیا جائے اور اس میں اتنا عرصہ زندگی بسر کرے کہ عرف عام میں کہا جائے یہ شخص اسی شہر کا باشندہ ہے، لیکن اس شہر میں گھر وغیرہ کا مالک ہونا شرط نہیں ہے۔

س ۶۹۱: جس شخص نے بلوغ سے قبل اپنی جائے پیدائش سے ہجرت کی تھی اور وہ ترک وطن کے مسئلہ کو نہیں جانتا تھا اور اب وہ بالغ ہوا ہے تو وہاں اس کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس نے باپ کے ساتھ اپنی جائے پیدائش سے ہجرت کی تھی اور اس شہر میں دوبارہ اس کے باپ کا زندگی بسر کرنے کا ارادہ نہیں تھا تو وہ جگہ اس کیلئے وطن نہیں ہوگی۔

س ۶۹۲: اگر انسان کا ایک وطن ہو اور وہ فی الحال وہاں نہ رہتا ہو، لیکن کبھی کبھی اپنی زوجہ کے ہمراہ وہاں جاتا ہو تو کیا شوہر کی طرح زوجہ بھی وہاں پوری نماز پڑھے گی یا نہیں؟ اور جب زوجہ اکیلی اس جگہ جائے گی تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: صرف کسی جگہ کا شوہر کا وطن ہونا سبب نہیں ہے کہ وہ زوجہ کا بھی وطن ہو اور وہاں پر اس کے لئے وطن کے احکام جاری ہوں۔

س ۶۹۳: کیا جائے ملازمت وطن کے حکم میں ہے؟

ج: کسی جگہ ملازمت کرنے سے وہ جگہ اس کا وطن نہیں بنتی ہے، لیکن اگر وہ ہر دس روز کی مدت میں کم از کم ایک مرتبہ اپنی رہائش گاہ سے اپنے کام کرنے کی جگہ پر کہ جو اس کی رہائش گاہ سے شرعی مسافت کے فاصلہ پر ہے، جاتا ہو تو وہاں نماز پوری پڑھے گا اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے۔

س ٦٩٤: کسی شخص کے اپنے وطن کو چھوڑنے کے کیا معنی ہیں؟ اور کیا عورت کے شادی کر لینے اور شوہر کے ساتھ چلے جانے سے وطن چھوڑنا ثابت ہو جاتا ہے یا نہیں؟

ج: وطن چھوڑنے سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے وطن سے اس قصد سے نکلے کہ اب دوبارہ اس میں زندگی گزارنے کیلئے نہیں پلٹے گا، اور عورت کے صرف دوسرے شہر میں شوہر کے گھر جانے کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ اس نے اپنے اصلی وطن سے اعراض کر لیا ہے۔

س ٦٩٥: گزارش ہے کہ وطن اصلی اور وطن ثانی کے متعلق اپنا نظریہ بیان فرمائیں

ج: وطن اصلی: اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں انسان پیدا ہوتا ہے اور کچھ عرصہ وہاں رہتا ہے اور وہیں نشو ونما پاتا ہے۔ وطن ثانی: اس جگہ کو کہتے ہیں جسے انسان اپنی دائمی سکونت کیلئے منتخب کرے اگرچہ ہر سال چند ماہ اس میں رہنے کا ہی ارادہ رکھتا ہو۔

س ٦٩٦: میرے والدین شہر ''ساوہ'' کے باشندے ہیں، دونوں بچپنے میں تہران آگئے تھے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ شادی کے بعد شہر چالوس منتقل ہو گئے کیونکہ میرے والد وہاں ملازمت کرتے تھے، لہذا اس وقت میں تہران اور ساوہ میں کس طرح نماز پڑھوں؟ واضح رہے میری پیدائش تہران میں ہوئی ہے، لیکن وہاں کبھی نہیں رہا ہوں۔

ج: اگر آپ نے تہران میں پیدا ہونے کے بعد وہاں نشو ونما نہیں پائی ہے تو تہران آپ کا اصلی وطن نہیں ہے اور اگر آپ نے تہران اور ساوہ میں سے کسی ایک کو اپنا اصلی وطن قرار نہیں دیا ہے تو ان دونوں میں آپ کیلئے وطن کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ٦٩٧: جس شخص نے اپنے وطن سے اعراض نہیں کیا ہے لیکن چھ سال سے کسی اور شہر میں مقیم ہے، لہذا جب وہ اپنے وطن جائے تو کیا وہاں اس کو پوری نماز پڑھنی چاہئے یا قصر؟ واضح رہے کہ وہ امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی ہے۔

ج: اگر اس نے سابق وطن سے اعراض نہیں کیا ہے تو وطن کا حکم اس کے لئے باقی ہے اور وہ وہاں پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے۔

س ۶۹۸: ایک طالب علم نے تبریز شہر کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے تبریز میں چار سال کیلئے کرایہ پر گھر لے رکھا ہے، علاوہ ازایں اب اس کا ارادہ ہے کہ اگر ممکن ہوا تو وہ دائمی طور پر تبریز ہی میں رہے گا آج کل وہ ماہ رمضان مبارک میں کبھی کبھار اپنے اصلی وطن جاتا ہے، کیا دونوں جگہوں کو اس کا وطن شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

ج: اگر مقام تعلیم کو ابھی وطن بنانے کا پختہ ارادہ نہیں کیا تو وہ جگہ اس کے وطن کے حکم میں نہیں ہے، لیکن اس کا اصلی وطن، حکم وطن پر باقی ہے جب تک اس سے اعراض نہ کرے۔

س ۶۹۹: میں شہر ''کرمانشاہ'' میں پیدا ہوا ہوں اور چھ سال سے تہران میں مقیم ہوں، لیکن اپنے اصلی وطن سے اعراض نہیں کیا ہے، اور تہران کو بھی وطن بنانے کا قصد کیا ہے لہذا جب ہم ایک سال یا دو سال کے بعد تہران کے ایک محلے سے دوسرے محلے میں منتقل ہوتے ہیں تو اس میں میرے روزے و نماز کا کیا حکم ہے؟ اور چونکہ ہم چھ ماہ سے زائد عرصہ سے تہران کے نئے علاقے میں رہتے ہیں تو کیا ہمارے لئے یہاں پر وطن کا حکم جاری ہوگا یا نہیں؟ اور جب ہم دن بھر میں تہران کے مختلف علاقوں میں آتے جاتے ہیں تو ہماری نماز اور روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر آپ نے موجودہ تہران یا اس کے کسی ایک محلہ کو وطن بنانے کا قصد کیا ہو تو پورا تہران آپ کا وطن ہے اور اس میں آپ کی نماز پوری اور روزہ صحیح ہے اور تہران کے اندر ادھر ادھر جانے پر سفر کا حکم نہیں لگے گا۔

س ۷۰۰: ایک شخص گاؤں کا رہنے والا ہے آج کل اس کی ملازمت اور رہائش تہران میں ہے اور اس کے والدین گاؤں میں رہتے ہیں اور وہاں پر انکی زمین و جائداد بھی ہے، وہ شخص ان کی احوال پرسی اور امداد کے لئے وہاں جاتا ہے، لیکن وہاں پر سکونت اختیار کرنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں ہے واضح رہے کہ وہ گاؤں اس شخص کی جائے پیدائش بھی ہے، لہذا وہاں اس کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس شخص کی اس گاؤں میں زندگی بسر کرنے اور اس میں رہائش رکھنے کی نیت نہ ہو تو وہاں اس پر وطن کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

س ۷۰۱: کیا جائے ولادت کو وطن سمجھا جائے گا خواہ پیدا ہونے والا وہاں نہ رہتا ہو؟

ج: اگر کچھ عرصہ تک وہاں زندگی گزارے اور وہیں نشو ونما پائے تو جب تک وہ اس جگہ سے اعراض نہیں کرے گا اس وقت تک وہاں اس پر وطن کا حکم جاری ہوگا، ورنہ نہیں۔

س ۷۰۲: اس شخص کی نماز اور روزے کا کیا حکم ہے جو ایک سرزمین میں طویل مدت (۹ سال) سے مقیم ہے اور فی الحال اس کا اپنے وطن میں آنا ممنوع ہے، لیکن اسے یہ یقین ہے کہ ایک دن وطن واپس ضرور جائے گا؟

ج: جس ملک میں وہ اس وقت مقیم ہے وہاں اس کے روزہ اور نماز کا وہی حکم ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۷۰۳: میں نے اپنی عمر کے چھ سال گاؤں میں اور آٹھ سال شہر میں گزارے ہیں اور حال ہی میں تعلیم کیلئے مشہد آیا ہوں، لہذا ان تمام مقامات پر میرے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: وہ گاؤں جو آپ کی جائے پیدائش ہے وہی آپ کا وطن ہے اور وہاں آپ کی نماز پوری ہے اور روزہ صحیح ہے بشرطیکہ اس سے اعراض نہ کیا ہو، لیکن مشہد کو آپ جب تک وطن بنانے کا قصد نہ کریں، وہاں آپ مسافر کے حکم میں ہیں اور جس شہر میں آپ نے کئی سال گزارے ہیں اگر آپ نے اسے وطن بنایا تھا تو وہ بھی اس وقت تک آپ کے وطن کے حکم میں رہے گا جب تک آپ وہاں سے اعراض نہ کریں، ورنہ اس میں آپ مسافر کے حکم میں رہیں گے۔

زوجہ کی تابعیت

س ۷۰۴: کیا وطن اور اقامت کے بارے میں زوجہ شوہر کے تابع ہے؟

ج: صرف زوجیت، جبری طور پر شوہر کے تابع ہونے کی موجب نہیں ہے، لہذا زوجہ کو یہ حق حاصل ہے کہ

قصد اقامت اور وطن اختیار کرنے میں شوہر کا اتباع نہ کرے، ہاں اگر زوجہ اپنا وطن اختیار کرنے یا اس سے اعراض کرنے میں شوہر کے تابع ہو تو اس سلسلہ میں اس کے شوہر کا قصد ہی اس کے لئے کافی ہے، پس اس کا شوہر جس شہر میں وطن کی نیت سے مشترکہ زندگی بسر کرنے کیلئے منتقل ہوا ہے وہی اس کا بھی وطن شمار ہوگا۔ اسی طرح اگر شوہر اس وطن کو چھوڑ دے جس میں وہ دونوں رہتے تھے اور کسی دوسری جگہ چلا جائے تو یہ زوجہ کا بھی اپنے وطن سے اعراض شمار ہوگا اور سفر میں دس دن کے قیام کے سلسلہ میں اس کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ شوہر کے قصد اقامت سے آگاہ ہو بشرطیکہ وہ اپنے شوہر کے ارادہ کے تابع ہو، بلکہ اگر وہ اقامت کے دوران اپنے شوہر کے ساتھ رہنے پر مجبور ہو تو بھی اس کا یہی حکم ہے۔

س۷۰۵: ایک جوان نے دوسرے شہر کی لڑکی سے شادی کی ہے، تو جس وقت یہ لڑکی اپنے والدین کے گھر جائے تو پوری نماز پڑھے گی یا قصر؟

ج: جب تک وہ اپنے اصلی وطن سے اعراض نہ کرے اس وقت تک وہاں پوری نماز پڑھے گی۔

س۷۰۶: کیا بیوی یا بچے، امام خمینیؒ کی توضیح المسائل کے مسئلہ "۱۲۸۴" کے زمرے میں آتے ہیں؟ یعنی کیا انکے سفر کیلئے خود انکا سفر کی نیت کرنا شرط نہیں ہے؟ نیز کیا باپ کے وطن میں ان سب کی نماز پوری ہوگی جو اسکے تابع ہیں؟

ج: اگر سفر میں خواہ جبری طور پر ہی سہی وہ باپ کے تابع ہوں تو سفر کے لئے باپ کا قصد ہی کافی ہے، بشرطیکہ انہیں اس کی اطلاع ہو، لیکن وطن اختیار کرنے یا اس سے اعراض کرنے میں اگر وہ اپنے ارادہ اور زندگی میں خود مختار نہ ہوں، بلکہ طبیعی اور فطری طور پر۔ باپ کے تابع ہوں تو وطن سے اعراض کرنے اور نیا وطن اختیار کرنے کے سلسلہ میں کہ جہاں ان کا باپ دائمی طور پر زندگی گزارنے کیلئے منتقل ہوا ہے، باپ کے تابع ہوں گے۔

بڑے شہروں کے احکام

س۷۰۷: بڑے شہروں میں وطن بنانے کے قصد اور ان میں دس دن اقامت کے بارے میں آپ

کی رائے کیا ہے؟

ج: بڑے اور عام شہروں میں، احکام مسافر، وطن اختیار کرنے اور دس روز قیام کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے، بلکہ بڑے شہر کو اسکے کسی خاص محلہ کو معین کئے بغیر وطن بنانے کا قصد کرنے اور کچھ مدت اس شہر میں زندگی گزارنے سے اس پورے شہر پر وطن کا حکم جاری ہوگا، جیسا کہ اگر کوئی شخص کسی محلہ کو معین کئے بغیر ایسے شہر میں دس روز قیام کی نیت کرے تو یہ اسکے تمام محلوں میں نماز پوری پڑھے گا اور اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

س ۷۰۸: ایک شخص کو امام خمینیؒ کے اس فتوے کی اطلاع نہیں تھی کہ تہران بڑے شہروں میں سے ہے، انقلاب کے بعد اسے امام خمینیؒ کے فتوے کا علم ہوا ہے، لہٰذا اس کے ان روزوں اور نمازوں کا کیا حکم ہے جو عادی طریقہ سے اس نے انجام دیئے ہیں؟

ج: اگر ابھی تک وہ اس مسئلہ میں امام خمینیؒ کی تقلید پر باقی ہے تو اس پر ان گزشتہ اعمال کا تدارک واجب ہے جو امام خمینیؒ کے فتوے کے مطابق نہ ہوں، چنانچہ جو نمازیں اس نے قصر کی جگہ پوری پڑھی تھیں ان کو قصر کی صورت میں بجالائے اور ان روزوں کی قضا کرے جو اس نے مسافرت کی حالت میں رکھے تھے۔

نماز اجارہ

س ۷۰۹: مجھ میں نماز پڑھنے کی طاقت نہیں ہے، کیا میں کسی دوسرے شخص کو نائب بنا کر اس سے اپنی نمازیں پڑھوا سکتا ہوں؟ اور کیا نائب کے اجرت طلب کرنے اور نہ کرنے میں کوئی فرق ہے؟

ج: ہر شخص جب تک زندہ ہے جیسے بھی ممکن ہو اپنی واجب نماز کو خود ادا کرے، نائب کا اس کی طرف سے نماز ادا کرنا کافی نہیں ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے خواہ وہ اجرت لے یا نہ لے۔

س ۷۱۰: جو شخص اجارہ کی نماز پڑھتا ہے:

ا۔ کیا اس پر، اذان و اقامت کہنا تینوں سلام پڑھنا اور مکمل طور پر تسبیحات اربعہ پڑھنا واجب ہے؟

۲۔ اگر ایک دن ظہر و عصر کی نماز بجالائے اور دوسرے دن مکمل طور پر نماز پنجگانہ پڑھے، تو کیا اس میں ترتیب ضروری ہے؟

۳۔ نماز اجارہ میں کیا میت کے خصوصیات بیان کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

ج: میت کے خصوصیات بیان کرنا ضروری نہیں ہے اور صرف نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کے درمیان ترتیب کی رعایت ضروری ہے اور جب تک عقد اجارہ میں اجیر کے لئے خاص کیفیت کی شرط نہ رکھی گئی ہو اور نہ ہی ذہنوں میں کوئی ایسی خاص کیفیت موجود ہو کہ جس کی طرف مطلق عقد اجارہ کا انصراف ہو تو ایسی صورت میں اس کو چاہیے کہ نماز کو متعارف مستحبات کے ساتھ بجالائے، لیکن ہر نماز کے لئے اذان کہنا واجب نہیں ہے۔

نماز آیات

س ۷۱۱: نماز آیات کیا ہے اور شریعت کے اعتبار سے اس کے واجب ہونے کے اسباب کیا ہیں؟

ج: یہ دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں پانچ رکوع اور دو سجدے ہیں، شریعت کے لحاظ سے اس کے واجب ہونے کے اسباب یہ ہیں:

سورج گہن اور چاند گہن خواہ ان کے معمولی حصے کو ہی لگے، اسی طرح زلزلہ اور ہر وہ غیر معمولی چیز جس سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جائیں، جیسے سرخ، سیاہ یا پیلی آندھیاں یا شدید تاریکی، یا زمین کا دھنسنا، پہاڑ کا ٹوٹ کر گرنا، بجلی کی کڑک اور گرج اور وہ آگ جو کبھی آسمان میں نظر آتی ہے۔ سورج گہن، چاند گہن اور زلزلہ

کے علاوہ باقی سب چیزوں میں شرط ہے کہ عام لوگ ان سے خوف زدہ ہو جائیں لہٰذا اگر ان میں سے کوئی چیز خوفناک نہ ہو یا اس سے بہت کم لوگ خوف زدہ ہوں تو نماز آیات واجب نہیں ہے۔

س ۷۱۲: نماز آیات پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

ج: اسے بجالانے کے چند طریقے ہیں:

۱۔ نیت اور تکبیرۃ الاحرام کے بعد حمد و سورہ پڑھے پھر رکوع میں جائے اس کے بعد رکوع سے سر اٹھائے اور حمد و سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے، پھر رکوع سے بلند ہو کر حمد و سورہ پڑھے پھر رکوع بجالائے، پھر سر اٹھائے اور حمد و سورہ پڑھے اور اسی طرح اس رکعت میں پانچ رکوع بجالائے پھر سجدے میں جائے اور دو سجدے بجالانے کے بعد کھڑا ہو کر پہلی رکعت کی طرح عمل کرے پھر دو سجدے بجالائے اور اس کے بعد تشہد اور سلام پڑھے۔

۲۔ نیت اور تکبیرۃ الاحرام کے بعد سورہ حمد اور کسی سورہ کی ایک آیت پڑھ کر رکوع میں جائے پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اسی سورہ کی دوسری آیت پڑھے اور رکوع میں جائے، پھر سر اٹھا کر اسی سورہ کی تیسری آیت پڑھے، پانچویں رکوع تک اسی طرح بجالائے یہاں تک کہ جس سورے کی ایک ایک آیت ہر رکوع سے پہلے پڑھی تھی وہ تمام ہو جائے اس کے بعد پانچواں رکوع اور پھر دو سجدے بجالائے پھر کھڑا ہو جائے اور سورہ حمد اور کسی سورہ کی ایک آیت پڑھ کر رکوع کرے اور دوسری رکعت کو بھی پہلی رکعت کی طرح بجا لائے اور تشہد و سلام پڑھ کر نماز ختم کردے، چنانچہ اگر (اس طریقے کے مطابق) ہر رکوع سے پہلے کسی سورہ کی ایک آیت پر اکتفا کرے تو سورہ حمد کو رکعت کی ابتداء میں ایک مرتبہ سے زیادہ نہ پڑھے۔

۳۔ مذکورہ دونوں طریقوں میں سے ایک رکعت کو پہلے طریقہ سے اور دوسری کو دوسرے طریقے سے بجا لائے۔

۴۔ وہ سورہ جس کی ایک آیت پہلے رکوع سے قبل قیام میں پڑھی تھی، اسے دوسرے، تیسرے یا چوتھے رکوع سے پہلے والے قیام میں ختم کردے پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قیام میں سورہ حمد اور ایک دوسرا سورہ یا اسکی ایک آیت پڑھے اگر تیسرے یا چوتھے رکوع سے پہلے ہو اور اس صورت میں واجب ہے کہ اس سورہ کو پانچویں رکوع سے پہلے مکمل کردے۔

س ۷۱۳: کیا نماز آیات اسی شخص پر واجب ہے جو اس شہر میں تھا جس میں اسباب نماز آیات رونما

ہوئے ہیں، یا ہر اس شخص پر واجب ہے جسے ان کا علم ہوگیا ہو، خواہ وہ اس شہر میں نہ ہو جس میں اسباب نماز آیات رونما ہوئے ہیں؟

ج: نماز آیات اسی شخص پر واجب ہے جو اس شہر میں ہو جس میں آثار رونما ہوئے ہیں اسی طرح اس شخص پر بھی واجب ہے جو اس کے نزدیک والے شہر میں رہتا ہو، اتنا نزدیک کہ دونوں کو ایک شہر کہا جاتا ہو۔

س ۷۱٤: اگر زلزلہ کے وقت ایک شخص بے ہوش ہو اور زلزلہ ختم ہو جانے کے بعد ہوش میں آئے تو کیا اس پر بھی نماز آیات واجب ہے؟

ج: اگر اسے زلزلہ واقع ہونے کی خبر نہ ہو یہاں تک کہ وقوع زلزلہ سے متصل وقت گزر جائے تو اس پر نماز آیات واجب نہیں ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ نماز کو بجالائے۔

س ۷۱۵: کسی علاقہ میں زلزلہ آنے کے بعد مختصر مدت کے درمیان بہت ہی معمولی دسیوں زلزلے اور زمینی جھٹکے آتے ہیں، ان حالات میں نماز آیات کا کیا حکم ہے؟

ج: ہر جھٹکا جسے مستقل زلزلہ شمار کیا جائے اسکے لئے علیحدہ نماز آیات واجب ہے خواہ شدید ہو یا خفیف۔

س ۷۱٦: جب زلزلے درج کرنے والا مرکز اعلان کرے کہ فلاں علاقہ میں جس میں ہم رہتے ہیں زلزلہ کے کئی معمولی جھٹکے آئے ہیں اور جھٹکوں کی تعداد کا بھی ذکر کرے، لیکن ہم نے انہیں بالکل محسوس نہ کیا ہو تو کیا اس صورت میں ہمارے اوپر نماز آیات واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر آپ نے زلزلہ کے دوران یا اس کے فوراً بعد وقوع زلزلہ کو خود محسوس نہ کیا ہو تو آپ پر نماز آیات واجب نہیں ہے۔

نوافل

س ۷۱۷: کیا نافلہ نمازوں کو بلند آواز سے پڑھا جائے یا آہستہ آواز سے۔

ج: مستحب ہے کہ دن کی نافلہ نمازوں کو آہستہ اور شب کی نافلہ نمازوں کو بلند آواز سے پڑھا جائے۔

س۷۱۸: نماز شب جو دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہے کیا اسے دو مرتبہ چار چار رکعت کر کے، ایک مرتبہ دو رکعت اور ایک مرتبہ ایک رکعت (وتر) پڑھ سکتے ہیں؟

ج: نماز شب کو چار چار رکعت کر کے پڑھنا جائز نہیں ہے۔

س۷۱۹: جب ہم نماز شب پڑھتے ہیں تو کیا واجب ہے کہ کسی کو اسکی خبر نہ ہو اور واجب ہے کہ ہم تاریکی میں نماز شب پڑھیں؟

ج: تاریکی میں نماز شب پڑھنا اور اسے دوسروں سے چھپانا شرط نہیں ہے ہاں اس میں ریا جائز نہیں ہے۔

س۷۲۰: نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد اور خود نافلہ کے وقت میں، کیا نافلہ ظہر و عصر قضا کی نیت سے پڑھے جائیں یا کسی اور نیت سے؟

ج: احتیاط یہ ہے کہ اس وقت قربۃً الی اللہ کی نیت سے پڑھے جائیں، ادا اور قضا کی نیت نہ کی جائے۔

س۷۲۱: برائے مہربانی ہمیں نماز شب کے طریقہ سے تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں؟

ج: نماز شب مجموعی طور پر گیارہ رکعات ہیں، ان میں سے آٹھ رکعتوں کو، جو دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہیں، نماز شب کہتے ہیں اور انکے بعد دو رکعت کو نماز شفع کہتے ہیں اور یہ نماز صبح کی طرح پڑھی جاتی ہے۔ اس نماز کی آخری ایک رکعت کو نماز وتر کہتے ہیں اس کے قنوت میں مومنین کے لئے استغفار و دعا کرنا اور خدائے منان سے حاجات طلب کرنا مستحب ہے، اس کی ترتیب دعاؤں کی کتابوں میں مذکور ہے۔

س۷۲۲: نماز شب کا کیا طریقہ ہے؟ یعنی اس میں کونسا سورہ، استغفار اور دعا واجب ہے؟

ج: نماز شب میں کوئی سورہ، استغفار اور دعا اسکے جز کے عنوان سے معتبر نہیں ہے، بلکہ نیت اور تکبیرۃ الاحرام کے بعد ہر رکعت میں سورہ حمد پڑھے اور اگر چاہے تو اسکے بعد دوسرا سورہ پڑھے پھر رکوع و سجود اور تشہد و سلام بجالائے۔

نماز کے متفرقہ احکام

س ۷۲۳: وہ کون سا طریقہ ہے جس سے گھر والوں کو نماز صبح کیلئے بیدار کیا جائے؟

ج: اس سلسلے میں گھر کے افراد کے لئے کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

س ۷۲٤: ان لوگوں کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے جو مختلف پارٹیوں اور گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں، اور بلا سبب ایک دوسرے سے بغض، حسد اور حتی دشمنی رکھتے ہیں؟

ج: انسان کیلئے دوسروں کے بارے میں بغض و حسد اور عداوت کا اظہار کرنا جائز نہیں ہے، لیکن یہ روزہ و نماز کے باطل ہونے کا سبب نہیں ہے۔

س ۷۲۵: اگر محاذ جنگ پر جہاد کرنے والا شدید حملوں کی وجہ سے سورہ فاتحہ نہ پڑھ سکے یا رکوع و سجود انجام نہ دے سکے تو وہاں پر کیسے نماز پڑھے؟

ج: اس کیلئے جس طرح نماز پڑھنا ممکن ہو پڑھے اور جب رکوع و سجود کرنے پر قادر نہ ہو تو دونوں کو اشاروں سے بجالائے۔

س ۷۲٦: والدین اولاد کو کس سن میں احکام و عبادات شرعی کی تعلیم دیں؟

ج: ولی کے لئے مستحب ہے کہ جب بچہ سن تمیز کو پہنچ جائے تو اسے شریعت کے احکام و عبادات کی تعلیم دے۔

س ۷۲۷: شہروں کے درمیان چلنے والی بسوں کے بعض ڈرائیور مسافروں کی نماز کو اہمیت نہ دیتے ہوئے ان کے کہنے پر بس نہیں روکتے کہ وہ لوگ اتر کر نماز پڑھ سکیں، لہذا بسا اوقات ان کی نماز قضا ہو جاتی ہے، اس سلسلہ میں بس ڈرائیور کی کیا ذمہ داری ہے؟ اور ایسی حالت میں اپنی نماز کے سلسلہ میں سواریوں کا کیا فریضہ ہے؟

ج: سواریوں پر واجب ہے کہ جب انہیں نماز کے قضا ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت کسی مناسب جگہ پر ڈرائیور سے بس روکنے کا مطالبہ کریں اور ڈرائیور پر واجب ہے کہ وہ مسافروں کے کہنے پر بس روک دے،

لیکن اگر وہ کسی معقول عذر کی بنا پر یا بلا سبب گاڑی نہ روکے تو سواریوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ اگر وقت ختم ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت چلتی گاڑی میں نماز پڑھیں اور ممکنہ حد تک قبلہ، قیام اور رکوع وسجود کی رعایت کریں۔

س ۷۲۸: یہ جو کہا جاتا ہے "چالیس دن تک شراب خور کا نماز وروزہ نہیں ہے" کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مدت میں اس پر نماز پڑھنا واجب نہیں ہے؟ اور پھر وہ اس مدت کے بعد فوت ہو جانے والی نمازوں کی قضا بجالائے؟ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر قضا اور ادا دونوں واجب ہیں؟ یا پھر اس کا مقصد یہ ہے کہ اس پر قضا واجب نہیں ہے، بلکہ ادا ہی کافی ہے، لیکن اس کا ثواب دوسری نمازوں سے کم ہوگا؟

ج: اس کا مطلب یہ ہے کہ شراب خوری نماز اور روزہ کی قبولیت میں رکاوٹ ہے، نہ کہ اس کی وجہ سے شراب خور سے نماز اور روزہ کا فریضہ ہی ساقط ہو جائے اور انکی قضا واجب ہو یا ادا اور قضا دونوں لازم ہوں۔

س ۷۲۹: اس وقت میرا شرعی فریضہ کیا ہے جب میں کسی شخص کو نماز کے کسی فعل کو غلط بجالاتے ہوئے دیکھوں؟

ج: اس سلسلے میں آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ مگر یہ کہ جب وہ حکم سے ناواقف ہونے کی بنا پر غلطی کرے تو احتیاط یہ ہے کہ اس کو ہدایت کریں۔

س ۷۳۰: نماز کے بعد نمازگزاروں کے آپس میں مصافحہ کرنے کے سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اس بات کی وضاحت کر دینا بھی مناسب ہے کہ بعض بزرگ علماء کہتے ہیں اس سلسلہ میں ائمہ معصومین علیہم السلام سے کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی ہے، پس مصافحہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، لیکن واضح ہے کہ مصافحہ کرنے سے نمازگزاروں کی دوستی اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے؟

ج: سلام اور نماز سے فراغت کے بعد مصافحہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور بالعموم مومنین کا آپس میں مصافحہ کرنا مستحب ہے۔

روزه

احکام روزہ

س ۷۳۱: اگر کوئی لڑکی سن بلوغ تک پہنچنے کے بعد جسمانی اعتبار سے کمزور ہونے کی وجہ سے ماہ رمضان کے روزے نہ رکھ سکتی ہو اور نہ ہی آنے والے ماہ رمضان تک ان کی قضا کی طاقت رکھتی ہو تو اس کے روزوں کا کیا حکم ہے؟

ج: صرف کمزوری و ناتوانی کے سبب روزہ اور اس کی قضا سے معذوری قضا کے ساقط ہونے کا موجب نہیں بنتی، بلکہ اس پر ماہ رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہے۔

س ۷۳۲: اگر نو بالغ لڑکیوں پر روزہ رکھنا کسی حد تک شاق ہو تو ان کے روزوں کا کیا حکم ہے؟ اور کیا لڑکیوں کے لئے سن بلوغ قمری حساب سے پورے نو سال ہے؟

ج: مشہور یہ ہے کہ قمری نو سال پورے ہونے پر لڑکیاں بالغ ہو جاتی ہیں۔ اور اس وقت ان پر روزہ رکھنا واجب ہے اور فقط بعض بہانوں کی وجہ سے ان کے لئے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر روزہ انہیں ضرر پہنچائے یا اس کا تحمل ان کیلئے بہت شاق ہو تو ان کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

س ۷۳۳: میں دقیقاً نہیں جانتا کہ کب بالغ ہوا ہوں لہذا یہ بتایئے کہ مجھ پر کب سے نماز اور روزوں کی قضا واجب ہے؟ اور کیا مجھ پر روزوں کا کفارہ بھی واجب ہے یا قضا ہی کافی ہے؟ جبکہ میں مسئلہ سے واقف نہیں تھا۔

ج: جس وقت سے آپ کو اپنے بلوغ کا یقین ہے اس وقت سے آپ پر ان نماز اور روزوں کی قضا واجب ہے جنکے فوت ہونے کا آپ کو یقین ہے، لیکن ان روزوں کی قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی واجب ہے جنہیں آپ نے یقینی بلوغ کے بعد مسئلہ اور حکم شرعی کو جاننے میں کوتاہی کرتے ہوئے جان بوجھ کر ترک

کر دیا تھا۔

س ۷۳٤: جس نو (۹) سالہ لڑکی پر روزہ واجب ہے لیکن شاق ہونے کی وجہ سے اس نے روزہ نہیں رکھا کیا اس پر قضا واجب ہے یا نہیں؟

ج: ماہ رمضان کے جو روزے اس نے نہیں رکھے ان کی قضا واجب ہے۔

س ۷۳٥: اگر کسی شخص کو معقول عذر کی بنا پر پچاس فیصد احتمال ہو کہ اس پر روزہ واجب نہیں ہے اور روزہ نہ رکھے، لیکن بعد میں واضح ہو کہ روزہ اس پر واجب تھا تو قضا اور کفارے کے لحاظ سے اس کا حکم کیا ہے؟

ج: اگر اس نے صرف اس احتمال کی بنا پر جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھا کہ اس پر روزہ واجب نہیں ہے تو سوال کی مفروضہ صورت میں اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں ہاں اگر اس نے نقصان کے خوف سے روزہ نہ رکھا ہو اور اس خوف کی کوئی عقلائی وجہ بھی ہو تو اس صورت میں قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں ہے۔

س ۷۳٦: ایک شخص فوج میں ملازم ہے وہ سفر اور ڈیوٹی پر رہنے کی وجہ سے پچھلے سال روزے نہیں رکھ سکا، اس سال پھر ماہ رمضان شروع ہو چکا ہے اور وہ ابھی تک ڈیوٹی پر ہے اور احتمال ہے کہ اس سال بھی روزے نہیں رکھ سکے گا کیا دو سال بعد جب وہ ڈیوٹی سے فارغ ہو جائے گا اس پر ان دو مہینوں کے روزوں کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر سفر کی وجہ سے ماہ رمضان کے روزے ترک ہوئے ہوں اور یہ عذر دوسرے ماہ رمضان تک باقی ہو تو اس پر صرف قضا واجب ہے اور تاخیر کا کفارہ واجب نہیں ہے۔

س ۷۳۷: اگر روزہ دار اذان ظہر سے قبل تک متوجہ نہ ہو کہ وہ جنابت کی حالت میں ہے، پھر غسل ارتماسی کرلے تو کیا اس کا روزہ باطل ہو جائے گا؟ اور اگر غسل ارتماسی کے بعد متوجہ ہو کہ وہ روزے سے تھا تو کیا اس پر روزے کی قضا واجب ہے؟

ج: اگر اس نے روزے سے غفلت اور فراموشی کی بنا پر غسل ارتماسی کرلیا ہو تو اس کا روزہ اور غسل صحیح ہیں اور اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

س ۷۳۸: اگر روزہ دار کا یہ ارادہ ہو کہ زوال سے قبل اپنی قیامگاہ پر پہنچ جائے گا لیکن راستے میں کسی حادثے کی وجہ سے اس وقت تک نہ پہنچ سکے تو کیا اس کے روزے میں اشکال ہے؟ اور کیا اس پر کفارہ بھی واجب ہے یا صرف اس دن کے روزہ کی قضا کرے گا؟

ج: سفر میں اس کا روزہ صحیح نہیں ہے اور جس دن وہ زوال سے پہلے اپنی قیام گاہ تک نہیں پہنچ سکا تھا، اس دن کے روزہ کی صرف قضا کرے گا، کفارہ واجب نہیں ہے؟

س ۷۳۹: سطح زمیں سے کافی بلندی پر ڈھائی تین گھنٹے کی پرواز کرنے والے پائلٹ اور جہاز کے میزبانوں کو جسمانی توازن برقرار رکھنے کے لئے ہر بیس منٹ بعد پانی پینے کی ضرورت ہوتی ہے تو کیا اس پر ماہ رمضان کے روزوں کی قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں؟

ج: اگر روزہ ان کے لئے مضر ہو تو پانی پی کر افطار کر سکتے ہیں اور بعد میں صرف قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔

س ۷۴۰: اگر ماہ رمضان میں اذان مغرب میں دو گھنٹہ یا اس سے کم وقت رہتا ہو اور (روزہ دار) عورت کو حیض آجائے تو کیا اس کا روزہ باطل ہو جائے گا؟

ج: اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

س ۷۴۱: غوطہ خوری کا مخصوص لباس پہن کر اگر کوئی شخص پانی میں غوطہ لگائے کہ جس سے اس کا جسم تر نہ ہو تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر لباس سر سے چپکا ہوا ہو تو اس کے روزہ کے صحیح ہونے میں اشکال ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ قضا کرے۔

س ۷۴۲: کیا روزہ کی زحمت سے بچنے کی خاطر جان بوجھ کر ماہ رمضان میں سفر کرنا جائز ہے؟

ج: ماہ رمضان میں سفر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور اگر سفر کرے اگر چہ وہ روزہ سے بچنے کے لئے ہی ہو تو اس پر روزہ افطار کرنا واجب ہے۔

س ۷۴۳: ایک شخص کے ذمہ واجب روزہ ہے اور اس نے روزہ رکھنے کا ارادہ کر لیا تھا، لیکن کوئی عذر پیش

آ گیا جو روزہ رکھنے میں مانع ہوا، مثلاً طلوع آفتاب کے بعد سفر پیش آ گیا اور ظہر کے بعد گھر واپس آیا اور راستہ میں روزہ باطل کرنے والا کوئی کام بھی نہیں کیا، مگر واجب روزہ کی نیت کا وقت گزر چکا تھا اور یہ دن، ان ایام میں سے تھا جن میں روزہ رکھنا مستحب تھا، تو کیا یہ شخص مستحب روزہ کی نیت کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج: جب تک ماہ رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہو مستحب روزہ کی نیت صحیح نہیں ہے حتی کہ واجب روزہ کی نیت کا وقت گزر جانے کے بعد بھی۔

س ۷٤٤: میں سگریٹ نوشی کا بہت عادی ہوں اور ماہ رمضان مبارک میں جتنی بھی کوشش کرتا ہوں کہ مزاج میں تندی نہ آئے مگر پیدا ہو جاتی ہے جس کے سبب بیوی بچوں کے لئے باعث اذیت ہو جاتا ہوں اور میں خود بھی اپنی اس حالت سے رنجیدہ ہوں ایسی صورت میں میری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: آپ پر ماہ رمضان کے روزے رکھنا واجب ہیں اور آپ کے لئے روزہ کی حالت میں سگریٹ نوشی جائز نہیں ہے، اور بلا عذر دوسروں سے تندخوئی بھی نہ کیجئے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے احکام

س ۷٤٥: کیا اس حاملہ عورت پر روزے واجب ہیں؟ جسے یہ علم نہیں ہے کہ روزہ اسکے بچے کیلئے نقصان کا باعث ہے یا نہیں؟

ج: اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے ماں کو اپنے بچے کے لئے ضرر کا خوف ہو اور اس کا خوف کسی عقلائی وجہ سے ہو تو پھر اس پر روزہ ترک کرنا واجب ہے ورنہ روزہ رکھنا واجب ہے۔

س۷٤٦: ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی تھی اور حاملہ بھی تھی اور ساتھ ساتھ ماہ رمضان کے روزے بھی رکھتی تھی لیکن جب بچہ پیدا ہوا تو مردہ تھا اب اگر اسے پہلے سے ضرر کا احتمال تھا لیکن وہ روزے رکھتی رہی تو:

ا۔ کیا اس کے روزے صحیح ہوں گے یا نہیں؟

۲۔ کیا اس پر دیت واجب ہے یا نہیں؟

۳۔ اور اگر پہلے سے اس نے ضرر کا احتمال نہیں دیا تھا، لیکن بعد میں ثابت ہوا کہ روزہ بچے کیلئے نقصان کا باعث تھا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ضرر کا خوف رہا ہو اور خوف کا سبب بھی عقلائی ہو اور اس کے باوجود اس نے روزے رکھے ہوں یا بعد میں اسے معلوم ہو جائے کہ روزے خود اس کے لئے یا اسکے بچے کے لئے نقصان دہ تھے تو روزے باطل ہیں اور ان کی قضا واجب ہے، لیکن دیت اس وقت واجب ہوگی جب یہ ثابت ہو جائے کہ بچے کی موت روزہ رکھنے کی وجہ سے ہوئی ہے۔

س۷٤۷: خداوند متعال نے اپنے لطف و کرم سے مجھے بچہ عطا فرمایا ہے جسے میں دودھ پلا رہی ہوں اور ماہ رمضان آنے والا ہے اور میں اس وقت ماہ رمضان میں روزہ رکھ سکتی ہوں، لیکن اگر میں روزہ رکھوں تو دودھ خشک ہو جائے گا۔ یہ واضح رہے کہ میں جسمانی اعتبار سے کمزور ہوں اور ہر دس منٹ کے وقفہ سے میرا بچہ دودھ طلب کرتا ہے، لہذا میں کیا کروں؟

ج: اگر روزوں کی وجہ سے دودھ خشک ہو جائے یا کم ہو جائے اور اس سے بچے کو خطرہ درپیش ہو تو ایسی صورت میں آپ کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور آپ کو ہر روزہ کے عوض ایک مد (۷۵۰ گرام) فدیہ فقیر کو دینا ہوگا اور عذر برطرف ہو جانے پر روزوں کی قضا کرنی پڑے گی۔

بیماری اور ڈاکٹر کی طرف سے ممانعت

س۷٤۸: بعض غیر متدین ڈاکٹر حضرات ضرر کی وجہ سے مریض کو روزہ رکھنے سے روکتے ہیں، تو کیا

ایسے میں ڈاکٹروں کا قول حجت ہے یا نہیں؟

ج: اگر ڈاکٹر دیانت دار نہیں ہے اور اس کے قول پر اطمینان بھی نہیں ہے اور نہ ہی روزوں سے ضرر کا خوف ہے تو ایسی صورت میں اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور اس صورت کے علاوہ روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

س ۷۴۹: میری والدہ تقریباً ۱۳ سال تک بیمار تھیں لہذا روزے رکھنے سے محروم تھیں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اس فریضہ سے ان کی محرومی کی وجہ ان کیلئے دوا کا استعمال تھا، اب برائے مہربانی یہ فرمائیں کیا ان پر روزوں کی قضا واجب ہے؟

ج: اگر وہ بیماری کی وجہ سے روزے رکھنے پر قادر نہیں تھیں تو قضا واجب نہیں ہے۔

س ۷۵۰: میں نے آغاز بلوغ سے بارہ سال کی مدت تک اپنی جسمانی کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھے تھے اب میرا فریضہ کیا ہے؟

ج: سن بلوغ کے بعد ماہ رمضان کے جتنے روزے آپ سے ترک ہوئے ہیں، ان کی قضا واجب ہے اور اگر ماہ رمضان کے روزے جان بوجھ کر اختیاری حالت میں کسی شرعی عذر کے بغیر نہ رکھے ہوں تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔

س ۷۵۱: آنکھوں کے ڈاکٹر نے مجھے روزے رکھنے سے منع کیا اور کہا تمہاری آنکھ میں جو مرض ہے اس کی وجہ سے تمہارے لئے روزہ رکھنا کسی صورت میں ٹھیک نہیں ہے، لیکن میں نے روزے رکھنا شروع کر دیئے، جس کی وجہ سے مجھے ماہ رمضان کے دوران مشکلات پیش آئیں اور بعض اوقات عصر کے وقت تکلیف شروع ہو جاتی ہے اور میں اس شک و تردید کی حالت میں ہوں کہ روزہ نہ رکھوں یا تکلیف کو برداشت کروں اور مغرب تک روزے کو پورا کروں اب سوال یہ ہے کیا واقعا مجھ پر روزہ واجب ہے؟ اور جن ایام میں، میں روزہ رکھتا ہوں لیکن نہیں جانتا کہ مغرب تک روزہ رکھ سکوں گا یا نہیں تو مجھے روزے کی حالت پر باقی رہنا چاہیے؟ اور یہ کہ میری نیت کیا ہونی چاہیے؟

ج: اگر متدین اور امین ڈاکٹر کے کہنے پر آپ کو اطمینان حاصل ہوگیا ہے کہ روزہ آپ کی آنکھوں کیلئے باعث ضرر ہے یا ضرر کا خوف ہو تو ایسی صورت میں روزہ واجب نہیں ہے، بلکہ آپ کیلئے روزہ رکھنا جائز ہی نہیں ہے اور ضرر کے خوف کے ساتھ روزہ کی نیت کرنا صحیح نہیں ہے، لیکن اگر خوف ضرر نہ ہو تو روزے کی نیت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن آپ کا روزہ اسی وقت صحیح ہوگا جب واقعاً ضرر نہ پایا جاتا ہو۔

س ۷۵۲: میری آنکھوں کی بینائی بہت کمزور ہے اور میں نظر والی عینک استعمال کرتا ہوں، میرے ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اگر آپ نے اپنی آنکھوں کی تقویت کا خیال نہ کیا تو آپ کی بینائی مزید کم ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں اگر ماہ رمضان کے روزے نہ رکھ سکوں تو میرا فریضہ کیا ہوگا؟

ج: اگر روزہ آپکی آنکھوں کیلئے مضر ہے تو آپ پر روزہ واجب نہیں ہے، بلکہ روزہ نہ رکھنا واجب ہے اور اگر یہ عذر اگلے رمضان المبارک تک باقی رہے تو آپ پر قضا نہیں ہے ہر روزے کے بدلے میں ایک مد (۷۵۰ گرام) طعام فقیر کو دینا واجب ہے۔

س ۷۵۳: میری والدہ ایک شدید مرض میں مبتلا ہیں اور والد بھی جسمانی طور پر کمزور ہیں، لیکن اس کے باوجود دونوں روزے رکھتے ہیں۔ بعض اوقات معلوم ہوتا ہے کہ روزہ رکھنے سے ان کے مرض میں اضافہ ہو رہا ہے، لیکن ابھی تک میں اپنے والدین کو مطمئن نہیں کر سکا کہ وہ شدید بیماری کی حالت میں روزہ نہ رکھیں ایسی صورت میں ان کے روزوں کے متعلق آپ میری راہنمائی فرمائیں؟

ج: اگر یہ علم ہو کہ روزہ نقصان دہ ہے، یا اس سے نقصان کا خوف ہو تو روزہ رکھنا حرام ہے، لیکن روزہ کس وقت باعث مرض ہوگا، کب مرض میں اضافہ کا سبب بنے گا اور یہ کہ روزہ رکھنے کی طاقت وقوت ہے یا نہیں، ان سارے امور کی تعیین وتشخیص خود روزہ دار پر منحصر ہے۔

س ۷۵۴: گزشتہ سال میں نے اسپیشلسٹ ڈاکٹر سے اپنے گردوں کا آپریشن کرایا ہے اس نے مجھے آخر عمر تک روزہ رکھنے سے منع کیا ہے، فی الحال میں معمول کے مطابق کھاتا پیتا ہوں اور کسی قسم کی مشکل، درد اور بیماری کے اثرات کا احساس نہیں کرتا، اس وقت میرا شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: اگر آپ اپنے تئیں روزہ رکھنے میں ضرر محسوس نہیں کرتے اور ترک صوم کیلئے کوئی حجت شرعی بھی نہیں

ہے تو آپ پر ماہ رمضان کا روزہ رکھنا واجب ہے۔

س ۷۵۵: اگر ڈاکٹر کسی شخص کو روزہ رکھنے سے منع کرے تو کیا اس کے قول پر عمل کیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ بعض ڈاکٹر شرعی مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں؟

ج: اگر مریض کو ڈاکٹر کے قول سے یقین حاصل ہو جائے کہ روزہ اس کیلئے مضر ہے یا اس کے خبر دینے سے یا کسی اور معقول ذریعہ سے ضرر کا خوف حاصل ہو جائے تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہی نہیں ہے۔

س ۷۵٦: میرے گردوں میں پتھری ہے، اس سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ میں مسلسل پانی اور جوس استعمال کرتا رہوں، اور چونکہ ڈاکٹروں کا نظریہ یہ ہے کہ روزہ رکھنا میرے لئے درست نہیں ہے، پس ماہ مبارک رمضان کے روزوں کے سلسلہ میں میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: اگر پتھری سے بچنے کے لئے پورے دن میں پانی یا اس جیسی دیگر چیزوں کا استعمال ضروری ہے تو آپ پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے۔

س ۷۵۷: شوگر کے مریض مجبور ہوتے ہیں کہ روزانہ ایک یا دو مرتبہ انسولین کا انجکشن لگائیں اور کھانا کھانے میں تاخیر اور دیر نہ کریں چونکہ یہ چیز خون میں شوگر کی مقدار کے کم ہونے کا باعث بنتی ہے اور اس سے بے ہوشی اور تشنج کی کیفیت عارض ہو جاتی ہے، اس لئے بعض اوقات ڈاکٹر ایسے مریضوں کو دن میں چار بار کھانا کھانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ ایسے افراد کے روزے کے سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اگر انہیں علم ہے کہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے سے پرہیز ان کیلئے ضرر کا باعث ہے یا اس سے ضرر کا خوف ہے تو ان پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہی نہیں ہے۔

مبطلات روزہ

س ۷۵۸: میں نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر ماہ رمضان میں اپنے روزہ کو باطل کرنے کا ارادہ کرلیا لیکن روزہ باطل کرنے والا کوئی کام انجام دینے سے پہلے ہی میرا یہ ارادہ بدل گیا اب میرے روزے کا کیا حکم ہے؟ اور اگر یہی صورتحال ماہ رمضان کے علاوہ کسی اور روزے میں پیش آئے تو اس روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ماہ رمضان کے روزے کے اثناء میں روزے کی نیت سے پلٹ جائے اسطرح کہ روزہ پورا کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو روزہ باطل ہے اور روزہ پورا کرنے کا دوبارہ قصد کرنا کوئی فائدہ نہیں رکھتا لیکن اگر تردد کا شکار ہو جائے اس طرح کہ اس نے ابھی تک روزہ باطل کرنے کا فیصلہ نہ کیا ہو یا روزہ کو باطل کرنے والے کسی کام کو انجام دینے کا فیصلہ کیا ہو لیکن ابھی تک اسے انجام نہ دیا ہو تو ان دونوں صورتوں میں اسکے روزہ کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس روزے کو مکمل کرے اور بعد میں اسکی قضاء بھی بجالائے۔ اور دیگر ہر معین روزے۔ جیسے نذر معین کا روزہ وغیرہ۔ کا بھی یہی حکم ہے۔

س۷۵۹: اگر روزہ دار کے منہ سے خون نکل آئے تو کیا اس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے؟

ج: اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، لیکن اس پر واجب ہے کہ خون کو حلق تک نہ پہنچنے دے۔

س ۷۶۰: ماہ رمضان میں روزہ کی حالت میں تمباکو نوشی۔ جیسے سگریٹ پینا۔ کا کیا حکم ہے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار تمباکو کے دھوئیں نیز ایسے نشہ آور مادے سے اجتناب کرے جسے ناک کے ذریعے پیا جاتا ہے یا زبان کے نیچے رکھ کر جذب کیا جاتا ہے۔

س ۷۶۱: ''نسوار'' جو تمباکو وغیرہ سے بنائی جاتی ہے اور جس کو کچھ دیر زبان کے نیچے رکھنے کے بعد تھوک دیا جاتا ہے، کیا اس کا استعمال روزہ کو باطل کر دیتا ہے؟

ج: نسوار سے مخلوط لعاب دہن کو اگر نگل لے تو روزہ باطل ہے۔

س ۷۶۲: جو افراد سانس کے شدید مریض ہیں ان کے لئے ایک طبی دوا (spray) موجود ہے جو بوتل

میں سیال مادہ کی صورت میں ہوتی ہے کہ جسے منہ میں دبانے سے وہ سیال مادہ حلق کے ذریعہ سے مریض کے پھیپھڑوں تک منتقل ہوتا ہے جس سے سانس لینے میں آسانی ہوجاتی ہے۔ بعض اوقات تو مریض کو دن میں کئی کئی بار اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور بغیر اس کے یا تو وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتا یا روزہ رکھنا اس کے لئے بہت ہی مشکل ہے، کیا مریض کے لئے اس دوا (spray) کے استعمال کے ساتھ روزہ رکھنا جائز ہے؟

ج: اگر یہ مادہ (spray) ایسی ہوا ہے کہ جس میں دوا بھی ملی ہوئی ہے اگر چہ یہ دوا گیس کی صورت میں ہی ہو یا پوڈر کی صورت میں تو اسکے حلق تک پہنچنے کی صورت میں روزے کا صحیح ہونا محل اشکال ہے لیکن اگر اس کے بغیر روزہ رکھنا ممکن نہ ہو یا مشقت وزحمت کا باعث ہو تو پھر اس کے لئے اس دوا کا استعمال کرنا جائز ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ روزہ کو باطل کرنے والا کوئی اور کام انجام نہ دے اور اگر کبھی اس دوا کے بغیر روزہ رکھنا ممکن ہو جائے تو ان روزوں کی قضا بھی کرے۔

س ۷٦۳: اکثر اوقات میرے لعاب دہن میں خون مل جاتا ہے جو میرے مسوڑھوں سے بہتا ہے، لہذا جو لعاب میں حلق سے نیچے اتارتا ہوں اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ اس میں خون بھی ملا ہے یا نہیں۔ اس حالت میں میرے روزے کا کیا حکم ہے؟ امید ہے میری راہنمائی فرمائیں گے۔

ج: مسوڑھوں کا خون اگر لعاب دہن سے مل کر اس میں مستہلک اور ختم ہو جائے تو وہ پاک ہے اور اس کے نگلنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا اور اگر شک ہو کہ لعاب دہن خون آلود ہے یا نہیں تو اسے نگلا جا سکتا ہے اور اس سے روزہ کے صحیح ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

س ۷٦٤: میں نے ماہ رمضان کے ایام میں ایک دن روزے کے دوران اپنے دانتوں کو برش نہیں کیا، اور دانتوں میں پھنسے ہوئے غذا کے ذرات میں نے نگلے نہیں لیکن وہ خود بخود اندر چلے گئے تو کیا مجھے اس روزہ کی قضا کرنا پڑے گی؟

ج: اگر آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ غذا کے ذرات دانتوں میں پھنسے ہوئے ہیں یا یہ یقین نہیں تھا کہ یہ ذرات

اندر چلے جائیں گے اور اس کا اندر جانا آپ کی توجہ کے بغیر اور جان بوجھ کر نہ تھا تو آپ کا روزہ صحیح ہے۔

س ۷۶۵: اگر روزہ دار کے مسوڑھوں سے زیادہ خون نکلتا ہو تو کیا اس کا روزہ باطل ہے اور کیا وہ کسی برتن سے اپنے سر پر پانی ڈال سکتا ہے؟

ج: جب تک وہ خون گلے تک نہ پہنچے اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، اسی طرح برتن وغیرہ سے سر پر پانی ڈالنے سے بھی اس کے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

س ۷۶۶: بعض نسوانی امراض کے علاج کے لئے ''اینما'' جیسی خاص دوائیں ہیں جنہیں بدن کے اندر داخل کیا جاتا ہے کیا ان کے استعمال سے روزہ باطل ہو جاتا ہے؟

ج: ان دواؤں کے استعمال سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

س ۷۶۷: ماہ رمضان میں روزہ دار کیلئے انجکشن اور ڈرپ وغیرہ لگوانے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار طاقت اور تغذیہ والے اور رگ میں لگنے والے ہر انجکشن اور ہر قسم کی ڈرپ سے اجتناب کرے لیکن دوا والے انجکشن جو گوشت میں لگتے ہیں یا بے حس کرنے والے انجکشن لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۷۶۸: کیا روزہ کی حالت میں بلڈ پریشر کی گولی (tablet) کھانا جائز ہے یا نہیں؟

ج: اگر اس کا استعمال ماہ رمضان میں بلڈ پریشر کے علاج کے لئے ضروری ہو تو کھائی جا سکتی ہے، لیکن اس کو کھانے سے روزہ باطل ہو جائے گا۔

س ۷۶۹: میرا اور بعض دیگر لوگوں کا اگر یہ خیال ہے کہ علاج کے لئے گولی کے استعمال کو ''کھانا پینا'' نہیں کہا جاتا، کیا اس خیال پر عمل کرنا جائز ہے اور میرے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا؟

ج: گولی کھانے سے روزہ باطل ہو جائے گا۔

س ۷۷۰: اگر ماہ رمضان میں شوہر اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرے اور بیوی بھی راضی ہو تو حکم کیا ہے؟

ج: دونوں پر عمداً روزہ توڑنے کا حکم عائد ہوگا، لہذا دونوں پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔

س ۷۷۱: اگر روزہ کی حالت میں شوہر اپنی زوجہ سے خوش فعلی کرے تو کیا اس سے روزہ پر کوئی اثر پڑے گا؟

ج: اگر منی خارج ہونے کا سبب نہ بنے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ورنہ اس کے لئے جائز نہیں ہے اور روزہ بھی باطل ہو جائیگا۔

حالتِ جنابت پر باقی رہنا

س ۷۷۲: اگر کوئی شخص بعض مشکلات کی وجہ سے صبح کی اذان تک جنابت کی حالت پر باقی رہے تو کیا اس کیلئے اس دن کا روزہ رکھنا جائز ہے؟

ج: ماہ رمضان اور اس کی قضا کے روزوں کے علاوہ دیگر روزوں میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن ماہ رمضان کے روزے یا اس کی قضا کے لئے (اگر صبح کی اذان تک) کسی عذر کی وجہ سے غسل جنابت نہ کر سکے تو اس پر تیمم کرنا واجب ہے، اور اگر تیمم بھی نہ کرے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہے۔

س ۷۷۳: اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو کہ جنابت سے پاک ہونا روزے کے صحیح ہونے کیلئے شرط ہے اور اسی حالت میں چند روزے بھی رکھ ڈالے تو کیا جو روزے اس نے جنابت کی حالت میں رکھے ہیں، ان کا کفارہ بھی واجب ہے یا صرف قضا ہی کافی ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں صرف قضا کافی ہے۔

س ۷۷٤: کیا مجب کیلئے جائز ہے کہ وہ طلوع آفتاب کے بعد غسل جنابت کر کے قضا کا یا مستحبی روزہ رکھ لے؟

ج: اگر جان بوجھ کر طلوع فجر تک غسل جنابت نہیں کیا تو ماہ رمضان کا روزہ اور اس کی قضا صحیح نہیں ہے، لیکن ان دونوں کے علاوہ اگر کوئی اور روزہ ہو، خاص کر مستحبی روزہ، تو اقوی یہ ہے کہ وہ صحیح ہے۔

س ۷۷۵: ایک شخص، ماہ رمضان میں ایک صاحب کے ہاں مہمان ہوا اور رات کو انہیں کے گھر پر سویا، آدھی رات کو اسے احتلام ہوگیا چونکہ وہ مہمان تھا اسلئے اسکے پاس زائد لباس نہیں تھا، لہذا روزے سے بچنے کے لئے طلوع فجر کے بعد سفر کا ارادہ کرلیا اور اذان صبح کے بعد کچھ کھائے پیئے بغیر سفر پر نکل پڑا، اب سوال یہ ہے کہ قصد سفر اس شخص کو کفارہ سے بچا سکتا ہے یا نہیں؟

ج: اگر اس کو معلوم تھا کہ مجنب ہے اور اذان صبح سے قبل غسل یا تیمم نہیں کیا تو پھر نہ رات میں قصد سفر کفارہ سے بچا سکتا ہے اور نہ ہی دن میں سفر کرنے سے کفارہ ساقط ہو سکتا ہے۔

س ۷۷۶: جس شخص کے پاس پانی نہ ہو یا تنگی وقت کے علاوہ کوئی اور عذر ہو کہ جس کی وجہ سے وہ غسل جنابت نہ کرسکتا ہو تو کیا ماہ مبارک رمضان کی راتوں میں جان بوجھ کر اپنے آپ کو مجنب کر سکتا ہے؟

ج: اگر اس کا فریضہ تیمم ہو اور اپنے آپ کو مجنب کرنے کے بعد تیمم کیلئے وقت بھی ہو تو اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

س ۷۷۷: ایک شخص ماہ رمضان کی راتوں میں اذان صبح سے پہلے بیدار ہوا، مگر متوجہ نہیں ہوا کہ وہ محتلم ہے، لہذا پھر سو گیا پھر اذان کے دوران جب اس کی آنکھ کھلی تو اپنے کو محتلم پایا اور یہ بھی یقین ہوگیا کہ اذان فجر سے قبل محتلم ہوا ہے تو ایسی صورت میں اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اذان فجر سے قبل احتلام کی طرف متوجہ نہیں تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

س ۷۷۸: اگر انسان اذان صبح سے پہلے بیدار ہو اور اپنے آپ کو محتلم پائے اور اس امید سے کہ غسل کیلئے بیدار ہو جائیگا اذان صبح سے پہلے دوبارہ سو جائے اور طلوع آفتاب کے بعد تک سویا رہے اور اذان ظہر تک غسل نہ کرے اور اذان ظہر کے بعد غسل کر کے ظہر و عصر کی نماز پڑھے تو اسکے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ صورت میں قضا ضروری ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ بھی دے۔

س ۷۷۹: اگر انسان ماہ مبارک رمضان میں اذان صبح سے پہلے شک کرے کہ محتلم ہے یا نہیں، لیکن اپنے

شک کو اہمیت نہ دیتے ہوئے دوبارہ سوجائے، اور جب اذان صبح کے بعد اٹھے تو اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ اذان فجر سے پہلے وہ محتلم ہوا ہے، تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے۔

ج: اگر پہلی مرتبہ اٹھنے کے بعد احتلام کی کوئی علامت نہ دیکھے اور اسے صرف احتلام کا احتمال ہو اور اس کا انکشاف نہ ہو اور دوبارہ سوجائے اور اذان کے بعد اٹھے تو ایسی صورت میں اس کا روزہ صحیح ہے، خواہ بعد میں اس کے لئے یہ ثابت ہی کیوں نہ ہو جائے کہ وہ اذان سے قبل محتلم ہوا تھا۔

س ۷۸۰: اگر ماہ مبارک میں کسی نے نجس پانی سے غسل کیا ہو اور ایک ہفتہ بعد اسے پانی کی نجاست کا پتا چلے تو اس مدت میں اس کی نمازوں اور روزوں کا کیا حکم ہے۔

ج: اس کی نماز باطل ہے اس کی قضا کرے گا، لیکن اس کا روزہ صحیح ہے۔

س ۷۸۱: ایک شخص بعض اوقات مسلسل پیشاب کے قطرے ٹپکنے کی بیماری میں مبتلا ہے۔ پیشاب کے بعد گھنٹہ بھر یا اس سے زیادہ دیر تک پیشاب کے قطرے ٹپکتے رہتے ہیں، یہ شخص بعض راتوں کو جنب ہو جاتا ہے اور اذان سے ایک گھنٹہ قبل بیدار ہو جاتا ہے لیکن یہ احتمال رہتا ہے کہ پیشاب کے بعد پیشاب کے قطروں کے ساتھ منی بھی خارج ہو ایسے میں اسکے روزے کا کیا حکم ہے؟ نیز وقت روزہ میں طہارت کے ساتھ داخل ہونے کی نسبت اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر اذان صبح سے قبل غسل جنابت یا تیمم کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہے، اگر چہ اس کے بعد بلا اختیار منی خارج ہو جائے۔

س ۷۸۲: اگر کوئی شخص اذان صبح سے قبل یا اس کے بعد سو جائے اور جب اذان کے بعد بیدار ہو تو اپنے کو محتلم پائے تو یہ شخص کب تک غسل میں تاخیر کر سکتا ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں جنابت اس دن کے روزہ کے لئے مضر نہیں ہے، لیکن نماز کے لئے غسل واجب ہے، لہذا وقت نماز تک تاخیر کر سکتا ہے۔

س ۷۸۳: اگر ماہ رمضان یا کسی اور روزے کیلئے غسل جنابت بھول جائے اور دن میں کسی وقت اسے یاد

آئے تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ماہ مبارک رمضان کے روزوں کیلئے اذان صبح سے پہلے غسل جنابت بھول جائے اور جنابت کی حالت میں صبح کر دے تو اس کا روزہ باطل ہے اور احتیاط یہ ہے کہ ماہ رمضان کے قضا روزوں کا بھی یہی حکم ہے، لیکن دوسرے روزے اس سے باطل نہیں ہوتے۔

استمناء

س ۷۸٤: اگر انسان ماہ رمضان میں حرام جنسی عمل، استمناء یا حرام چیز کھا، پی کر اپنا روزہ باطل کرے تو اس کا حکم کیا ہے۔

ج: مذکورہ فرض میں ضروری ہے کہ ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ دونوں کام انجام دے۔

س ۷۸۵: اگر مکلّف جانتا ہو کہ استمناء سے روزہ باطل ہو جاتا ہے اس کے باوجود وہ جان بوجھ کر اس کا مرتکب ہو، تو کیا اس پر دوہرا کفارہ واجب ہے؟

ج: اگر جان بوجھ کر استمناء کرے اور منی بھی خارج ہو جائے تو دوہرا کفارہ (کفارہ جمع) واجب نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوہرا کفارہ ادا کرے۔

س ۷۸٦: میں رمضان المبارک میں ایک نامحرم عورت سے فون پر بات کر رہا تھا، گفتگو کے دوران طاری ہونے والی حالت کی وجہ سے بے اختیار میری منی خارج ہو گئی جبکہ اسکے ساتھ گفتگو لذت و شہوت کی نیت سے نہیں کی گئی تھی۔ برائے مہربانی یہ فرمائیے کہ میرا روزہ باطل ہے یا نہیں؟ اور اگر باطل ہے تو کیا مجھ پر کفارہ بھی واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر اس سے قبل عورتوں سے بات کرتے وقت منی کا خارج ہو جانا آپکی عادت نہیں تھی اور آپ کی یہ

گفتگو بھی لذت و شہوت کی نیت سے نہ تھی اور اس کے باوجود آپ سے غیر اختیاری طور پر منی نکل جائے تو اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا اور آپ پر قضا و کفارہ بھی نہیں ہے۔

س ۷۸۷: ایک شخص برسوں سے ماہ مبارک رمضان میں اور اس کے علاوہ استمناء کا مرتکب رہا ہے، اس کے نماز اور روزوں کا کیا حکم ہے؟

ج: استمناء ہر صورت میں حرام ہے اور اگر اس کے ذریعہ منی خارج ہو جائے تو غسل جنابت واجب ہے اور اگر ماہ رمضان میں روزہ کی حالت میں استمناء کرے تو وہ جان بوجھ کر حرام چیز سے روزہ توڑنے کے حکم میں ہے۔ اور اگر وہ غسل جنابت یا تیمّم کے بغیر نماز اور روزہ انجام دے تو یہ باطل ہیں اور دونوں کی قضا واجب ہے۔

س ۷۸۸: کیا شوہر کے لئے بیوی کے ہاتھوں استمناء کرانا جائز ہے؟

ج: یہ عمل، حرام استمنا نہیں ہے۔

س ۷۸۹: اگر کسی غیر شادی شدہ سے ڈاکٹر میڈیکل ٹیسٹ کے لئے اسکی منی مانگے اور منی کا نکالنا بغیر استمناء کے ممکن نہ ہو تو کیا وہ استمناء کر سکتا ہے؟

ج: اگر علاج اس پر موقوف ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۷۹۰: بعض طبی مراکز مرد سے استمناء کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ وہ طبی تحقیقات کے ذریعہ یہ بتا سکیں کہ یہ شخص بچہ پیدا کر سکتا ہے یا نہیں؟ تو کیا اس کے لئے استمناء جائز ہے؟

ج: اس کیلئے استمناء جائز نہیں ہے خواہ قوت تولید کا پتہ لگانے کی خاطر ہی کیوں نہ ہو، مگر جب مجبوری کے پیش نظر یہ ضروری ہو۔

س ۷۹۱: شہوت کو برانگیختہ کرنے کیلئے بیوی یا اجنبی عورت کا تخیل کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

ج: بیوی کا تخیل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ یہ حرام پر منتج نہ ہو جیسے منی کا خارج ہونا اور احتیاط یہ ہے کہ اجنبی عورت کا تخیل کرنے سے اجتناب کرے۔

س ۷۹۲: ایک شخص نے ابتداء بلوغ سے ماہ رمضان کے روزے رکھے، لیکن روزوں کے دوران استمناء کے ذریعہ خود کو مجنب کرتا رہا اور وہ چند روز تک اسی حالت میں روزے رکھتا رہا اور وہ نہیں

جانتا تھا کہ روزہ کیلئے غسل جنابت ضروری ہے، تو کیا ان دنوں کے روزوں کی قضا ہی کافی ہے یا اس پر کچھ اور بھی واجب ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں قضا واجب ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ کفارہ بھی دے۔

س ۷۹۳: ایک روزہ دار شخص نے ماہ رمضان میں شہوت انگیز منظر کو دیکھا جس سے وہ مجنب ہو گیا۔ کیا اس سے، اس کا روزہ باطل ہو جائے گا؟

ج: اگر اس ارادہ سے دیکھے کہ منی خارج ہو جائے یا وہ اپنے بارے میں جانتا ہو کہ دیکھنے سے مجنب ہو جائے گا یا اس کی عادت یہ ہو کہ ایسا منظر دیکھنے سے مجنب ہو جاتا ہو اور جان بوجھ کر دیکھے اور مجنب ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو جان بوجھ کر مجنب ہونے والے کا ہے یعنی اس پر قضا بھی واجب ہے اور کفارہ بھی۔

س ۷۹۴: اگر روزہ دار شخص روزے کو باطل کرنے والے کسی کام کو ایک ہی دن میں ایک سے زیادہ مرتبہ انجام دے تو اسکی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اس پر صرف ایک کفارہ واجب ہے لیکن اگر یہ کام جنسی آمیزش یا استمناء ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جتنی دفعہ جنسی آمیزش یا استمناء کا ارتکاب کرے اتنے ہی کفارے ادا کرے۔

روزے کو باطل کرنے والی چیزوں کے احکام

س ۷۹۵: کیا سرکاری اور عوامی محفلوں وغیرہ میں روزہ افطار کرنے کے لئے اہل سنت کی پیروی جائز ہے اور اگر انسان کی تشخیص یہ ہو کہ ان کی پیروی نہ تقیہ کے مصادیق میں سے ہے اور نہ کسی اور وجہ سے ضروری ہے تو اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ افطار کا وقت داخل ہو گیا ہے تو دوسروں کی پیروی میں افطار کرنا جائز

نہیں ہے ہاں اگر مورد تقیہ کا ہو تو افطار جائز ہے لیکن اس دن کے روزے کی قضا واجب ہے اور اختیاری صورت میں اس وقت تک افطار کرنا جائز نہیں ہے جب تک اسکے لیئے حسی یقین یا شرعی دلیل کی بنا پر دن کا ختم ہو جانا اور رات کا داخل ہو جانا ثابت نہ ہو جائے۔۔

س ۷۹۶: اگر میں روزے سے ہوں اور میری والدہ مجھے کھانے یا پینے پر مجبور کرے تو کیا اس سے میرا روزہ باطل ہو جائے گا؟

ج: کھانے پینے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے خواہ وہ کسی کی درخواست یا اصرار پر ہی ہو۔

س ۷۹۷: اگر زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈال دی جائے یا اس کے سر کو پانی میں ڈبو دیا جائے تو کیا اس کا روزہ باطل ہے؟ اور اگر کوئی اسے مجبور کرے کہ اگر تم نے روزہ نہیں توڑا تو تمہیں یا تمہارے مال کو نقصان پہنچائیں گے، اور یہ اس نقصان سے بچنے کے لئے کچھ کھالے تو کیا اس کا روزہ صحیح ہے یا نہیں؟

ج: روزہ دار کے اختیار کے بغیر زبردستی اس کے منہ میں کوئی چیز ڈالنے یا پانی میں اس کا سر ڈبونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا، لیکن اگر کسی کے مجبور کر دینے پر روزہ باطل کرنے والے کسی کام کا خود ارتکاب کرے تو اس سے اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

س ۷۹۸: اگر روزہ دار کو معلوم نہ ہو کہ زوال سے پہلے جب تک حد ترخص تک نہ پہنچ جائے افطار کرنا جائز نہیں ہے اور وہ اپنے کو مسافر سمجھتے ہوئے حد ترخص تک پہنچنے سے پہلے ہی افطار کرلے تو اس شخص کے روزے کا کیا حکم ہے، کیا اس پر قضا واجب ہے یا اس کا حکم کچھ اور ہے؟

ج: اس کا حکم وہی ہے جو جان بوجھ کر افطار کرنے والے کا ہے۔

س ۷۹۹: جب مجھے زکام لگا ہوا تھا تو میرے حلق میں کچھ بلغم جمع ہو گیا تھا، جسے میں نے تھوکنے کی بجائے نگل لیا، تو کیا میرا روزہ صحیح ہے یا نہیں؟ نیز میں ماہ رمضان کے کچھ دن اپنے ایک عزیز کے گھر رہا اور شرم وحیا اور زکام کی وجہ سے غسل واجب کے بدلے مٹی سے تیمم کرتا رہا اور ظہر تک غسل

نہیں کیا چند روز تک یہی سلسلہ چلتا رہا اب سوال یہ ہے کہ ان دنوں کے روزے صحیح ہیں یا نہیں؟

ج: سر و سینہ کی بلغم نگلنے سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ بلغم اگر منہ میں آ جائے تو اسے نگلنے سے اجتناب کرے۔ اور رہا روزے کے دن طلوع فجر سے پہلے آپ کا غسل جنابت کو ترک کرنا، اور اس کے بدلے تیمم کرنا، تو اگر یہ عذر شرعی کی وجہ سے تھا یا آپ نے آخر وقت میں وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو اس تیمم کے ساتھ آپ کا روزہ صحیح تھا اور اگر ایسا نہیں تھا تو ان دنوں میں آپ کے روزے باطل ہیں۔

س ۸۰۰: میں لوہے کی کان میں کام کرتا ہوں اور مجھے اپنے پیشہ کی وجہ سے ہر روز اس میں داخل ہو کر کام کرنا پڑتا ہے اور مشینوں سے کام کرتے وقت غبار منہ میں جاتا ہے اور پورے سال یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ میری ذمہ داری کیا ہے؟ کیا میرا روزہ اس حالت میں صحیح ہے یا نہیں؟

ج: گرد و غبار کا روزے کی حالت میں نگلنا، روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔ اس سے پرہیز واجب ہے، لیکن نگلنے کے بغیر صرف گرد و غبار کے ناک اور منہ میں داخل ہونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

روزہ کا کفارہ اور اس کی مقدار

س ۸۰۱: کیا فقیر کو ایک مد (۷۵۰ گرام) طعام کی قیمت دے دینا ہی کافی ہے کہ جس سے وہ اپنے لئے غذا خریدے؟

ج: اگر اسے اطمینان ہو کہ فقیر اس کی طرف سے وکیل بن کر اس مال سے کھانا خریدے گا اور پھر خود اس کو کفارہ کے عنوان سے قبول کرے گا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۸۰۲: اگر کوئی شخص چند مسکینوں کو کھانا کھلانے کیلئے وکیل ہو تو کیا وہ مال کفارہ میں سے پکانے کی مزدوری اور کام کرنے کی اجرت لے سکتا ہے؟

ج: کام کرنے اور پکانے کی اجرت کا مطالبہ کرنا اس کے لئے جائز ہے، لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ اسے مال کفارہ کی بابت حساب کرے یا اس مال سے لے جو کفارہ کے طور پر فقرا کو دینا ہے۔

س ۸۰۳: ایک خاتون حاملہ ہونے اور زمانہ ولادت کے قریب ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہیں تھی اور وہ یہ مسئلہ جانتی تھی کہ ولادت کے بعد آنے والے ماہ رمضان سے پہلے قضا کرنا واجب ہے، لیکن اگر اس نے چند برسوں تک جان بوجھ کر یا عمد کے بغیر قضا بجانہ لائی ہو تو کیا اس پر صرف اسی سال کا کفارہ واجب ہے یا جتنے سال اس نے روزے رکھنے میں تاخیر کی ہے، ان سب کا کفارہ دینا واجب ہے؟

ج: ماہ رمضان کے قضا روزوں کی تاخیر چاہے جتنے سال کی ہو اس کا فدیہ صرف ایک مرتبہ واجب ہے اور فدیہ سے مراد ہر روزے کے بدلے ایک مد طعام دینا ہے۔ اور یہ بھی اس وقت ہے جب آنے والے ماہ رمضان تک قضا کی عدم ادائیگی سستی کی وجہ سے اور عذر شرعی کے بغیر ہو، لیکن اگر تاخیر ایسے شرعی عذر کی وجہ سے ہو جو روزہ کے صحیح ہونے میں مانع ہے تو فدیہ نہیں ہے۔

س ۸۰۴: ایک خاتون بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکی اور آنے والے ماہ رمضان تک قضا بھی نہیں کر سکتی تو ایسی حالت میں کیا خود مریضہ پر کفارہ واجب ہے یا اس کے شوہر پر؟

ج: اگر ماہ رمضان میں بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکی اور قضا میں تاخیر بھی اسی بیماری کے تسلسل کی وجہ سے ہوئی تو ہر دن کے بدلے ایک مد طعام خود مریضہ پر واجب ہے۔ اس کے شوہر پر کچھ واجب نہیں ہے۔

س ۸۰۵: ایک شخص کے دس روزے رہتے ہیں اس نے شعبان کی بیسویں سے روزے رکھنا شروع کیے، کیا یہ شخص زوال سے قبل یا زوال کے بعد جان بوجھ کر افطار کر سکتا ہے؟ اور اگر وہ زوال سے پہلے یا اس کے بعد افطار کرلے تو مقدار کفارہ کیا ہوگی؟

ج: مذکورہ صورت میں اس کے لئے جان بوجھ کر افطار کرنا جائز نہیں ہے اور اگر زوال سے پہلے عمداً افطار کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔ لیکن زوال کے بعد افطار کرنے پر کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو اس پر تین روزے واجب ہوں گے۔

س ۸۰۶: ایک عورت دو سال پے در پے ماہ رمضان میں حاملہ تھی جس کی وجہ سے وہ دونوں سال روزے نہیں رکھ سکی، لیکن اب وہ روزہ رکھنے پر قادر ہے، اس کے روزوں کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا اس پر دوہرا کفارہ واجب ہے یا صرف قضا واجب ہے اور روزے رکھنے میں اس نے جو تاخیر کی ہے اس کا حکم کیا ہے؟

ج: اگر عذر شرعی کی وجہ سے روزے ترک کیے ہوں تو اس پر صرف قضا واجب ہے اور اگر افطار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ روزے سے حمل یا بچے کو ضرر پہنچنے کا خوف تھا تو ایسی صورت میں قضا کے ساتھ اس پر فقیر کو ہر روزے کے بدلے ایک مُد (۷۵۰ گرام) طعام دینا بھی واجب ہے۔ اسی طرح اگر دوسرے ماہ رمضان تک بغیر عذر شرعی کے قضا میں تاخیر کی ہو تو بھی اس پر دوسرا فدیہ واجب ہے کہ وہ ہر روزے کے عوض ایک مُد طعام فقیر کو دے۔

س ۸۰۷: کیا روزوں کے کفارے میں قضا اور کفارہ کے درمیان ترتیب واجب ہے؟

ج: واجب نہیں ہے۔

روزوں کی قضا

س ۸۰۸: دینی امور کی انجام دہی کے لئے ماہ مبارک رمضان میں سفر کے سبب میرے ذمہ ۱۸ دن کے قضا روزے ہیں، تو میری شرعی ذمہ داری کیا ہے اور کیا مجھ پر قضا واجب ہے؟

ج: سفر کی وجہ سے ماہ رمضان کے جو روزے چھوٹے ہیں انکی قضا آپ پر واجب ہے۔

س ۸۰۹: اجرت پر ماہ رمضان کے قضا روزے رکھنے والا اگر زوال کے بعد افطار کرے تو کیا اس پر کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

ج: اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

س ۸۱۰: جن افراد نے مذہبی امور کی انجام دہی کے لئے ماہ رمضان میں سفر کیا ہو اور اس وجہ سے روزے نہ رکھے ہوں اور اب کئی برس گزرنے کے بعد اگر روزے رکھنا چاہیں تو کیا قضا کے ساتھ ساتھ ان پر کفارہ بھی واجب ہے؟

ج: اگر روزے سے مانع عذر کے مستمر رہنے کی وجہ سے دوسرے ماہ رمضان تک روزے نہ رکھ سکے ہوں تو ان کے لئے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا ہی کافی ہے اور ہر روزے کے لئے ایک مُد طعام دینا واجب نہیں ہے، اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ روزے بھی رکھیں اور ہر روزے کے بدلے ایک مد طعام (۷۵۰ گرام) بھی دیں، لیکن اگر بغیر عذر کے سستی کی وجہ سے تاخیر کی ہو ایسی صورت میں ان پر قضا اور فدیہ دونوں واجب ہیں۔

س ۸۱۱: ایک شخص نے جہالت کی وجہ سے دس سال روزے نہیں رکھے۔ اب اس نے توبہ کی ہے اور اللہ کی طرف رجوع کیا ہے اور ان روزوں اور نمازوں کی قضا کا ارادہ کرلیا ہے، لیکن فی الحال وہ تمام روزوں کی قضا پر قدرت نہیں رکھتا اور نہ ہی کفارہ کیلئے اس کے پاس مال موجود ہے تو کیا ایسی صورت میں وہ صرف استغفار پر اکتفاء کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج: چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا بہر حال معاف نہیں ہے، لیکن ماہ رمضان کے روزوں کو جان بوجھ کر چھوڑنے کے کفارے میں اگر وہ دو ماہ کے روزے نہ رکھ سکتا ہو اور نہ ہی ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے پر قادر ہو تو اس پر واجب ہے جتنے مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے کھلائے اور احتیاط یہ ہے کہ استغفار بھی کرے اور اگر فقرا کو بالکل کھانا نہیں کھلا سکتا تو استغفار ہی کافی ہے یعنی دل و زبان سے کہے "استغفر الله" (خدا سے بخشش چاہتا ہوں)۔

س ۸۱۲: مالی اور جسمانی طور پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے نہ تو میں اپنے پر واجب کفاروں کی ادائیگی کیلئے روزے رکھ سکا ہوں اور نہ ہی مساکین کو کھانا کھلا سکا ہوں چنانچہ میں نے صرف استغفار کیا ہے لیکن اب میں خدا کے فضل و کرم سے روزہ بھی رکھ سکتا ہوں اور مساکین کو کھانا بھی کھلا سکتا ہوں۔ اب میرا فریضہ کیا ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں کفارہ دینا ضروری نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ دیا جائے۔

س ۸۱۳: **اگر کوئی شخص اس بات سے جاہل ہونے کی وجہ سے کہ آنے والے ماہ رمضان تک روزوں کی قضا بجالانا ضروری ہے روزوں کی قضا کو مؤخر کردے تو اس کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟**

ج: آنے والے ماہ رمضان سے پہلے وجوبِ قضا کا علم نہ ہونے کی وجہ سے تاخیرِ قضا کا فدیہ معاف نہیں ہوگا۔

س ۸۱٤: **ایک شخص نے ۱۲۰ دن روزے نہیں رکھے تو اس کی ذمہ داری کیا ہے؟ کیا اسے ہر روزے کے بدلے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے یا نہیں اور کیا اس پر کفارہ واجب ہے یا نہیں؟**

ج: ماہ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا اس پر واجب ہے اور اگر عذر شرعی کے بغیر جان بوجھ کر چھوڑے ہوں تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے اور ہر روزے کا کفارہ ساٹھ دن روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا اور یا ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو ایک مُد (۷۵۰ گرام) طعام دینا ہے۔

س ۸۱۵: **میں نے تقریباً ایک ماہ اس نیت سے روزے رکھے کہ اگر میرے ذمہ کچھ روزے ہیں تو یہ ان کی قضا ہے ورنہ صرف خدا کی قربت کیلئے ہیں تو کیا یہ ایک مہینہ ان قضا روزوں میں حساب ہوگا جو میرے ذمہ ہیں؟**

ج: اگر آپ کی نیت یہ رہی ہو کہ جو روزے اس وقت میرے ذمہ واجب یا سنت کے عنوان سے ہیں، میں ان کو ادا کر رہا ہوں اور آپ کے ذمہ روزوں کی قضا بھی باقی تھی تو یہ روزے ان میں شمار ہو جائیں گے۔

س ۸۱٦: **اگر کسی کو اپنے قضا روزوں کی تعداد معلوم نہ ہو اور اس فرض کے ساتھ کہ اس کے ذمے قضا روزے ہیں مستحب روزہ رکھے تو اگر اس نے اس خیال سے مستحب روزہ رکھا ہو کہ اس کے ذمے قضا روزہ نہیں ہے تو کیا یہ روزہ اس کے روزے کی قضا شمار ہوگا؟**

ج: مستحب کی نیت سے رکھا جانے والا روزہ قضا روزوں میں شمار نہیں ہوگا۔

س ۸۱۷: **اگر کوئی شخص مسئلہ سے واقف نہ ہونے کی بنا پر جان بوجھ کر روزہ ترک کردے تو کیا اس پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے؟**

ج: اگر یہ مسئلہ سے لاعلمی کی وجہ سے ہو اور مسئلہ سیکھنے میں اس نے کوتاہی بھی نہ کی ہو تو صرف ان روزوں

کی قضا ضروری ہے لیکن کفارہ واجب نہیں ہے۔

س ۸۱۸: اگر کوئی شخص ابتدائے بلوغ میں ضعف و ناتوانی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو کیا اس پر صرف قضاء واجب ہے یا قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے؟

ج: اگر روزہ اس پر حرج کا باعث نہ تھا اور اس کے باوجود اس نے جان بوجھ کر روزہ ترک کیا تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے لیکن اگر اسے خوف تھا کہ روزہ رکھنے سے بیمار ہو جائے گا تو صرف روزوں کی قضا واجب ہے۔

س ۸۱۹: جس شخص کو اپنے چھوٹے ہوئے روزوں اور نمازوں کی تعداد معلوم نہ ہو اور روزوں کے بارے میں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ عذر شرعی سے چھوٹے ہیں یا جان بوجھ کر ترک کیے تھے تو اس شخص کا فریضہ کیا ہے؟

ج: جتنے روزوں اور نمازوں کے چھوٹنے کا اسے یقین ہے صرف انہیں کی قضا کرنے پر اکتفا کر سکتا ہے اور اگر جان بوجھ کر ترک کرنے کے بارے میں شک ہو تو کفارہ واجب نہیں ہے۔

س ۸۲۰: اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں روزے رکھتا ہو، لیکن کسی روز سحر میں کھانے کیلئے نہ اٹھ سکے جس کی وجہ سے وہ مغرب تک روزہ کو پورا نہ کر سکے اور دن میں اس کو ایک حادثہ پیش آ جائے اور وہ افطار کر لے تو کیا اس شخص پر ایک کفارہ واجب ہے یا کفارۂ جمع واجب ہے؟

ج: اگر روزے کو اس وقت تک رکھے کہ اس کے لئے بھوک پیاس وغیرہ کی وجہ سے حرج اور مشقت کا سبب بن جائے اور وہ افطار کر لے تو اس پر صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔

س ۸۲۱: اگر مجھے شک ہو کہ اپنے قضا روزے ادا کیے ہیں یا نہیں تو میری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر آپ کو سابق روزوں کی قضا کا یقین ہے تو اتنے روزوں کی قضا واجب ہے جن سے اپنے بری الذمہ ہو جانے کا یقین ہو جائے۔

س ۸۲۲: اگر کسی شخص نے بلوغ کے ابتدائی سال میں گیارہ روزے رکھے ہوں، ایک روزہ ظہر کے وقت توڑ دیا ہو اور اٹھارہ روزے چھوڑ دیئے ہوں اور ان اٹھارہ روزوں کے بارے میں یہ نہ

جانتا ہو کہ جان بوجھ کر روزہ ترک کر دینے سے کفارہ واجب ہو جاتا ہے، تو اب اس کا حکم کیا ہے؟

ج: اگر ماہ رمضان کا روزہ اس نے جان بوجھ کر اور شرعی عذر کے بغیر ترک کیا ہو تو خواہ وہ روزہ ترک کرتے وقت کفارہ کے وجوب سے آگاہ تھا یا نہیں، قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔

س ۸۲۳: اگر ڈاکٹر مریض سے کہے آپ کیلئے روزہ مضر ہے اور مریض روزہ نہ رکھے اور برسوں کے بعد معلوم ہو کہ روزہ اس کے لئے ضرر کا باعث نہ تھا اور ڈاکٹر کی تشخیص غلط تھی تو کیا اس پر قضا اور کفارہ واجب ہے۔

ج: اگر ماہر و امین ڈاکٹر کے کہنے یا کسی اور معقول وجہ سے خوف ضرر پیدا ہو گیا تھا اسلئے روزہ ترک کیا تو صرف قضا واجب ہے۔

روزہ کے متفرق احکام

س ۸۲٤: اگر عورت کو نذر معین کے روزہ کے دوران خون حیض آ جائے تو اس کے روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: حیض آنے سے اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور پاک ہونے کے بعد اس پر اس کی قضا واجب ہے۔

س ۸۲۵: ایک شخص نے یکم ماہ رمضان سے ستائیسویں تک روزے رکھے۔ اٹھائیسویں کی صبح کو دوبئی کے لئے روانہ ہوا اور انتیسویں کو وہاں پہنچ گیا پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہاں آج عید ہے تو کیا وطن واپس آنے کے بعد اس پر فوت شدہ روزوں کی قضا واجب ہے؟ اب اگر وہ ایک دن کی قضا کرے تو ماہ رمضان اس کے لئے ۲۸ دن کا ہو جائے گا اور اگر وہ دو دن کی قضا بجا لائے تو ۲۹ ماہ رمضان کو وہ ایک ایسے مقام پر تھا جہاں عید کا اعلان ہوا تھا ایسے شخص کا حکم کیا ہے؟

ج: اگر اس مقام پر عید کا اعلان انتیسویں ماہ رمضان کو شرعی ضابطوں کے مطابق ہوا تھا تو اس پر اس دن کے روزہ کی قضا واجب نہیں ہے، لیکن اگر دونوں جگہوں کا افق ایک ہو تو اس سے پتا چلتا ہے کہ ابتدائے ماہ کا ایک روزہ اس سے چھوٹ گیا ہے لہذا جس روزے کے چھوٹ جانے کا اسے یقین ہے اسکی قضا واجب ہے۔

س ۸۲٦: اگر روزہ دار غروب کے وقت اپنے شہر میں افطار کر کے کسی ایسے شہر کا سفر کرے جہاں ابھی سورج غروب نہ ہوا ہو تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ شخص اس شہر کے غروب آفتاب سے قبل کھا پی سکتا ہے؟

ج: اس کا روزہ صحیح ہے اور جب اپنے شہر میں غروب آفتاب کے بعد افطار کر چکا ہو تو جس شہر میں ابھی غروب نہیں ہوا ہے وہاں بھی کھا پی سکتا ہے۔

س ۸۲۷: ایک شہید نے اپنے ایک دوست کو وصیت کی ہے کہ احتیاطاً کچھ روزے میری طرف سے قضا کے طور پر رکھ لینا، شہید کے ورثاء ان باتوں کے پابند نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے یہ بات بیان کی جا سکتی ہے، جبکہ شہید کے دوست کیلئے بھی روزہ رکھنا مشکل ہے تو کیا اس کا کوئی اور حل موجود ہے؟

ج: اگر شہید نے اپنے دوست سے خود روزے رکھنے کی وصیت کی تھی تو شہید کے ورثاء پر اس سلسلہ میں کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اب اگر دوست کیلئے نیابتاً روزہ رکھنا باعث مشقت ہو تو اس سے ذمہ داری ساقط ہے۔

س ۸۲۸: میں کثیر الشک بلکہ کثیر الوسواس ہوں، خاص کر دین کے فروعی مسائل میں تو بہت زیادہ شکی ہوں اور ان میں سے یہ ہے کہ گزشتہ ماہ رمضان میں مجھے شک ہوا کہ کیا روزے کی حالت میں گاڑھا غبار میرے حلق سے نیچے اترا تھا یا نہیں یا جو پانی منہ میں ڈالا تھا کیا اس کو باہر نکالا تھا یا نہیں؟ کیا اس شک کے بعد میرا روزہ صحیح ہے؟

ج: آپ کا روزہ صحیح ہے اور اس طرح کے شک کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

س ۸۲۹: کیا حدیث کساء معتبر ہے جس کی روایت حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا سے ہے اور روزے کی حالت میں اس کی نسبت، شہزادی کونین "علیہا السلام" کی طرف دی جاسکتی ہے؟

ج: اگر شہزادی کونین علیہا السلام کی طرف نسبت، ان کتابوں سے نقل کی صورت میں ہو جن میں یہ منقول ہے تو اشکال نہیں ہے۔

س ۸۳۰: بعض علماء اور غیر علماء سے یہ سنتے ہیں کہ اگر مستحب روزے کے دوران کسی شخص کو دعوت دی جائے تو اس کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے کھاپی لینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا اور ثواب بھی باقی رہتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: مستحب روزے کی حالت میں مؤمن کی دعوت کو قبول کرنا شرعی طور پر پسندیدہ چیز ہے اور اس مؤمن بھائی کی دعوت پر کھاپی لینے سے اگر چہ روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن روزے کے اجر و ثواب سے محروم نہیں ہوگا۔

س ۸۳۱: ماہ مبارک کے پہلے روز سے لے کر آخری روز تک کے لئے مخصوص دعائیں وارد ہوئی ہیں، لیکن اگر ان کی صحت میں شک ہو تو ان کے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر یہ دعائیں اس نیت سے پڑھی جائیں کہ امید ہے یہ وارد ہوئی ہیں اور مطلوب ہیں تو ان کے پڑھنے میں بہر حال کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۸۳۲: اگر ایک شخص روزہ رکھنے کے ارادے سے سو جائے، لیکن سحری کیلئے بیدار نہ ہو سکے جس کے سبب وہ روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو، تو کیا روزہ نہ رکھنے کا عذاب خود اس پر ہے یا اس شخص پر جس نے اس کو بیدار نہیں کیا اور اگر وہ سحری کھائے بغیر روزہ رکھ لے تو کیا اس کا روزہ صحیح ہے؟

ج: اس سلسلہ میں دوسروں پر کوئی گناہ نہیں ہے اور سحری کھائے بغیر روزہ رکھنا صحیح ہے۔

س ۸۳۳: اگر کوئی شخص مسجد الحرام میں اعتکاف کر رہا ہو تو تیسرے دن کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اعتکاف کرنے والا مسافر ہے اور مکہ مکرمہ میں دس روز اقامت کا ارادہ رکھتا ہے یا اس نے سفر میں روزہ رکھنے کی نذر کی ہے تو دو دن روزہ رکھنے کے بعد اعتکاف کو پورا کرنے کے لئے تیسرے دن کا روزہ رکھنا بھی واجب ہے، لیکن اگر اس نے دس روز اقامت کی نیت نہیں کی اور نہ ہی سفر میں روزہ رکھنے کی نذر

کی ہے، تو اس کا سفر میں روزہ رکھنا درست نہیں ہے اور روزہ صحیح نہ ہونے کی وجہ سے اس کا اعتکاف بھی صحیح نہیں ہے۔

رؤیت ہلال

س ۸۳٤: جیسا کہ آپ جانتے ہیں ابتدائے ماہ اور آخر ماہ میں چاند حسب ذیل حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ہوتا ہے:

۱۔ چاند کا غروب، غروب آفتاب سے پہلے ہے۔

۲۔ چاند اور سورج دونوں کا غروب ایک ساتھ ہے۔

۳۔ چاند کا غروب، غروب آفتاب کے بعد ہے۔

مہربانی کر کے فرمائیں:

مذکورہ تین حالتوں میں سے کون سی حالت کا دقیق الیکٹرانک پروگراموں کے ذریعے دنیا کے دور ترین مناطق کیلئے حساب کیا جا سکتا ہے۔

اور کیا ان حساب کرنے والے پروگراموں کے ذریعہ ممکن ہے کہ پہلی تاریخ کو پہلے سے ہی طے کر لیا جائے، یا چاند کا آنکھ سے دیکھنا ضروری ہے؟

ج: اول ماہ کا معیار وہ چاند ہے جو غروب آفتاب کے بعد غروب کرتا ہے اور جسے غروب سے پہلے دیکھا جا سکتا ہو اور ان عملی طریقوں سے کئے گئے حساب سے اگر انسان کو یقین حاصل نہ ہو تو انکی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

س ۸۳۵: CCD دوربین کے ذریعہ چاند کی شعاعوں کو کمپیوٹر میں منعکس کیا جاتا ہے اور پھر کمپیوٹر

اس ریکارڈ شدہ معلومات کی روشنی میں ہمارے سامنے چاند کی تصویر پیش کرتا ہے۔تو کیا اس طرح چاند کی تصویر کو دیکھ لینا کافی ہے؟

ج: کسی آلہ کے ذریعے دیکھنا اسی طرح معتبر ہے جیسے معمولی طریقے سے دیکھنا معتبر ہے اور معیار یہ ہے کہ رؤیت اور دیکھنے کا عنوان محفوظ رہے پس آنکھ، عینک اور دوربین کے ساتھ دیکھنے کا ایک ہی حکم ہے۔ البتہ کمپیوٹر کے ذریعے چاند کی شعاعوں کا انعکاس کہ جس میں رؤیت کے عنوان کا صدق کرنا معلوم نہیں ہے محل اشکال ہے۔

س ۸۳۶: **اگر شوال کا چاند کسی شہر میں دکھائی نہ دے، لیکن ریڈیو اور ٹی وی اول ماہ کا اعلان کردیں تو کیا یہ اعلان کافی ہے یا تحقیق ضروری ہے؟**

ج: اگر اس سے رؤیت ہلال کا اطمینان ہو جائے یا اعلان رؤیت ولی فقیہ کی طرف سے ہو تو یہ کافی ہے اور تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۸۳۷: **اگر ماہ رمضان یا شوال کی پہلی تاریخ کا تعین بادلوں یا دیگر اسباب کی وجہ سے ممکن نہ ہو اور ماہ رمضان یا شعبان کے تیس دن پورے نہ ہوئے ہوں تو ہم جاپان میں رہنے والوں کے لئے کیا جائز ہے کہ ایران کے افق کے مطابق عمل کریں یا جنتری پر اعتماد کریں، ہمارا حکم کیا ہے؟**

ج: اگر اول ماہ حتی ان قریبی شہروں میں چاند دیکھنے سے کہ جن کا افق ایک ہے یا دو عادل افراد کی گواہی سے اور یا حاکم (شرع) کے حکم سے ثابت نہ ہو تو اول ماہ کے ثابت ہو جانے تک احتیاط کرنا ضروری ہے۔اور ایران چونکہ جاپان کے مغرب میں واقع ہے اس لئے جاپان میں رہنے والوں کے لئے ایران میں چاند کا ثابت ہو جانا کوئی اعتبار نہیں رکھتا۔

س ۸۳۸: **کیا رؤیت ہلال کے لئے اتحاد افق شرط ہے یا نہیں؟**

ج: ان شہروں میں چاند کا نظر آ جانا کہ جن کا افق ایک ہے یا نزدیک ہے یا جو شرق میں واقع ہیں کافی ہے۔

س ۸۳۹: **اتحاد افق سے کیا مراد ہے؟**

ج: اس سے مراد وہ شہر ہیں جو طول بلد کی ایک لائن پر واقع ہوں، لہذا اگر دو شہر طول بلد کے اعتبار سے

ایک لائن پر واقع ہوں تو کہا جاتا ہے ان کا افق ایک ہے (یہاں طول البلد سے مراد علم ہیئت کی اصطلاح ہے)۔

س ۸٤۰: اگر ۲۹ تاریخ کو خراسان اور تہران میں عید ہو تو کیا بوشہر کے رہنے والوں کے لئے بھی افطار کر لینا جائز ہے جبکہ بوشہر کا افق خراسان اور تہران کے افق سے مختلف ہے؟

ج: کلی طور پر اگر دو شہروں کے درمیان اختلاف افق اتنا ہو کہ اگر ایک شہر میں چاند دیکھا جائے تو دوسرے شہر میں دکھائی نہ دے سکے تو ایسی صورت میں مغربی شہروں میں رویت ہلال ان مشرقی شہروں کے لئے کافی نہیں ہے، کہ جن میں سورج مغربی شہروں میں غروب کرنے سے پہلے غروب ہوتا ہے، لیکن اگر مشرقی شہروں میں چاند دکھائی دے تو مغربی شہروں کے لئے رویت ثابت ہے۔

س ۸٤۱: اگر ایک شہر کے علماء کے درمیان رویت ہلال کے ثابت ہونے میں اختلاف ہو جائے، اور انسان کی نظر میں سب علماء کی عدالت ثابت ہو اور سب کے استدلال میں دقیق ہونے سے مطمئن ہو تو اسکا فریضہ کیا ہے؟

ج: اگر دو شہادتوں کا اختلاف نفی و اثبات میں ہو نے یعنی ایک طرف سے چاند کے ثابت ہونے کا دعویٰ ہو اور دوسری طرف سے ثابت نہ ہونے کا تو اس صورت مین دونوں شہادتوں کے درمیان تعارض ہو جائے گا جسکے نتیجے میں دونوں ساقط ہو جائیں گی اور انسان پر واجب ہے کہ روزہ رکھنے یا افطار کرنے کے سلسلے میں اصل کے مطابق عمل کرے۔ لیکن اگر ان کا اختلاف خود رویت ہلال کے ثبوت اور ثابت ہونے کے بارے میں علم نہ رکھنے میں ہو یعنی بعض کہیں ہم نے چاند دیکھا ہے اور بعض کہیں ہم نے چاند نہیں دیکھا ہے تو اگر رویت کے مدعی عادل ہوں تو انسان کے لئے ان کا قول دلیل اور حجت شرعی ہے اور اس پر واجب ہے کہ ان کی پیروی کرے۔ اسی طرح اگر حاکم شرعی نے ثبوت ہلال کا اعلان کر دیا ہو تو اس کا حکم بھی تمام مکلفین کے لئے شرعی حجت ہے اور ان پر واجب ہے کہ اس کا اتباع کریں۔

س ۸٤۲: اگر ایک شخص نے چاند دیکھا ہو اور اس کو علم ہو کہ اس شہر کا حاکم شرع بعض وجوہ کی بناء پر رویت سے آگاہ نہیں ہو پائے گا تو کیا اس شخص پر لازم ہے کہ حاکم کو رویت ہلال کی خبر

دے؟

ج: اس پر خبر دینا واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ نہ بتانے میں کوئی مفسدہ ہو۔

س ۸٤۳: زیادہ تر فقہاء کی توضیح المسائل میں ماہ شوال کی پہلی تاریخ کے ثابت ہونے کے لئے پانچ طریقے بتائے گئے ہیں، لیکن ان میں حاکم شرع کے نزدیک ثابت ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر اکثر مؤمنین، مراجع عظام کے نزدیک ماہ شوال کا چاند ثابت ہونے پر کیونکر افطار کرتے ہیں اور اس شخص کا فریضہ کیا ہے جس کو اس طریقے سے رویت ہلال کے ثابت ہونے کا اطمینان نہ ہو؟

ج: جب تک حاکم ثبوت ہلال کا حکم نہ دے اس کا اتباع واجب نہیں ہے، لہذا صرف حاکم کے نزدیک چاند کا ثابت ہونا دوسروں کے اتباع کے لئے کافی نہیں ہے مگر یہ کہ انسان کو ثبوت ہلال کا اطمینان ہو جائے۔

س ۸٤٤: اگر ولی فقیہ حکم دے کہ کل عید ہے اور ریڈیو، ٹی وی پر بھی اعلان ہو جائے کہ چند شہروں میں چاند نظر آ گیا ہے تو کیا تمام شہروں کے لئے عید ثابت ہو جائے گی یا صرف ان شہروں کیلئے ثابت ہوگی جن میں چاند نظر آیا ہے یا جن کا افق ان کے ساتھ ایک ہے۔

ج: اگر حکم حاکم پورے ملک کے لئے ہو تو اس کا حکم، شرعی لحاظ سے ان تمام شہروں کیلئے معتبر ہے۔

س ۸٤٥: چاند کا باریک یا چھوٹا ہونا یا اس میں اول ماہ کی علامات کا موجود ہونا کیا اس بات کی نشانی ہے کہ گزشتہ شب چاند رات نہیں تھی، بلکہ گزشتہ ماہ کی تیسویں رات تھی، اور اگر کسی شخص کیلئے عید ثابت ہو جائے اور یوں اسے یقین ہو جائے کہ کل عید نہیں تھی تو کیا اس پر تیسویں رمضان کے روزے کی قضا واجب ہے؟

ج: چاند کا صرف چھوٹا ہونا، نیچے ہونا، بڑا ہونا، بلند ہونا یا چوڑا یا باریک ہونا اس کے پہلی یا دوسری کا چاند ہونے کی دلیل نہیں ہے، لیکن اگر انسان کو ان علائم سے کسی چیز کا علم ہو جائے تو اس پر اس سلسلہ میں اپنے علم کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔

س۸٤٦: کیا چودھویں کے مکمل چاند کو اول ماہ کی تعیین کی دلیل قرار دیا جا سکتا ہے، تا کہ اس سے یوم الشک کی تعیین ہو جائے کہ وہ مثلاً تیسویں رمضان ہے اور اس پر ماہ رمضان کے دن کے احکام جاری ہوں مثلاً جس نے اس دن گواہوں کی گواہی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا تھا اس پر قضا واجب ہو اور جس نے اس دن ماہ رمضان سمجھ کر روزہ رکھا وہ بری الذمہ ہو؟

ج: مذکورہ چیز حجت شرعی نہیں ہے، لیکن اگر انسان کو اس سے کسی چیز کا علم حاصل ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم و یقین کے مطابق عمل کرے۔

س ۸٤٧: کیا مہینے کے آغاز میں چاند دیکھنا واجب کفائی ہے یا احتیاط واجب ہے؟

ج: چاند دیکھنا بذات خود واجب شرعی نہیں ہے۔

س ۸٤٨: کیا ماہ رمضان کی پہلی اور آخری تاریخ چاند دیکھنے سے ثابت ہوتی ہے یا جنتری کے ساتھ اگرچہ ماہ شعبان تیس دنوں کا نہ بھی ہو؟

ج: ماہ رمضان کی پہلی اور آخری تاریخ کا چاند درج ذیل طریقوں سے ثابت ہوتا ہے: خود چاند دیکھے، دو عادل گواہی دیں، اتنی شہرت ہو جس سے یقین حاصل ہو جائے، تیس دن گزر جائیں یا حاکم شرع حکم صادر کرے۔

س۸٤٩: اگر حکومت کے اعلان رؤیت ہلال کو تسلیم کرنا جائز ہو اور وہ اعلان دوسرے ملکوں کے ثبوت ہلال کیلئے علمی معیار بن جائے تو کیا اس حکومت کا اسلامی ہونا شرط اور ضروری ہے یا ظالم و فاجر حکومت کا اعلان بھی ثبوت ہلال کیلئے کافی ہوگا؟

ج: اس کا معیار اور ضابطہ یہ ہے کہ انسان کو اس علاقے میں ثبوت ہلال کا اطمینان حاصل ہو کہ جس میں ثبوت ہلال اس کیلئے کافی ہے۔

س ۸٥٠ (جامع اور غیر جامع) مساجد میں اعتکاف کے بارے میں آپکی رائے کیا ہے؟

ج: مسجد جامع میں صحیح اور غیر جامع میں رجاء مطلوبیت کی نیت سے اشکال نہیں رکھتا اور مسجد جامع کی تعریف نماز کی ابحاث میں موجود ہے۔

خمس

ہبہ، ہدیہ، بینک سے ملنے والا انعام، مہر اور وراثت

س ۸۵۱: کیا ہبہ اور عید کے تحفے (عیدی) پر خمس واجب ہے یا نہیں؟

ج: ہبہ اور ہدیہ پر خمس نہیں ہے اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ ان میں سے بھی جو کچھ سالانہ اخراجات سے بچ جائے اس کا خمس نکالا جائے۔

س ۸۵۲: کیا بینکوں اور قرض الحسنہ دینے والے اداروں سے ملنے والے انعامات پر خمس واجب ہے یا نہیں؟

ج: انعامات اور ہدایا پر خمس واجب نہیں ہے۔

س ۸۵۳: شہداء کے گھرانوں کو جو رقم شہید فاونڈیشن سے ملتی ہے، اگر وہ ان کے سالانہ اخراجات سے زائد ہو تو اس میں خمس ہے یا نہیں؟

ج: شہداء کے پسماندگان کو شہید فاونڈیشن کی طرف سے جو ہدیہ ملتا ہے اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۵۴: وہ نان ونفقہ جو باپ یا بھائی یا قریبی رشتہ داروں کی جانب سے کسی کو دیا جاتا ہے کیا وہ ہدیہ شمار ہوگا یا نہیں؟ اور جب دینے والا اپنے اموال کا خمس نہ دیتا ہو تو کیا نفقہ لینے والے پر اس سے خمس نکالنا واجب ہے؟

ج: ہبہ اور ہدیہ کا عنوان اس کے دینے والے کے ارادے کے تابع ہے اور جب تک نفقہ لینے والے کو یہ یقین نہ ہو کہ جو کچھ اسے خرچ کے لئے دیا گیا ہے اس پر خمس ہے، تو اس کے لئے خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔

س ۸۵۵: میں نے اپنی بیٹی کو جہیز میں، ایک رہائشی گھر دیا ہے، کیا اس پر خمس ہے یا نہیں؟

ج: آپ نے اپنی بیٹی کو جو مکان دیا ہے اگر وہ عرف عام میں آپ کی حیثیت کے مطابق ہو اور سال خمسی کے دوران (خمس کی سالانہ تاریخ سے پہلے) دیا ہو تو آپ پر خمس واجب نہیں ہے۔

س ۸۵۶: کیا انسان کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے کسی مال پر سال گزرنے سے پہلے اسے اپنی بیوی کو ہدیہ کے طور پر دے دے جبکہ اسے علم ہے کہ اس کی زوجہ اس مال کو مستقبل میں گھر خریدنے یا ضروری اخراجات کے لئے رکھ دے گی؟

ج: ہاں ایسا کرنا جائز ہے اور جو کچھ اس نے اپنی زوجہ کو دیا ہے اگر وہ عرف عام میں اس جیسے شخص کی شان کے مطابق ہو اور یہ محض ظاہری بخشش اور خمس کی ادائیگی سے فرار کے لئے بھی نہ ہو تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۸۵۷: میاں بیوی خمس سے بچنے کیلئے خمس کی تاریخ آنے سے پہلے ہی اپنے اموال کی سالانہ بچت کو ہدیہ کے طور پر ایک دوسرے کو دے دیتے ہیں۔ مہربانی کرکے ان کے خمس کا حکم بیان فرمائیں؟

ج: ایسی بخشش سے کہ جو صرف ظاہری اور خمس سے فرار کیلئے ہے واجب خمس ساقط نہیں ہوگا۔

س ۸۵۸: ایک شخص نے مستحب حج بجالانے کیلئے حج کمیٹی کے کھاتے میں اپنا پیسہ جمع کروایا، مگر خانہ خدا کی زیارت کے لئے جانے سے پہلے ہی وہ فوت ہوگیا تو اس جمع شدہ رقم کا کیا حکم ہے؟ کیا اس رقم کو مرنے والے کی نیابت میں حج کروانے پر صرف کرنا واجب ہے؟ نیز کیا اس رقم سے خمس نکالنا واجب ہے؟

ج: جو رسید اس کو حج کمیٹی کے کھاتے میں جمع کی گئی رقم کے عوض ملی ہے اسے موجودہ قیمت کے ساتھ مرنے والے کے ترکے میں شمار کیا جائے گا اور اگر مرنے والے کے ذمہ حج واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس نے حج کی وصیت کی ہے تو اسے اس کی نیابت میں حج کرانے پر صرف کرنا واجب نہیں ہے اور اگر اس نے اس رسید کی رقم ان اموال سے ادا کی ہو جن پر خمس واجب تھا لیکن ادا نہیں کیا گیا تھا تو سوال کی مفروضہ صورت میں اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۸۵۹: باپ کا باغ بیٹے کو ہبہ یا میراث میں ملا اور جس وقت وہ بیٹے کو ملا تھا اس وقت اس کی قیمت بہت زیادہ نہ تھی لیکن اب بیچتے وقت اس باغ کی قیمت سابقہ قیمت سے زیادہ ہے تو کیا قیمت کے بڑھ جانے کی وجہ سے جو زائد مال حاصل ہوا ہے اس میں خمس ہے؟

ج: میراث و ہبہ اور فروخت کے نتیجے میں ان دونوں سے حاصل ہونے والی قیمت میں خمس واجب نہیں ہے چاہے ان کی قیمت بڑھ ہی کیوں نہ گئی ہو مگر جب اسے تجارت اور قیمت زیادہ ہونے کے قصد سے اپنے پاس رکھے۔

س ۸۶۰: انشورنس کمپنی علاج معالجہ کے اخراجات کے سلسلہ میں میری مقروض ہے اور طے ہوا ہے کہ آج کل میں وہ میرا قرض ادا کرے گی تو کیا انشورنس سے ملنے والی رقم میں خمس ہے یا نہیں؟

ج: خمس نہیں ہے۔

س ۸۶۱: کیا اس رقم پر خمس ہے جسے میں اپنی ماہانہ تنخواہ سے اس لئے بچا کر رکھتا ہوں کہ بعد میں اس سے شادی کے لوازمات مہیا کر سکوں؟

ج: اگر خود وہی پیسہ آپ نے بچا رکھا ہے جو آپ کو تنخواہ کے طور پر ملتا ہے تو آپ پر واجب ہے کہ سال پورا ہوتے ہی اس کا خمس ادا کریں، مگر یہ کہ آپ ان آنے والے ایک دو مہینوں میں اس رقم کو شادی کے لوازمات میں خرچ کرنا چاہیں اور خمس ادا کرنے سے باقی ماندہ ضروری لوازم پورے نہ کر سکیں تو خمس واجب نہیں ہے۔

س ۸۶۲: کتاب ''تحریر الوسیلہ'' میں بیان کیا گیا ہے کہ عورت کو دیئے جانے والے مہر پر خمس نہیں ہے؟ مگر فوری ادا کئے جانے والے اور مدت والے مہر کے درمیان فرق نہیں کیا گیا۔ امید ہے اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں گے؟

ج: مہر میں خمس کے واجب نہ ہونے کی صورت میں فوری اور مدت والے مہر کے درمیان کوئی فرق نہیں نیز نقد رقم یا سامان میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۸۶۳: حکومت اپنے ملازموں کو عید کے دنوں میں عیدی کے نام سے کچھ چیزیں دیتی ہے جس میں

سے کبھی کبھی سال گزر جانے کے بعد کچھ بچ جاتا ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ملازمین کی عیدی پر خمس نہیں ہے لیکن چونکہ ہم لوگ ان چیزوں کے مقابلے میں کچھ رقم ادا کرتے ہیں، اسلئے اسے کامل طور پر ہدیہ نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ کم قیمت پر دیا جاتا ہے تو کیا جس مال کے مقابلے میں رقم ادا کی گئی ہے اس کا خمس دینا واجب ہے یا اس چیز کی عام بازار میں جو قیمت ہے اس کا خمس دینا واجب ہے یا یہ کہ چونکہ وہ عیدی ہے لہذا اس میں خمس ہے ہی نہیں؟

ج: چونکہ مذکورہ فرض میں درحقیقت کچھ مال حکومت کی طرف سے مفت دیا جاتا ہے اور کچھ کے مقابلے میں رقم ادا کی جاتی ہے لہذا باقی بچ جانے والی چیزوں میں جس مقدار کے بدلے میں قیمت ادا کی ہے اسکی نسبت خمس واجب ہے۔ یا خود اس چیز میں سے خمس ادا کرے یا اسکی موجودہ قیمت کا خمس ادا کرے۔

س ۸٦٤: ایک شخص فوت ہو گیا ہے اس نے اپنی زندگی میں اپنے ذمہ خمس کو اپنی ڈائری میں لکھ رکھا تھا اور اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، مگر اس کی وفات کے بعد اس کی ایک بیٹی کے سوا تمام ورثاء خمس کی ادائیگی کیلئے تیار نہیں ہیں اور میت کے ترکہ کو اپنے لئے، میت کے لئے اور اس کے علاوہ دیگر امور میں صرف کر رہے ہیں، لہذا درج ذیل مسائل میں آپ اپنی رائے بیان فرمائیں:

۱۔ میت کے منقولہ یا غیر منقولہ اموال میں اس کے داماد یا کسی دوسرے وارث کے لئے تصرف کرنے کا کیا حکم ہے؟

۲۔ مرحوم کے گھر میں اس کے داماد یا کسی دوسرے وارث کے کھانا کھانے کا کیا حکم ہے؟

۳۔ مذکورہ افراد کی طرف سے میت کے اموال میں کیے گئے سابقہ تصرفات اور مرحوم کے گھر ان کے کھانا کھانے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ اس کے ترکہ سے کچھ مال بطور خمس ادا کیا جائے یا خود ورثاء کو یقین ہو کہ مرنے والا کچھ مقدار خمس کا مقروض ہے تو اس وقت تک ان کو ترکہ میں تصرف کرنے کا حق نہیں ہے جب تک میت کی وصیت کے مطابق یا جو مقدار اس کے ذمہ خمس بنتا ہے، اس کو ترکہ سے ادا نہ کر دیں

اور وصیت یا قرض کی مقدار میں ان (ورثاء) کے تمام وہ تصرفات جو اس کی وصیت کی تکمیل یا قرض کی ادائیگی سے پہلے ہوئے ہیں غصب کے حکم میں ہیں اور وہ (ورثاء)، اپنے سابقہ تصرفات کے سلسلہ میں بھی ضامن ہوں گے۔

قرض، تنخواہ، انشورنس اور پنشن

س ۸٦۵: وہ ملازمین جن کے پاس کبھی سالانہ اخراجات سے کچھ بچ جاتا ہے، کیا ان پر خمس واجب ہے جبکہ وہ لوگ یکمشت یا قسطوں کے ساتھ ادائیگی کی شرط پر مقروض بھی ہیں؟

ج: اگر وہ قرض سال کے دوران خود اسی سال کے اخراجات کے لئے لیا گیا ہو یا اس سال کی بعض ضروری اشیاء کے ادھار پر خریدنے کی وجہ سے ہو اور یہ اسے سالانہ بچت سے ادا کرنا چاہتا ہو تو قرض کی مقدار سالانہ بچت سے نکال لی جائے گی ورنہ جتنی بچت ہوئی ہے سب کا خمس دیا جائے گا۔

س ۸٦٦: کیا حج تمتع کی غرض سے لئے گئے قرض میں خمس واجب ہے اس طرح کہ خمس نکالنے کے بعد جو رقم بچ جائے اسے حج پر خرچ کیا جائے؟

ج: جو مال قرض کے طور پر لیا گیا ہو اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

س ۸٦۷: میں نے گزشتہ پانچ سال کے دوران ایک ہاؤسنگ کمپنی کو اس امید پر کچھ رقم دی ہے کہ وہ زمین کا ٹکڑا لے کر میرے رہنے کے لئے مکان مہیا کردے گی، لیکن ابھی تک اس سلسلہ میں مجھے زمین دیئے جانے کا حکم جاری نہیں ہوا ہے۔ لہذا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اپنی دی ہوئی رقم واپس لے لوں۔ واضح رہے کہ کل رقم کا کچھ حصہ تو میں نے قرض لے کر دیا تھا اور کچھ حصہ گھر کے قالین بیچ کر دیا تھا اور باقی میں نے اپنی بیوی کی تنخواہ سے جمع کیا تھا کہ جو ٹیچر

ہے۔آپ اس تفصیل کی روشنی میں مندرجہ ذیل دو سوالوں کا جواب عنایت فرمائیں:

ا۔اگر میں اپنی رقم واپس لے کر اسے صرف مکان یا زمین خریدنے میں صرف کروں تو کیا اس میں خمس واجب ہے؟

۲۔اس رقم میں جو خمس واجب ہے اس کی مقدار کیا ہوگی؟

ج: مذکورہ فرض میں چونکہ رقم ہدیے یا قرض اور یا ضروریات زندگی بیچ کر مہیا کی گئی ہے اسلئے اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۸٦۸: چند سال قبل میں نے بینک سے قرض لیا اور اس کو اپنے اکاؤنٹ میں ایک سال کے لئے رکھ دیا، لیکن اس سے کوئی استفادہ کئے بغیر ہر مہینہ اس کی قسط ادا کر رہا ہوں تو کیا اس قرض میں خمس ہے؟

ج: قرض لئے ہوئے مال کی اسی مقدار میں سے خمس نکالنا واجب ہے کہ جس کی قسطیں آپ نے خمس کی سالانہ تاریخ تک اپنے کاروبار کے منافع سے ادا کی ہیں۔

س ۸٦۹: میں گھر کی تعمیر کی خاطر کچھ مقروض ہوگیا ہوں اور یہ قرض بارہ سال تک چلے گا برائے مہربانی خمس کے سلسلے میں میری راہنمائی فرمائیں کیا یہ قرض سال کی بچت سے مستثنیٰ ہوگا؟

ج: گھر کی تعمیر وغیرہ کیلئے لئے گئے قرض کی اقساط اگر چہ اسی سال کی بچت سے ادا کی جاسکتی ہیں لیکن اگر ادا نہ کرے تو سال کی بچت سے مستثنیٰ نہیں ہوں گی بلکہ خمس کی سالانہ تاریخ کے آنے پر باقی ماندہ بچت میں خمس ہوگا۔

س ۸۷۰: طالب علم نے جو کتابیں والد کے پیسوں یا کالج کی طرف سے ملنے والے قرض سے خریدی ہیں اور طالب علم کا اپنا کوئی ذریعہ آمدنی بھی نہیں ہے تو کیا ان میں خمس واجب ہے؟ اور اگر یہ معلوم ہو کہ باپ نے کتابوں کے پیسوں کا خمس ادا نہیں کیا، تو کیا اس کا خمس دینا واجب ہوگا؟

ج: قرض یا باپ کی دی ہوئی رقم سے خریدی گئی کتابوں میں خمس نہیں ہے، مگر جب اسے یقین ہو کہ جو رقم والد نے اسے دی ہے خود اسی میں خمس واجب تھا تو اس صورت میں اس کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۸۷۱: جب کوئی شخص کچھ مال قرض کے طور پر لے اور سال سے پہلے اسے ادا نہ کر سکے تو کیا اس قرض کا خمس، لینے والے پر ہے یا دینے والے پر؟

ج: مقروض پر قرض کا خمس نہیں ہے، لیکن قرض دینے والے نے اگر اسے اپنی سالانہ بچت سے اور اس کا خمس ادا کرنے سے پہلے بطور قرض دیا ہو تو اگر وہ سال کے تمام ہونے تک قرض واپس لے سکے تو خمس کی تاریخ آنے پر اس کا خمس بھی واجب ہے، لیکن اگر وہ سال کے آخر تک وصول نہ کر سکے تو فی الحال اس کا خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے لیکن جب بھی اسے واپس لے اس کا خمس واجب ہے۔

س ۸۷۲: ریٹائرڈ افراد کو ماہ بہ ماہ جو پنشن ملتی ہے کیا اس میں خمس ہے؟

ج: اگر یہ رقم، ملازمت کے زمانے میں انکی تنخواہ سے کاٹی گئی ہو اور ریٹائرمنٹ کے بعد انہیں ماہ بہ ماہ دی جارہی ہو تو سالانہ اخراجات سے بچ جانے کی صورت میں اس کا خمس واجب ہے۔

س ۸۷۳: اسراء کے والدین کو انکی اسارت کے دوران جمہوری اسلامی ایران کی طرف سے جو ماہانہ وظیفہ ملتا ہے اور بینک میں جمع ہوتا رہتا ہے کیا اس میں خمس ہے جبکہ اگر اسرا کو اس رقم تک دسترسی ہوتی تو وہ اسے خرچ کرڈالتے؟

ج: مذکورہ مال میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۷۴: مجھ پر کچھ قرض ہے۔ اب جبکہ سال پورا ہو چکا ہے اور قرض خواہ نے مطالبہ نہیں کیا اور سالانہ بچت بھی میرے پاس اتنی ہے کہ قرض واپس کرسکتا ہوں، تو کیا میں قرض کی رقم کو سالانہ بچت میں سے نکال سکتا ہوں؟

ج: انسان چاہے رقم قرض لینے کی وجہ سے مقروض ہو یا ضروریات زندگی کو ادھار پر خریدنے کی وجہ سے اگر یہ اسی بچت والے سال کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ہو اور اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کو سالانہ بچت میں سے نکالا جاسکتا ہے لیکن اگر یہ گزشتہ برسوں کا قرض ہو اور اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اگر چہ سالانہ بچت سے اس کا ادا کرنا جائز ہے، لیکن اگر اس کو سال کے تمام ہونے تک ادا نہ کرے تو سالانہ منفعت سے اس کو استثناء نہیں کیا جاسکتا۔

س ۸۷۵: جس کے سالانہ حساب میں کچھ مال بچ گیا ہو تو کیا اس پر خمس واجب ہے جبکہ اس کے خمس کی

سالانہ تاریخ آ چکی ہو اور وہ مقروض ہو، اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ قرض ادا کرنے کیلئے اس کے پاس چند سال کی مہلت ہے؟

ج: جو قرض ادا نہیں کیا گیا چاہے وہ مدت والا ہو یا نہ اسے سالانہ بچت سے جدا نہیں کیا جاسکتا، سوائے اس قرض کے جو اسی بچت والے سال کے اخراجات کے لئے لیا گیا ہو، اس قرض کو بچت میں سے نکالا جاسکتا ہے اور اس قرض کے برابر سالانہ بچت میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۷۶: انشورنس کمپنیاں، انشورنس کرانے والوں کے نقصان کی تلافی کیلئے معاہدے کے مطابق جو رقم دیتی ہیں، کیا اس پر خمس ہے؟

ج: جو رقم انشورنس کمپنیاں انشورنس کرانے والوں کو دیتی ہیں اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۸۷۷: گزشتہ سال میں نے کچھ رقم قرض لے کر اس امید پر زمین خریدی کہ اس کی قیمت بڑھ جانے کے بعد، میں اس زمین اور اپنے موجودہ گھر کو بیچ کر آئندہ کیلئے رہائشی مشکل کو حل کرسکوں گا۔ اور اب جبکہ میرے خمس کی سالانہ تاریخ آن پہنچی ہے میرا سوال یہ ہے کہ کیا میں اسے گزشتہ سال کی بچت سے نکال سکتا ہوں یا نہیں؟

ج: چونکہ قرض کے مال سے زمین اسلئے خریدی گئی تھی کہ اسے مستقبل میں بیچا جاسکے، لہذا جس سال قرض لیا گیا ہے اس سال کی بچت میں سے اسے جدا نہیں کیا جاسکتا، بلکہ سالانہ بچت کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۸۷۸: میں نے بینک سے کچھ قرض لیا تھا جس کے ادا کرنے کا وقت میرے خمس کی سالانہ تاریخ کے بعد آئے گا اور مجھے ڈر ہے کہ اگر اس سال میں نے یہ قرض ادا نہ کیا تو آئندہ سال ادا نہیں کرسکوں گا، لہذا خمس کی تاریخ آنے پر اس کی ادائیگی کے بارے میں میری کیا ذمہ داری ہے؟

ج: اگر سال ختم ہونے سے پہلے اپنی سالانہ بچت کو قرض کی ادائیگی میں خرچ کردیا ہو اور وہ قرض بھی اصل سرمایہ کو زیادہ کرنے کے لئے نہ لیا گیا ہو تو اس پر خمس نہیں ہے، لیکن اگر قرض اصل سرمایہ میں اضافہ کرنے کے لئے ہو یا سالانہ بچت کو ذخیرہ کرنے کا ارادہ ہو تو آپ پر اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۸۷۹: گھر کرایہ پر لینے کیلئے عام طور پر کچھ رقم پیشگی (ایڈوانس) دی جاتی ہے اگر یہ رقم کما کر حاصل کی گئی ہو اور کئی سال تک مالک مکان کے پاس رہے تو کیا واپس لینے پر فوراً اس کا خمس نکالنا واجب ہے؟ اور اگر اسی رقم سے دوسرا گھر کرایہ پر لینے کا ارادہ رکھتا ہو تو کیا حکم ہے؟

ج: جب تک گھر کرایہ پر لینے کیلئے اس رقم کی ضرورت ہے اس میں خمس نہیں ہے۔

گھر، گاڑیوں وغیرہ اور اراضی کی فروخت

س ۸۸۰: جو گھر ماضی میں غیر مخمس مال سے تعمیر کیا گیا ہے کیا اس پر خمس ہے؟ اگر خمس واجب ہے تو کیا موجودہ قیمت کو مدنظر رکھ کر خمس نکالا جائے گا یا جس سال اسے تعمیر کیا گیا ہے اس سال کی قیمت کے مطابق؟

ج: اگر گھر دوران سال کی منفعت سے اور اپنی رہائش کیلئے تعمیر کیا گیا ہو اور اس میں رہائش کے بعد اسے بیچ دیا گیا ہو تو اسکی قیمت میں خمس نہیں ہے لیکن اگر ایسی بچت سے تعمیر کیا گیا جس پر سال گزر چکا تھا تو جس رقم سے وہ گھر بنایا گیا ہے اس پر خمس واجب ہے۔

س ۸۸۱: کچھ عرصہ قبل میں نے اپنا رہائشی فلیٹ بیچ دیا ہے اور یہ معاملہ، میری خمس کی سالانہ تاریخ آنے کے ساتھ ہی انجام پایا تھا اور چونکہ میں اپنے آپ کو حقوق شرعیہ کی ادائیگی کا پابند سمجھتا ہوں، اس لئے اپنے خاص حالات کی وجہ سے مشکل سے دوچار ہوں۔ گزارش ہے اس مسئلہ میں میری راہنمائی فرمائیں؟

ج: جس گھر کو آپ نے بیچا ہے، اگر وہ ایسے مال سے خریدا گیا ہو جس میں خمس واجب نہیں تھا یا اسے دوران سال کی منفعت سے خریدا گیا تھا تو بیچنے پر کسی صورت میں اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۸۲: ایک شہر میں میرا نصف تعمیر شدہ مکان ہے اور چونکہ میرے پاس رہائش کیلئے سرکاری مکان ہے اسلئے مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے میں اس کو بیچ کر اس سے اپنی ضرورت کے لئے ایک گاڑی خریدنا چاہتا ہوں، کیا اس کی قیمت میں سے خمس نکالنا ہوگا؟

ج: اگر آپ نے وہ گھر سالانہ منفعت سے اور دوران سال میں اپنی رہائش کیلئے تعمیر کیا ہو یا خریدا ہو اور اسی سال میں اسے بیچ دیا ہو تو بیچنے کی صورت میں اگر اسکی قیمت اسی فروخت والے سال کے مخارج میں خرچ ہو جائے تو اس میں خمس نہیں ہے اسی طرح اگر اس میں رہائش پذیر ہونے کے بعد اگلے سال اسے بیچ دیا ہو تو اسکی قیمت فروخت میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۸۳: میں نے اپنے گھر کے لئے پروفائل (دھات) کے چند دروازے خریدے تھے، لیکن عدم تمایل کی بنا پر دو سال کے بعد انہیں بیچ دیا اور اس کی قیمت کو ایلومینیم (Aluminium) کمپنی کے کھاتے میں جمع کرا دیا تھا کہ اسی قیمت کے بدلے وہ میرے لئے ایلومینیم کے دروازے تیار کر دیں کیا اس قیمت میں خمس ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں اس قیمت میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۸۴: میں نے ایک ادارے کو ایک لاکھ تومان رہائشی پلاٹ کے لئے دیئے تھے اور اب اس رقم پر سال تمام ہو چکا ہے، صورت حال یہ ہے کہ اس رقم کا کچھ حصہ میرا اپنا ہے اور کچھ حصہ میں نے قرض پر لیا تھا کہ جس میں سے کچھ ادا کر چکا ہوں تو کیا اس میں خمس ہے اور اگر ہے تو کتنا ہے؟

ج: اگر ضرورت کی بنا پر گھر بنانے کے لئے پلاٹ کی خریداری اس بات پر موقوف ہے کہ بیعانہ کے طور پر کچھ رقم پہلے ادا کی جائے تو اس مقصد کے لئے دی ہوئی قیمت میں آپ پر خمس نہیں ہے، چاہے آپ نے اس کو اپنے سالانہ منافع سے ہی ادا کیا ہو۔

س ۸۸۵: اگر کوئی شخص اپنا گھر بیچ کر اس کی منفعت سے فائدہ اٹھانے کیلئے اسے بینک میں جمع کرا دے، پھر خمس کی تاریخ آ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور اگر اس مال کو اس نے گھر خریدنے کے لئے جمع کرا دیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر گھر کو سال کے دوران اسی سال کے منافع اور اخراجات سے اپنی رہائش کے لئے بنوایا یا خریدا ہو اور اسکے بعد اسے بیچ دے تو اس کی قیمت میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۸۶: جو اموال انسان، گھر یا دیگر ضروریات زندگی خریدنے کیلئے تدریجاً جمع کرتا ہے کیا ان میں خمس ہے؟

ج: انسان کی مالی حیثیت کے مطابق اگر ضروریات زندگی کی خریداری سالانہ بچت کے ذخیرہ کرنے پر موقوف ہو اور پروگرام یہ ہو کہ مستقبل قریب مثلاً دو تین ماہ میں اس جمع شدہ رقم کو ضروریات زندگی کے خریدنے پر خرچ کردے گا تو خمس نہیں ہے۔

س ۸۸۷: میں نے چند سال پہلے ایک گاڑی خریدی تھی جسے اب کئی گنا قیمت پر بیچا جاسکتا ہے جبکہ جس رقم سے اس کو خریدا تھا وہ غیر مخمس تھی اور اب جو قیمت مل رہی ہے اس سے میں رہائش کے لئے گھر خریدنا چاہتا ہوں، تو کیا قیمت وصول ہوتے ہی اس تمام رقم پر خمس واجب ہوگا؟ یا جتنی رقم سے گاڑی خریدی تھی صرف اسی میں خمس ہے؟ اور بقایا رقم جو گاڑی کی قیمت بڑھنے کی وجہ سے ملی ہے، اس کو گاڑی بیچنے والے سال کے منافع میں سے حساب کیا جائے گا کہ اگر اسے سال تمام ہونے تک خرچ نہ کیا تو اس کا خمس نکالنا ہوگا؟

ج: اگر گاڑی آپ کی ضروریات زندگی میں سے ہو اور اسے دوران سال کی منفعت سے اپنے ذاتی استعمال کیلئے خریدا ہو تو اسکی قیمت فروخت میں خمس نہیں ہے لیکن اگر گاڑی کرائے پر چلانے کے لئے خریدی ہو تو اگر اس کو آپ نے ادھار پر یا قرض لے کر خریدا ہو تو اس صورت میں آپ کو صرف اتنے مال کا خمس نکالنا ہوگا جتنا قرض ادا کرنے میں خرچ کیا ہے، لیکن اگر آپ نے گاڑی بالکل اسی مال سے خریدی ہو جس میں خمس واجب ہو چکا تھا لیکن ادا نہیں کیا گیا تو اسکی پوری قیمت فروخت میں خمس واجب ہے۔

س ۸۸۸: میں ایک بہت ہی معمولی سے مکان کا مالک تھا۔ چند وجوہات کی بناء پر دوسرا گھر خریدنے کا ارادہ کرلیا، لیکن مقروض ہونے کی وجہ سے اپنے استعمال کی گاڑی کو بیچنے اور صوبائی بینک اور اپنے شہر کی قرض الحسنہ سوسائٹی سے قرض لینے پر مجبور ہو گیا تا کہ گھر کی قیمت ادا کرسکوں۔

واضح رہے کہ گاڑی خمس کی تاریخ آنے سے قبل بیچ دی گئی تھی اور جو قیمت ملی اسے میں نے اپنے قرض کی کچھ مقدار کی ادائیگی میں خرچ کر دیا تو کیا گاڑی کی فروخت سے حاصل ہونے والی قیمت میں خمس ہے یا نہیں؟

ج: مفروضہ صورت میں بیچی ہوئی گاڑی کی قیمت میں کوئی خمس نہیں ہے۔

س ۸۸۹: گھر، گاڑی یا دوسری وہ چیزیں جن کی انسان کو یا اس کے بچوں کو ضرورت پڑتی ہے اور انہیں وہ سالانہ منافع سے خریدتا ہے اب اگر ان کو کسی ضرورت کی بناء پر یا اس سے بہتر خریدنے کے لئے بیچا جائے تو ان کے بارے میں خمس کا کیا حکم ہے؟

ج: ضروریات زندگی کی کوئی چیز بیچنے کی صورت میں اسکی قیمت میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۹۰: گھر، گاڑی یا ان جیسی دیگر ضرورت کی چیزیں اگر خمس نکالے ہوئے مال سے خریدی جائیں، لیکن فروخت یا تجارت کی غرض سے نہیں بلکہ اپنے ذاتی استعمال کی نیت سے اور بعد میں کسی وجہ سے ان کو بیچ دیا جائے تو کیا بازار میں قیمت بڑھ جانے کی وجہ سے جو اضافی قیمت وصول ہوتی ہے اس میں خمس ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں قیمت بڑھنے سے جو منفعت حاصل ہوئی ہے، اس میں خمس نہیں ہے۔

دفینہ، منفعت اور وہ حلال مال جو حرام سے مخلوط ہو جائے

س ۸۹۱: جو لوگ اپنی ذاتی زمین میں کوئی خزانہ پاتے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: ایسے امور میں معیار اسلامی جمہوریہ ایران کا قانون ہے۔

س ۸۹۲: اگر انسان کو ذاتی گھر کی زمین کے نیچے سے چاندی کے ایسے سکے ملیں جنکی تاریخ تقریباً سو

سال پہلے کی ہے تو کیا یہ سکے عمارت کے موجودہ مالک، جیسے قانونی وارث یا خریدار، کی ملکیت ہوں گے یا نہیں؟

ج: اس کا حکم وہی دفینہ والا ہے کہ جس کا بیان گزر چکا ہے۔

س ۸۹۳: ہم ایک شبہ میں مبتلا ہیں اور وہ یہ کہ موجودہ دور میں بھی کانوں سے نکالی گئی معدنیات کا خمس نکالنا واجب ہے کیونکہ فقہاء عظام کے نزدیک یہ مسئلہ مسلم احکام میں سے ہے اب جو معدنیات حکومت نکالتی ہے۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ حکومت کی جانب سے صرف اسے اسلامی ممالک کے مسلمانوں پر خرچ کرنا وجوب خمس سے مانع نہیں بن سکتا۔ انکا حکم کیا ہے کیونکہ ان معدنیات کو یا تو خود حکومت مستقل طور پر نکالتی ہے اور پھر اسے لوگوں پر خرچ کرتی ہے تو اس صورت میں حکومت اس شخص کی مانند ہے جو معدنیات کو نکالنے کے بعد ان کو تحفہ، ہبہ یا صدقہ کے طور پر کسی دوسرے شخص کو دیدے، بہر حال ادلہ خمس کا اطلاق اس صورت کو بھی کوشامل ہے کیونکہ تقیید کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ یا پھر حکومت ملت کی وکیل کے طور پر معادن کو نکالتی ہے، کہ اس صورت میں درحقیقت نکالنے والے خود عوام ہیں اور اس صورت میں خود مؤکل پر خمس نکالنا واجب ہے یا حکومت عوام کے سرپرست اور ولی ہونے کی حیثیت سے معادن نکالتی ہے کہ اس صورت میں معادن نکالنے والا یا تو خود ولی وسرپرست ہے، یا وہ نائب کی طرح ہوگا اور اصل نکالنے والا وہ ہوگا جس پر اس کو ولایت اور سرپرستی حاصل ہے۔ بہر صورت معدنیات کے عمومات خمس سے خارج ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ جیسا کہ معدنیات اگر نصاب تک پہنچ جائیں تو ان پر خمس واجب ہوتا ہے اور یہ دیگر منافع کے مانند نہیں ہیں کہ اگر ان کو خرچ کر دیا جائے یا ہبہ کے طور پر دے دیا جائے تو وہ سال کے اخراجات میں شمار ہوں گے اور خمس سے مستثنیٰ ہو جائیں گے۔ لہذا اس اہم مسئلہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: معادن میں خمس کے واجب ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ اس کو کوئی شخص یا کئی لوگ مل کر نکالیں، بشرطیکہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ حد نصاب تک پہنچ جائے، وہ بھی اس طرح کہ جو کچھ وہ نکالیں وہ انکی ملکیت ہو اور وہ معدنیات جن کو حکومت نکالتی ہے چونکہ وہ کسی خاص شخص یا اشخاص کی ملکیت نہیں ہوتیں، بلکہ وہ ایک اتھارٹی اور جہت کی ملکیت ہیں اس لئے ان میں وجوب خمس کی شرط ہی نہیں پائی جاتی، لہذا حکومت پر خمس کے واجب ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے، اور یہ معدن میں خمس کے واجب ہونے سے استثناء نہیں ہے۔ ہاں وہ معدنیات جن کو ایک شخص یا چند اشخاص مل کر نکالتے ہیں ان پر اس میں سے خمس نکالنا واجب ہے۔ بشرطیکہ جو کچھ ایک شخص نے نکالا ہے وہ یا چند اشخاص میں سے ہر ایک کا حصہ، معدنیات نکلوانے اور اسے صاف کروانے کے اخراجات کو جدا کرنے کے بعد حد نصاب تک پہنچ جائے اور وہ نصاب ۲۰ دینار سونا اور دو سو درہم چاندی ہے یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر ہو۔

س ۸۹۴: اگر حرام مال کسی شخص کے مال سے مخلوط ہو جائے تو اس مال کا کیا حکم ہے اور اس کے حلال کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ اور حرمت کے علم یا عدم علم کی صورت میں اس کو کیا کرنا چاہیے؟

ج: جب یہ یقین ہو کہ اس کے مال میں حرام مال ملا ہوا ہے، لیکن اس کی دقیق مقدار معلوم نہ ہو اور صاحب مال کو بھی نہ جانتا ہو تو اس کے حلال بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا خمس نکال دے، لیکن اگر اسے اپنے اموال میں حرام مال کے مل جانے کا شک ہو تو اس کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے۔

س ۸۹۵: میں نے خمس کی سالانہ تاریخ کے آنے سے قبل ایک شخص کو کچھ رقم بطور قرض دی اور وہ شخص اس مال سے تجارت کی نیت رکھتا ہے اور اسکی منفعت ہمارے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگی۔ واضح رہے کہ وہ مال فی الحال میرے پاس نہیں ہے اور میں نے اس کا خمس بھی ادا نہیں کیا اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اگر آپ نے مال قرض کے عنوان سے دیا ہے اور خمس کی سالانہ تاریخ آنے پر اس کا وصول کرنا ممکن نہ ہو تو ابھی آپ پر اس کا خمس واجب نہیں ہے بلکہ جب آپ کو یہ مال واپس ملے گا تب آپ پر اس کا خمس واجب ہوگا، لیکن اس صورت میں مقروض کے کام کے نتیجے میں حاصل ہونے والے منافع میں آپ کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر آپ اس کا مطالبہ کریں گے تو وہ سود اور حرام ہوگا اور اگر آپ نے اس رقم کو مضاربہ کے عنوان سے دیا ہے تو معاہدہ کے مطابق منافع میں آپ دونوں شریک ہوں گے اور آپ پر اصل سرمایہ کا خمس ادا کرنا واجب ہوگا۔

س ۸۹۶: میں بینک میں ملازم ہوں اور اس ملازمت کیلئے مجھے جبری طور پر ۵ لاکھ تومان بینک میں جمع کرانے پڑے یہ رقم میرے ہی نام سے ایک طویل مدت اکاونٹ میں رکھی گئی ہے اور مجھے ہر ماہ اس کا نفع دیا جارہا ہے تو کیا اس رقم میں میرے اوپر خمس ہے؟ واضح رہے کہ بینک میں رکھی ہوئی اس رقم کو چار سال ہو رہے ہیں؟

ج: اگر فی الحال اس رقم کا واپس لینا آپ کیلئے ممکن نہیں ہے تو جب تک آپ نے اسے وصول نہیں کیا اس کا خمس واجب نہیں ہے لیکن اسکی سالانہ منفعت اگر سال کے اخراجات سے بچ جائے تو اس میں خمس ہے۔

س ۸۹۷: یہاں بینکوں میں رقوم رکھنے کا ایک خاص طریقہ ہے کہ جس کی وجہ سے استفادہ کرنے والوں کی کبھی بھی ان پیسوں تک دسترسی نہیں ہوتی لیکن انہیں ایک خاص نمبر کے مطابق اس کے اکاونٹ میں رکھ دیا جاتا ہے تو کیا ان اموال میں خمس واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر بینک میں رکھا ہوا مال منافع میں سے ہو اور خمس کی سالانہ تاریخ آنے پر آپ کیلئے اس کا بینک سے واپس لینا ممکن ہو تو خمس کی تاریخ آنے پر اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۸۹۸: کرایہ دار جو مال رہن (ایڈوانس) کے طور پر مالک کے پاس رکھتا ہے کیا اس کا خمس مالک پر واجب ہے یا کرایہ دار پر؟

ج: اگر وہ رقم کرایہ دار کے کاروباری منافع میں سے ہو تو واپس ملنے کے بعد کرایہ دار پر واجب ہے اس کا خمس ادا کرے مگر جب کوئی دوسرا امکان کرایہ پر لینے کیلئے اسکی ضرورت ہو تو پھر اس وقت خمس واجب ہوگا جب اسکی ضرورت نہ رہے اور مالک مکان جس نے قرض کے طور پر یہ رقم لی ہے اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

س ۸۹۹: ملازمت پیشہ افراد کی وہ تنخواہیں جو چند سال سے حکومت نے نہیں دی ہیں کیا ملنے کی صورت میں انہیں اسی ملنے کے سال کے منافع میں سے شمار کیا جائے گا اور خمس کی تاریخ آنے پر اس کا حساب کرنا واجب ہے یا یہ کہ ایسے مال پر بالکل خمس نہیں ہے؟

ج: اس تنخواہ کو وصول ہونے والے سال کے منافع میں سے شمار کیا جائے گا اور اس سال کے اخراجات سے زائد رقم میں خمس واجب ہے۔

اخراجات (مؤنہ)

س ۹۰۰: اگر ایک شخص کے پاس ذاتی کتب خانہ ہو اور اس نے کچھ عرصہ ان کتابوں سے استفادہ کیا لیکن اب کئی سالوں سے ان سے استفادہ نہیں کر رہا لیکن یہ احتمال ہے کہ آئندہ وہ اس کتب خانہ سے فائدہ اٹھائے گا تو کیا جس مدت میں اس نے کتابوں سے استفادہ نہیں کیا اس پر ان کا خمس واجب ہے؟ اور کیا خمس واجب ہونے کی صورت میں اس میں کوئی فرق ہے کہ یہ کتابیں اس نے خود خریدی ہوں یا اس کے والد نے خریدی ہوں؟

ج: جب وہ کتابیں خریدی گئی تھیں اگر اس وقت اسے مطالعہ اور استفادہ کیلئے انکی ضرورت تھی اور انکی مقدار عرف کی نظر میں اس شخص کی شان کے مناسب ہو تو ان میں خمس نہیں ہے حتیٰ اگر پہلے سال کے بعد ان سے استفادہ نہ بھی کرے نیز اگر کتابیں اسے میراث میں ملی ہوں یا والدین اور دوسرے افراد نے اسے تحفہ کے طور پر دی ہوں تو ان پر خمس نہیں ہے۔

س ۹۰۱: وہ سونا جو شوہر اپنی بیوی کے لئے خریدتا ہے کیا اس پر خمس ہے یا نہیں؟

ج: اگر وہ سونا عرف عام کی نظر میں معمول کے مطابق اور اس کی شان کے مناسب مقدار میں ہو تو اس میں خمس نہیں ہے اور وہ سال کے اخراجات میں سے شمار ہوگا۔

س ۹۰۲: تہران میں لگنے والی کتابوں کی بین الاقوامی نمائش سے کتابیں خریدنے کیلئے جو رقم پیشگی ادا کی جاتی ہے جبکہ ابھی تک کتابیں نہیں بھیجی گئیں کیا اس میں خمس ہے؟

ج: اگر ان کتابوں کی ضرورت ہو اور انکی مقدار اس شخص کی معاشرتی حیثیت کے مناسب ہو اور ان کا حاصل کرنا پیشگی قیمت دینے پر موقوف ہو تو اس صورت میں اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۹۰۳: اگر کسی شخص کے پاس اس کی حیثیت کے مناسب دوسری زمین ہو اور یہ اس کی ضرورت کے مطابق ہو کیونکہ وہ صاحب عیال ہے لیکن خمس کے سال کے آخر تک اس پر مکان نہ بنوا سکے یا ایک سال میں عمارت کی تعمیر مکمل نہ کر سکے تو کیا اس پر خمس واجب ہے؟

ج: وہ زمین، جس کی مکان بنانے کیلئے انسان کو ضرورت ہے، اس پر خمس کے واجب نہ ہونے کے لحاظ سے فرق نہیں ہے کہ زمین کا ایک ٹکڑا ہو یا زیادہ یا ایک مکان ہو یا ایک سے زیادہ، بلکہ معیار عرف میں اس کی حیثیت کے مطابق ضرورت کا صادق آنا اور اسکی تدریجی تعمیر کیلئے شخص کی مالی حیثیت ہے۔

س ۹۰٤: ایک شخص کے پاس گھر کے برتنوں کا سیٹ موجود ہے تو کیا ان میں سے بعض کا استعمال خمس کے واجب نہ ہونے کیلئے کافی ہے؟

ج: گھر کے لوازمات میں خمس کے واجب نہ ہونے کا معیار یہ ہے کہ عرفی طور پر اس شخص کی شان اور حیثیت کے مطابق اس پر ضرورت کا عنوان صدق کرے اگرچہ پورا سال ان سے استفادہ نہ کرے۔

س ۹۰۵: اگر اتفاقاً پورا سال فرش اور برتنوں سے استفادہ نہ کیا جائے لیکن مہمانوں کی ضیافت کیلئے ان کی ضرورت ہے تو کیا ان میں خمس واجب ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں ان میں خمس واجب نہیں ہے۔

س ۹۰٦: دلہن جو جہیز شوہر کے گھر لے کر جاتی ہے اس کے بارے میں امام خمینیؒ کے فتویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے بتائیں: اگر کسی علاقے میں رواج یہ ہو کہ لڑکے والے سامان زندگی اور گھر کی ضروری چیزیں مہیا کرتے ہوں اور وہ ان چیزوں کو رفتہ رفتہ خریدتے ہوں، اگر ان پر ایک سال گزر جائے تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر مستقبل کے لئے اسباب اور ضروریات زندگی کا مہیا کرنا عرف میں اخراجات میں سے شمار ہوتا ہو تو ان میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۰۷: جن کتابوں کا سیٹ کئی جلدوں پر مشتمل ہو (مثلاً وسائل الشیعہ) تو کیا ایک جلد سے استفادہ کرنے سے پورے سیٹ سے خمس ساقط ہو جائے گا یا مثال کے طور پر اس کی ہر جلد کے ایک صفحہ کا پڑھنا واجب ہے؟

ج: اگر پورا سیٹ آپ کی ضرورت ہو یا جس جلد کی ضرورت ہے وہ مکمل سیٹ کے خریدنے پر موقوف ہو تو اس صورت میں اس میں خمس نہیں ہے۔ ورنہ جن جلدوں کی ضرورت نہیں ہے ان کا خمس نکالنا واجب ہے اور صرف ہر جلد کا ایک صفحہ پڑھ لینا خمس کے ساقط ہونے کیلئے کافی نہیں ہے۔

س ۹۰۸: وہ دوائیں جن کو دوران سال کے منافع سے خریدا جائے اور ان کی قیمت انشورنس کمپنی ادا کرے اب اگر وہ دوائیں خمس کی تاریخ آنے تک خراب ہوئے بغیر باقی رہیں تو ان پر خمس واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر دواؤں کو ضرورت کے وقت استعمال کرنے کیلئے خریدا گیا ہو اور انکی ضرورت بھی پڑسکتی ہو تو ان میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۰۹: اگر کسی شخص کے پاس رہنے کے لئے گھر نہ ہو اور وہ اسے خریدنے یا دیگر ضروریات زندگی کو مہیا کرنے کے لئے کچھ رقم جمع کرے تو کیا اس میں خمس ہے؟

ج: کمائی کے منافع سے جمع کیا ہوا مال اگر مخارج زندگی کیلئے ہو تو خمس کی تاریخ آنے پر اس میں خمس ہے ہاں اگر یہ مال لازمی ضروریات زندگی یا ضروری مخارج کیلئے جمع کیا ہو تو اس صورت میں اگر اسے مستقبل قریب (مثلاً خمس کی تاریخ کے دو تین ماہ بعد) میں انہیں مذکورہ مصارف میں خرچ کردے تو اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۱۰: میری زوجہ ایک قالین بن رہی ہے جس کا سرمایہ ہمارا ذاتی ہے کیونکہ ہم نے اس کیلئے کچھ رقم قرض پر لی تھی اب تک اس کا کچھ حصہ تیار ہوا ہے۔ اور میری خمس کی تاریخ بھی آچکی ہے تو کیا، بُنائی مکمل ہونے اور اس کو بیچنے کے بعد اسکے بنے ہوئے حصے کا خمس دینا ہوگا یا نہیں؟ حالانکہ میں اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو گھریلو ضروریات میں خرچ کرنا چاہتا ہوں، نیز اصل سرمایہ کے سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

ج: قالین کی قیمت فروخت سے اصل سرمایہ کو جسے قرض لیا گیا ہے، جدا کرنے کے بعد بقیہ رقم کو سال کے منافع میں شمار کیا جائے گا۔ لہذا بنائی مکمل ہونے اور بیچنے کے بعد اگر رقم اسی سال کے زندگی کے اخراجات میں خرچ ہو جائے تو اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۱۱: میری پوری جائداد تین منزلہ عمارت ہے، ہر منزل پر دو کمرے ہیں۔ ان میں سے ایک میں خود رہتا ہوں اور دیگر دو منزلوں میں میرے بچے رہتے ہیں، کیا میری حیات میں اس میں خمس

واجب ہے یا میری وفات کے بعد اس میں خمس ہوگا تا کہ میں ورثاء کو اپنے مرنے کے بعد اسے ادا کرنے کی وصیت کروں؟

ج: اس عمارت میں خمس واجب نہیں ہے لیکن اگر خمس کا سال بہ سال حساب نہیں کرتا تو ضروری ہے کہ کس طریقے سے مصالحت کرے۔

س ۹۱۲: گھریلو اشیاء کے خمس کا حساب کیسے کیا جائے گا؟

ج: جو چیزیں ان سے استفادہ کرنے کے باوجود باقی رہتی ہیں جیسے فرش وغیرہ، تو ان میں خمس نہیں ہے، لیکن روزمرہ استعمال کی چیزیں جیسے چاول، گھی وغیرہ اگر بچ جائیں اور خمس کی تاریخ آنے تک باقی رہیں تو ان میں خمس واجب ہے۔

س ۹۱۳: ایک شخص کے پاس رہنے کے لئے اپنا کوئی مکان نہیں ہے، لہذا اس نے زمین کا ایک ٹکڑا خریدا ہے تا کہ اپنے لئے مکان بنا سکے لیکن تعمیر کیلئے کافی پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک سال گزر گیا اور اس نے اس کو بیچا بھی نہیں۔ تو کیا اس زمین میں خمس واجب ہے؟ اور اگر واجب ہے تو کیا اس کی خریدی ہوئی قیمت میں واجب ہے یا زمین کی موجودہ قیمت میں سے خمس کا نکالنا واجب ہے؟

ج: اگر اس نے یہ زمین اپنی سال کی منفعت سے اپنی ضرورت کا گھر بنوانے کے لئے خریدی ہو تو اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۱۴: سابقہ سوال کی روشنی میں اگر اس نے مکان بنوانا شروع کر دیا ہو لیکن مکمل ہونے سے پہلے اسکی خمس کی تاریخ آ جائے تو کیا تعمیر کے سلسلے میں جو کچھ اس نے خرچ کیا ہے اس میں سے خمس نکالنا واجب ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔

س ۹۱۵: جو شخص اپنے گھر کی پہلی منزل میں رہتا ہے اور کئی سال تک اسے دوسری منزل کی ضرورت نہیں ہے لیکن وہ اپنے بچوں کے مستقبل کیلئے دوسری منزل تعمیر کرتا ہے تو کیا دوسری منزل پر

جو کچھ خرچ ہوا ہے اس میں خمس واجب ہے؟

ج: اگر اس کا بچوں کے مستقبل کے لئے دوسری منزل بنوانا عرف کے نزدیک حال حاضر میں اس کی حیثیت کے مطابق ہے اور اس کے اخراجات زندگی میں سے شمار ہوتا ہے تو اس کے بنوانے میں جو کچھ خرچ کیا ہے اس میں خمس نہیں ہے اور اگر ایسا نہ ہو اور حال حاضر میں نہ خود کو اسکی ضرورت ہے اور نہ ہی اسکے بچوں کو تو اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س۹۱۶: آپ فرماتے ہیں مخارج سال میں خمس واجب نہیں ہے تو وہ شخص جس کے پاس اپنا رہائشی مکان نہیں ہے لیکن اس کے پاس زمین کا ایک ٹکڑا ہے جس کو ایک سال یا اس سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور وہ اس پر عمارت نہیں بنوا سکا تو اس کو مخارج میں کیوں شمار نہیں کیا جاتا؟ امید ہے اس کی وضاحت فرمائیں گے۔

ج: اگر زمین، اپنی ضرورت کا مکان بنانے کیلئے ہو اور دوران سال کی منفعت سے خریدی ہو تو اسے اسکے موجودہ اخراجات میں سے شمار کیا جائے گا اور اس پر خمس نہیں ہے، لیکن اگر سال کی منفعت سے اسلئے زمین خریدے کہ اسے بیچ کر اسکی قیمت سے گھر بنوائے گا تو اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س۹۱۷: میرے خمس کے سال کی ابتداء شمسی سال کے چھٹے مہینے کی پہلی تاریخ سے ہوتی ہے۔ اور عموماً سال کے دوسرے یا تیسرے مہینے میں اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے امتحانات شروع ہو جاتے ہیں ہمیں امتحانات کے ایام میں اضافی کام (Over Time) کی اجرت چھ ماہ بعد ملتی ہے، لہذا برائے مہربانی وضاحت فرمائیں جو اضافی کام ہم نے خمس کی تاریخ سے پہلے کیا ہے اور اس کی اجرت خمس کی تاریخ آنے کے بعد ملی ہے، کیا اس میں سے خمس ادا کرنا ہے یا نہیں؟

ج: لیٹ ملنے والی اجرت کا حساب اس سال کے منافع سے کیا جائے گا جس سال وہ ملے گی نہ کام کے سال کے منافع میں سے اور جس سال وہ ملی ہے اگر اسی سال کے اخراجات میں خرچ ہو جائے تو اس میں خمس واجب نہیں ہے۔

س۹۱۸: کبھی کبھی ہم لوگوں کو گھریلو سامان جیسے ریفریجریٹر وغیرہ بازار کی قیمت سے کم قیمت پر مل جاتا

ہے اور اس سامان کی مستقبل میں یعنی شادی کے بعد ہمیں ضرورت ہے، اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ شادی کے بعد اسی سامان کو موجودہ قیمت کے کئی گنا زائد قیمت کے ساتھ خریدنا ہوگا، تو کیا ایسا سامان جو اس وقت استعمال میں نہیں ہے اور گھر میں پڑا ہوا ہے اس میں سے خمس نکالنا ہوگا؟

ج: اگر آپ نے ان چیزوں کو سالانہ کاروباری منافع کے ساتھ اس لئے خریدا ہو کہ مستقبل میں ان سے استفادہ کریں گے اور جس سال آپ نے ان کو خریدا تھا اس سال آپ کو ان کی ضرورت نہیں تھی تو سال پورا ہونے پر ان کی مناسب قیمت سے خمس ادا کرنا واجب ہے، مگر یہ کہ ضرورت کے وقت انہیں یکبارگی خریدنا ممکن نہ ہو لہذا مجبوراً انہیں رفتہ رفتہ خرید کر ضرورت کے وقت کیلئے محفوظ کرنا پڑے اور وہ چیزیں عرف میں آپ کی حیثیت کے مطابق بھی ہوں تو اس صورت میں ان کو اخراجات میں سے شمار کیا جائے گا اور ان کا خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔

س ۹۱۹: وہ رقوم جن کو انسان کارہائے خیر میں صرف کرتا ہے، جیسے مدارس، سیلاب زدگان، فلسطینی اور بوسنیائی لوگوں کی امداد وغیرہ تو کیا ان کو سال کے اخراجات میں سے محسوب کیا جائے گا اور ان میں خمس نہیں ہے؟

ج: ایسے انفاقات مخارج سال میں سے شمار ہوتے ہیں اور ان میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۲۰: گزشتہ سال ہم نے ایک قالین خریدنے کے لئے کچھ رقم جمع کی اور سال کے آخر میں ہم نے قالین بیچنے والے چند مقامات کا چکر لگایا۔ آخر طے پایا کہ ان میں سے ایک میری پسند کے مطابق ایک مناسب قالین میرے لئے تیار کرے یہ کام نئے سال کے دوسرے مہینہ تک چلتا رہا اور چونکہ میرے خمس کی تاریخ، ہجری شمسی سال کی ابتدا ہے تو کیا اس مذکورہ رقم میں خمس ہوگا؟

ج: مفروضہ صورت میں رقم اور تیار کیے گئے قالین میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۲۱: چند لوگ ایک پرائیویٹ اسکول بنانے کے لئے تیار ہوئے اور ممبران کے قلیل سرمایہ سے

استفادہ کرنے کے بعد اسکول بنانے والی کمیٹی نے طے کیا کہ دیگر اخراجات پورے کرنے کیلئے بینک سے قرضہ لیا جائے، نیز کمیٹی نے یہ بھی طے کیا کہ سرمایہ کو مکمل کرنے اور بینک کی قسطیں ادا کرنے کیلئے اسکول کے ممبران ہر ماہ کچھ معین رقم ادا کریں۔ یہ اسکول ابھی تک منافع حاصل کرنے کی حد تک نہیں پہنچا ہے تو ممبران جو ماہانہ رقم ادا کرتے ہیں کیا اس میں خمس ہے اور کیا وہ اصل سرمایہ جو اسکول کی قیمت ہے اس میں خمس ہے؟

ج: ہر ممبر پر واجب ہے کہ جو کچھ وہ ہر ماہ اسکول کے سرمائے میں حصہ ڈالتا ہے اس میں اور جو کچھ اس نے پہلی بار شراکت کے طور پر اسکول کی تاسیس کے لئے دیا تھا، اس میں سے خمس نکالے اور جب ہر ممبر اپنے حصہ کا خمس ادا کر دے گا تو مجموعی سرمایہ میں دوبارہ خمس نہیں ہوگا۔

س ۹۲۲: وہ ادارہ جہاں میں ملازمت کرتا ہوں چند سال سے میری کچھ رقم کا مقروض ہے اور ابھی تک اس نے ادا نہیں کی تو کیا رقم کے ملتے ہی مجھے اس سے خمس نکالنا ہوگا یا ضروری ہے کہ ایک سال اس پر گزر جائے؟

ج: یہ رقم اگر آپ کے کام کی اجرت ہو اور خمس کی تاریخ کے آنے پر اس کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر وہ جس سال ملے گی اسی سال کے منافع میں سے شمار ہوگی اور اگر اسی سال کے مخارج میں خرچ ہو جائے تو اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۲۳: کیا سال کے کاروباری منافع میں سے حاصل شدہ اموال کے اخراجات زندگی میں خمس کے واجب نہ ہونے کا معیار یہ ہے کہ اس کو سال کے اندر ہی استعمال میں لایا جائے یا اس سال میں ان کی ضرورت ہونا ہی کافی ہے خواہ ان کو استعمال کرنے کا کوئی موقع نہ بھی ملے؟

ج: کپڑے، فرش وغیرہ جیسی اشیاء کہ جن سے استفادہ کرنے کے باوجود وہ باقی رہتی ہیں ان میں خمس کے واجب نہ ہونے کا معیار صرف ان کی ضرورت ہونا ہے۔ لیکن روزمرہ کی ضروریات زندگی جیسے چاول، گھی وغیرہ تو ان کا معیار سال کے اندر ان کا خرچ ہونا ہے، لہذا ان میں سے سال کے خرچ سے جو کچھ بچ جائے اس میں خمس واجب ہے۔

س ۹۲٤: اپنے بال بچوں کی سہولت اوران کی ضرورت کے لئے ایک شخص غیر مخمس مال اورسال کے دوران حاصل ہونے والے منافع سے گاڑی خریدے تو کیا اسے اس کا خمس دینا ہوگا یانہیں؟ اوراگراس نے اپنے کام سے متعلقہ امور کے لئے یا دونوں مقاصد (اپنے کام نیز بچوں کی سہولت) کے لئے گاڑی خریدی ہوتواس کا کیاحکم ہے؟

ج: اگراس نے گاڑی اپنے کسب وکار سے متعلقہ امور کے لئے خریدی ہوتو وجوب خمس میں اس کاحکم دیگر آلات کاروالا ہے لیکن اگراس نے گاڑی اپنی ضروریات زندگی کے لئے خریدی ہے اورعرف عام میں اس کا شماراس شخص کی حیثیت کے مناسب ضروریات میں ہوتا ہے تواس میں خمس نہیں ہے البتہ اگراسکی قیمت خرید میں خمس واجب ہو چکا تھاتواس کا ادا کرنا واجب ہے۔

مصالحت اورخمس کا غیرخمس کے ساتھ مخلوط ہونا

س ۹۲۵: یہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جن پر خمس ہے مگرانہوں نے ابھی تک اسے ادا نہیں کیا ہے اور فی الوقت یاتو وہ خمس ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے یاان کے لئے خمس کا ادا کرنا بہت دشوار ہےتوان کے بارے میں کیاحکم ہے؟

ج: صرف خمس کی ادائیگی پر قادر نہ ہونے یااس کے دشوار ہونے کی وجہ سے ان سے واجب خمس ساقط نہیں ہوگا اور وہ بری الذمہ نہیں ہوں گے بلکہ تاحدامکان اس کا ادا کرنا واجب ہے ایسے لوگ خمس کے ولی امر یااس کے وکیل سے وقت اور مقدار کے اعتبار سے اپنی استطاعت کے مطابق مرحلہ وار اپنا قرض ادا کرنے کے لئے مصالحت (مثلاً اسے خمس دے کراس سے دوبارہ قرض کے طور پر واپس لے لیں اور پھر یہ قرض رفتہ رفتہ ادا کریں) کرلیں۔

س ۹۲٦: ایک مکان میری ملکیت میں ہے کہ جسکا میں قسط وار مقروض ہوں نیز میری ایک دکان

ہے جس میں کاروبار کرتا ہوں اور شرعی فریضہ کے مطابق میں نے اپنے خمس کا سال بھی معین کر رکھا ہے۔ آپ سے التجا ہے کہ مجھے اس گھر کا خمس معاف فرمادیں رہا دکان کا خمس تو اس کو قسط وار ادا کرنا میرے امکان میں ہے۔

ج: جس مکان میں آپ رہتے ہیں اس کی مفروضہ صورت کے مطابق چونکہ آپ نے اسے ادھار پر خریدا ہے اسلئے اس میں خمس واجب نہیں ہے۔ رہی دکان تو اس کا خمس دینا آپ پر واجب ہے اگر چہ ہمارے کسی مجاز وکیل کے ساتھ مصالحت کر کے اپنا قرض رفتہ رفتہ ادا کریں۔

س ۹۲۷: ایک شخص ملک سے باہر رہتا تھا اور خمس نہیں نکالتا تھا اس نے غیر مخمس مال سے ایک گھر خریدا ہے لیکن اس وقت اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ جس سے اس گھر کا خمس ادا کر سکے البتہ اس پر جو خمس قرض ہے اس کے عوض میں وہ ہر سال خمس کی رقم سے بھی زائد ادا کرتا رہتا ہے کیا اس کا یہ عمل صحیح ہے یا نہیں؟

ج: مفروضہ صورت کے مطابق اس کیلئے واجب خمس کی ادائیگی کے سلسلہ میں مصالحت (خمس ادا کر کے پھر اسی رقم کو بطور قرض واپس لے لے) کرنا ضروری ہے تا کہ بعد میں اسے رفتہ رفتہ ادا کر دے اور اب تک جتنا اس نے ادا کر دیا ہے اسکے سلسلے ہمارے کس وکیل کی طرف رجوع کرے۔

س ۹۲۸: ایک شخص جس کے ذمہ چند سال کے منافع کا خمس ادا کرنا باقی ہے، لیکن اب اسے علم نہیں ہے کہ وہ اس سلسلے میں کس قدر مقروض ہے تو اب وہ کیسے خمس سے سبکدوش ہو سکتا ہے؟

ج: وہ اپنے ان تمام اموال کا حساب کرے جن میں خمس واجب ہے اور ان کا خمس ادا کرے اور مشکوک موارد میں ولی امر خمس یا اسکے وکیل سے مصالحت کرے۔

س ۹۲۹: میں ایک نوجوان ہوں، اپنے گھر والوں کے ساتھ رہتا ہوں اور میرے والد اپنا خمس ادا نہیں کرتے اور نہ ہی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے سود کے پیسے سے ایک مکان بھی بنا رکھا ہے۔ چنانچہ اس گھر میں جو کچھ میں کھاتا پیتا ہوں اس کا حرام ہونا واضح ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ میں اپنے گھر والوں سے الگ رہنے کی استطاعت نہیں رکھتا، لہذا

اس سلسلہ میں میری ذمہ داری بیان فرمائیں؟

ج: اگر آپ کو یقین ہو کہ آپ کے باپ کے مال میں سود کا مال ملا ہوا ہے یا آپ کو علم ہو کہ آپ کے والد زکات وخمس ادا نہیں کرتے تو اس کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ آپ کو یقین ہو جائے کہ جو کچھ آپ کے باپ خرچ کرتے ہیں یا ان کے وہ اموال جن میں آپ تصرف کرتے ہیں وہ حرام ہیں اور جس وقت تک حرام ہونے کا یقین نہ ہو آپ کیلئے ان سے استفادہ کرنا حرام نہیں ہے۔ ہاں اگر باپ کے ان اموال جن کو آپ خرچ کرتے ہیں انکے حرام ہونے کا یقین حاصل ہو جائے تو پھر آپ کے لئے ان سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہوگا، لیکن اگر آپ کا گھر والوں سے جدا ہونا اور ان کے ساتھ رفت وآمد کا ترک کرنا حرج کا باعث ہو تو اس صورت میں آپ کیلئے ان کے ان اموال سے جو حرام کے ساتھ مخلوط ہیں استفادہ کرنا جائز ہے، البتہ آپ کے استعمال کردہ اموال میں جس مقدار خمس وزکوٰۃ اور دوسروں کے اموال موجود ہیں اسکے آپ ضامن ہیں۔

س ۹۳۰: مجھے اطمینان ہے کہ میرے والد خمس وزکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور جب انہیں کہتا ہوں تو جواب دیتے ہیں ہم خود مستحق ہیں، لہذا ہم پر خمس وزکوٰۃ واجب نہیں ہے تو اس سلسلہ میں حکم کیا ہے؟

ج: اگر ان کے پاس ایسا مال نہیں ہے کہ جس میں خمس وزکوٰۃ واجب ہوتا ہے تو ان پر نہ خمس واجب ہے اور نہ ہی زکوٰۃ، اور اس مسئلہ میں آپ کیلئے تحقیق کرنا ضروری نہیں ہے۔

س ۹۳۱: ہم ایسے لوگوں کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں جو خمس ادا نہیں کرتے اور نہ ان کے پاس اس کا سالانہ حساب ہے۔ ہم ان کے ساتھ خرید وفروخت کرتے ہیں انکے پاس آتے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

ج: آپ ان لوگوں سے خرید وفروخت کے ذریعہ جو اموال لیتے ہیں یا ان کے ہاں جا کر جن اموال میں تصرف کرتے ہیں، اگر ان میں خمس کے موجود ہونے کا یقین ہو تو ان کے خمس کی مقدار میں معاملہ فضولی (۱) ہے کہ جس کے لئے خمس کے ولی امر یا اس کے وکیل سے اجازت لینا ضروری ہے اور آپ کیلئے ان کے اموال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر ان کے ساتھ رفت وآمد کا ترک کرنا نیز کھانے پینے اور ان کے اموال میں تصرف سے پرہیز کرنا آپ کے لئے دشوار ہو تو اس صورت میں آپ کے لئے تصرف کرنا جائز ہے، لیکن آپ ان کے اموال میں سے جتنا مال خرچ کریں گے اس کے خمس کے ضامن ہوں گے۔

س ۹۳۲: جب کوئی شخص مسجد کو ایسا مال دے جس کا خمس نہیں نکالا گیا تو کیا اس سے یہ مال لینا جائز ہے؟
ج: اگر اس بات کا یقین ہو کہ اس شخص نے جو مال دیا ہے اس کا خمس نہیں نکالا گیا ہے تو اس شخص سے یہ مال لینا جائز نہیں ہے۔ اور اگر لے لیں تو اسکے خمس کی مقدار میں ولی امر خمس یا اس کے وکیل کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔

س ۹۳۳: ایسے لوگوں کے ساتھ معاشرت کا کیا حکم ہے جو مسلمان تو ہیں مگر دینی امور: خاص طور سے نماز اور خمس کے پابند نہیں ہیں؟ اور کیا ان کے گھروں میں کھانا کھانے میں کوئی اشکال ہے؟ اور اگر اشکال ہے تو جو شخص چند مرتبہ ایسا کام انجام دے چکا ہے اس کا کیا حکم ہے؟
ج: ان کے ساتھ رفت و آمد رکھنا اگر ان کے دینی امور سے لاپروائی برتنے میں معاون و مددگار نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اگر آپ کا ان کے ساتھ میل جول نہ رکھنا ان کو دین کا پابند بنانے میں مؤثر ہو تو ایسی صورت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عنوان سے وقتی طور پر ان کے ساتھ میل جول نہ رکھنا واجب ہے۔ البتہ ان کے اموال سے استفادہ کرنا جیسے کھانا پینا وغیرہ تو جس وقت تک یقین نہ ہو کہ اس مال میں خمس واجب ہے اس وقت تک اس سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۹۳۴: میری سہیلی اکثر مجھے کھانے کی دعوت کرتی ہے، لیکن حال ہی میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کا شوہر خمس ادا نہیں کرتا۔ تو کیا میرے لئے ایسے شخص کے ہاں کھانا پینا جائز ہے جو خمس نہیں دیتا؟
ج: جب تک اس بات کا یقین نہ ہو کہ جو کھانا وہ آپ کو پیش کرتے ہیں اس میں خمس ہے اس وقت تک انکے یہاں کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۹۳۵: ایک شخص پہلی مرتبہ اپنے اموال کے خمس کا حساب کرنا چاہتا ہے چنانچہ جس گھر میں وہ رہتا ہے اگر اسے علم نہ ہو کہ اسے کس مال سے خریدا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور اگر جانتا ہو کہ اسے چند سال کی جمع پونجی سے خریدا تھا تو اس کا کیا حکم ہے؟
ج: اپنی رہائش کے گھر یا دیگر ضروریات زندگی کو اگر ایسے مال سے خریدنے کا احتمال ہو جس میں خمس نہیں ہوتا (مثلاً وراثت یا ہبہ) تو ان میں خمس واجب نہیں ہے لیکن اگر اسے یقین ہے کہ انہیں اپنی کمائی کی بچت

سے خریدا تھا لیکن نہیں جانتا کہ اس بچت کو سال کے دوران ہی میں ان چیزوں کے خریدنے پر خرچ کر دیا تھا یا سال کے مکمل ہونے کے بعد اور خمس ادا کرنے سے پہلے خرچ کیا تھا تو ہمارے کسی وکیل کے ساتھ مصالحت کرے اور اگر یقین ہے کہ اس گھر کو کئی سال کی بچت سے اور اس کا خمس ادا کرنے سے پہلے خریدا ہے تو اس بچت کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۹۳۶: ایک عالم دین کسی شہر میں وہاں کے لوگوں سے خمس کے عنوان سے کچھ رقم وصول کرتا ہے، لیکن اس کے لئے خود اصل مال کو آپ کی جانب یا آپ کے دفتر میں پہنچانا دشوار ہے تو کیا وہ یہ رقم بینک کے ذریعہ ارسال کر سکتا ہے؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ بینک سے جو مال وصول کیا جائے گا وہ بالکل وہی مال نہ ہوگا جو اس نے اپنے شہر میں بینک کے حوالے کیا تھا۔

ج: خمس یا دیگر رقوم شرعیہ کو بینک کے ذریعہ بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۹۳۷: اگر میں نے غیر مخمس مال سے زمین خریدی ہو تو کیا اسمیں نماز صحیح ہے یا نہیں؟

ج: اگر خود اس مال سے زمین خریدی ہو جس میں خمس واجب تھا تو خمس کی مقدار میں معاملہ فضولی ہے کہ جو خمس کے ولی امر کی اجازت پر موقوف ہے، لہذا جب تک اس کی اجازت نہ ہو اس زمین میں نماز صحیح نہیں ہوگی۔

س ۹۳۸: جب خریدنے والے کو معلوم ہو کہ اس خریدے ہوئے مال میں خمس ہے اور فروخت کرنے والے نے خمس ادا نہیں کیا ہے تو کیا اس میں خریدنے والے کیلئے تصرف کرنا جائز ہے؟

ج: اگر بیچے ہوئے مال میں خمس ہے تو خمس کی مقدار میں معاملہ فضولی ہوگا کہ جو خمس کے ولی امر کی اجازت پر موقوف ہے۔

س ۹۳۹: اگر دکاندار کو معلوم نہ ہو کہ جس خریدار کے ساتھ وہ معاملہ کر رہا ہے اس نے اپنے مال کا خمس ادا کیا ہے یا نہیں تو کیا اس کے لئے اس مال کا خمس ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

ج: جب تک علم نہ ہو کہ خریدار سے لی جانے والی رقم میں خمس ہے دکاندار پر کچھ واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لئے تحقیق کرنا ضروری ہے۔

س ۹۴۰: اگر چار آدمی مل کر شراکت کے عنوان سے کسی کام کیلئے ایک لاکھ روپے سرمایہ لگائیں، لیکن ان

میں سے ایک شخص خمس نہ دیتا ہو تو کیا اس کے ساتھ شراکت رکھنا صحیح ہے یا نہیں؟ اور کیا دیگر شرکاء کیلئے قرض حسنہ کے عنوان سے اس سے مال لے کر اسے کام میں لگانا جائز ہے اور بطور کلی اگر چند افراد شریک ہوں تو کیا ہر ایک پر اپنے حصہ کے منافع سے علیحدہ طور پر خمس دینا واجب ہے یا اس کو مشترکہ کھاتے سے ادا کرنا واجب ہے؟

ج: ایسے شخص کے ساتھ شریک ہونے کا حکم کہ جس کے اصل سرمایہ میں خمس ہو اور اس نے ادا نہ کیا ہو، یہ ہے کہ خمس کی مقدار میں شراکت فضولی ہوگی کہ جس کیلئے حتمی طور پر ولی امر کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور اگر بعض شرکاء نے اپنے حصے کے سرمایہ سے خمس ادا نہ کیا ہو تو مشترکہ سرمایہ میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے اور جب شرکاء مشترکہ سرمایہ سے حاصل شدہ نفع وصول کرتے ہیں تو ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ خمس کا سال ختم ہونے پر اپنے حصے میں سے جو کچھ اسکے اخراجات سے بچ جائے اس کا خمس ادا کرے۔

س ۹٤۱: اگر میرے شرکاء اپنے خمس کے حساب کیلئے سال نہ رکھتے ہوں تو میری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: شرکاء میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ وہ اپنے حصہ کے مطابق حقوق شرعی کو ادا کرے تا کہ مشترکہ مال میں ان کے تصرفات جائز ہو سکیں۔ اور اگر باقی شرکاء اپنے ذمہ کے حقوق شرعی ادا نہ کرتے ہوں اور شراکت ختم کرنا یا شرکاء سے علیحدہ ہونا آپ کیلئے حرج و مشقت کا باعث ہو تو آپ کو شراکت کے جاری رکھنے کی اجازت ہے۔

سرمایہ

س ۹٤۲: کئی سالوں سے ثقافتی شخصیات کے توسط سے ایک ''کلچرل کوآپریٹو سوسائٹی'' کام کر رہی ہے اس کا ابتدائی سرمایہ بعض ثقافتی شخصیات کے حصص سے تشکیل پایا تھا اس وقت ہر ایک نے ایک سو تومان دیئے تھے۔ ابتداء میں سوسائٹی کا اصل سرمایہ بہت کم تھا، لیکن اس وقت ممبران کی

کثرت کی وجہ سے گاڑیوں کے علاوہ، سوسائٹی کا اصل سرمایہ ایک کروڑ اسی لاکھ تومان ہے، اوراس سرمایہ سے جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ ممبران کے درمیان ان کے حصے کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے اور ان میں سے ہر شخص جب بھی چاہے آسانی سے اپنا حصہ واپس لے کر سوسائٹی سے اپنا حساب ختم کر سکتا ہے۔

ابھی تک نہ تو اصل سرمایہ سے خمس دیا گیا ہے اور نہ ہی نفع سے۔ کیا میں سوسائٹی کا مینیجنگ ڈائریکٹر ہونے کی حیثیت سے سوسائٹی کے اموال میں واجب ہونے والا خمس ادا کر سکتا ہوں؟ اور کیا حصہ داروں کی رضامندی شرط ہے یا نہیں؟

ج: ہر ممبر اسکے سرمایہ اور اس سے حاصل ہونے والے نفع سے اپنے حصے کا خمس ادا کرنے کا خود ذمہ دار ہے اور آپ کا خمس نکالنا حصہ داروں کی اجازت اور وکالت پر موقوف ہے۔

س ۹۴۳: چند افراد نے بوقت ضرورت ایک دوسرے کو قرضہ دینے کے لئے ایک قرض حسنہ بینک قائم کیا ہے اس طرح کہ ہر ممبر نے پہلی مرتبہ اسکی تشکیل کیلئے جو رقم دی ہے اس کے علاوہ اس کیلئے، قرض حسنہ کے اصل سرمایہ میں اضافے کے لئے ہر ماہ کچھ رقم دینا ضروری ہے، لہذا وضاحت فرمائیں کہ ہر ممبر کس طرح خمس ادا کرے گا؟ اور جب قرض الحسنہ کا اصل سرمایہ ہمیشہ اس کے ممبروں کے پاس قرض کے طور پر ہو تو اس صورت میں خمس کی کیا شکل ہوگی؟

ج: اگر ہر ممبر نے اپنے حصہ کی رقم اپنے خمس کی تاریخ آنے کے بعد اپنے کاروبار کے منافع یا اپنی تنخواہ سے دی ہو تو اس پر خمس کا ادا کرنا واجب ہے، لیکن اگر اس نے اپنے حصہ کی رقم اثنائے سال میں دی ہو اور خمس کی تاریخ آنے پر اس کا واپس لینا ممکن ہو تو خمس کی تاریخ آنے پر اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے ورنہ جب تک اس رقم کا واپس لینا ممکن نہ ہو اس وقت تک اس پر خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔

س ۹۴۴: کیا قرض الحسنہ بینک مستقل حقوقی شخصیت رکھتا ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو کیا اس کو حاصل ہونے والے منافع میں خمس ہے یا نہیں؟ اور اگر مستقل حقوقی شخصیت نہیں رکھتا تو اس کے خمس نکالنے

کا کیا طریقہ ہے؟

ج: اگر قرض الحسنہ بینک کا اصل سرمایہ مشترکہ طور پر چند افراد کی ذاتی ملکیت ہوتو اس سے حاصل ہونے والا فائدہ بھی ہر شخص کے حصہ کے لحاظ سے اس کی ملکیت ہوگا اور اگر اس کا حصہ اسکے سالانہ مخارج سے بچ جائے تو اس میں خمس واجب ہوگا، لیکن اگر قرض الحسنہ کا سرمایہ کسی ایک یا چند اشخاص کی ملکیت نہ ہو جیسا کہ وہ وقف عام وغیرہ کے مال سے ہوتو اس سے حاصل ہونے والے منافع میں خمس نہیں ہے۔

س ۹٤۵: بارہ مومنین نے یہ طے کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک ہر ماہ ایک فنڈ میں مثال کے طور پر بیس دینار جمع کرے گا تا کہ ہر مہینے ان میں سے ایک شخص، اس رقم کو لے کر اپنی خاص ضروریات پر صرف کرلے چنانچہ آخری شخص بارہ مہینے کے بعد یہ رقم لے گا یعنی اس مدت میں جو کچھ اس نے دیا تھا (۲٤۰ دینار) وہ لے لے گا کیا اس پر خمس واجب ہے یا نہیں بلکہ اسکے مخارج میں سے شمار ہوگا اور اگر یہ شخص خمس کی سالانہ تاریخ رکھتا ہو اور جو رقم اسے ملی ہے اس کا کچھ حصہ خمس کی تاریخ آنے کے بعد بھی اس کے پاس ہو تو کیا اس حصے کیلئے خمس کا الگ سال قرار دے سکتا ہے تا کہ اس کا خمس ادا کرنا اس کیلئے ضروری نہ رہے۔

ج: فنڈ میں جمع شدہ رقم اگر ان کے دوران سال کی منفعت سے ہو تو ہر شخص اپنی باری پر جو رقم فنڈ سے حاصل کرتا ہے تا کہ اسے اپنے سال کے مخارج میں خرچ کرے اگر اسکا کچھ حصہ فنڈ سے بطور قرض اور کچھ حصہ اس رقم کے بدلے میں ہو جو اس نے اسی سال کی منفعت سے فنڈ میں جمع کرائی تھی تو اس میں خمس نہیں ہے لیکن اگر وہ گذشتہ سال کی منفعت سے ہو تو جو کچھ گذشتہ سال کی منفعت سے ہے اس پر خمس ہوگا اور اگر دونوں سالوں کی منفعت سے ہو تو ہر سال کی منفعت کا اپنا حکم ہے اور اپنے حصے کی وصول کردہ رقم جو اس نے سال کی منفعت سے فنڈ میں جمع کرائی تھی سال کے اخراجات سے بچ جائے تو اس زائد مقدار کے خمس سے بچنے کیلئے اس کیلئے الگ سال قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ سال کے عام منافع کیلئے خمس کی ایک تاریخ قرار دے اور مخارج سال سے زائد کا خمس ادا کرے۔

س ۹٤٦: میں نے مکان کرایہ پر لیا ہے اور کچھ رقم بطور رہن (ایڈوانس) مالک مکان کو دی ہے، کیا ایک سال گزر جانے کے بعد اس رقم میں خمس ہوگا؟

ج: جورقم مالک مکان (موجر) کوبطور قرض دی ہے اگر وہ کمائی کے منافع میں سے ہو تو جب تک اسکی اس کام (مکان کرایہ پر لینے) کیلئے ضرورت ہے اس کا خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے لیکن مالک مکان کے لوٹانے کے بعد اس پر خمس ہوگا۔

س ۹۴۷: ہمیں تعمیراتی کاموں کے لئے ایک خطیر بجٹ کی ضرورت ہے اور اس کو یکمشت ادا کرنا ہمارے لئے مشکل ہے، لہذا ہم نے ایک تعمیراتی فنڈ قائم کیا ہے اور اس میں ہر مہینے کچھ رقم جمع کراتے ہیں اور کسی حد تک سرمایہ جمع ہونے کے بعد اسے تعمیراتی کاموں میں صرف کرتے ہیں، کیا اس جمع شدہ مال میں خمس ہے؟

ج: ہر شخص جو رقم جمع کراتا ہے اگر وہ اسکی سالانہ بچت سے ہو اور تعمیراتی کاموں میں خرچ کیے جانے تک اس کی ملکیت میں باقی رہے اور خمس کا سال پورا ہونے تک اسے تعمیراتی فنڈ سے واپس لینا ممکن ہو تو اس پر خمس واجب ہے۔

س ۹۴۸: چند سال پہلے میں نے اپنے مال کا حساب کیا اور اپنے خمس کی تاریخ مقرر کی، اس وقت میرے پاس ۹۸ بھیڑ بکریاں تھیں جن کا میں خمس نکال چکا تھا اور اسی طرح کچھ نقد رقم اور ایک موٹر سائیکل تھی لیکن چند سال سے میری بھیڑ بکریاں رفتہ رفتہ بیچنے کی وجہ سے کم ہوگئی ہیں البتہ رقم میں اضافہ ہوگیا ہے اس وقت میرے پاس ۶۰ بھیڑ بکریاں اور کچھ نقد رقم ہے، تو کیا اس رقم کا خمس نکالنا مجھ پر واجب ہے یا صرف اضافی مال کا خمس واجب ہے؟

ج: اگر موجودہ بھیڑ بکریوں اور نقد رقم کی مجموعی قیمت ۹۸ بھیڑ بکریوں اور نقد رقم کی اس مجموعی قیمت سے زیادہ ہے کہ جس کا خمس آپ ادا کر چکے ہیں تو صرف زائد مقدار میں خمس ہے۔

س ۹۴۹: ایک شخص کسی چیز (گھر یا زمین) کا مالک ہے کہ جس میں خمس ہے، تو کیا وہ اس کا خمس اپنے سال کی منفعت سے ادا کر سکتا ہے یا واجب ہے کہ پہلے وہ منافع کا خمس نکالے اور پھر اس خمس نکالی ہوئی رقم سے اس چیز (گھر یا زمین) کا خمس ادا کرے؟

ج: اگر اس کا خمس سال کی بچت سے نکالنا چاہتا ہو تو واجب ہے کہ خود اس (بچت) کا بھی خمس نکالے۔

س ۹۵۰: ہم نے شہداء کے بچوں کے لئے انہیں شہید فاؤنڈیشن سے ملنے والے ماہانہ وظیفہ اور بعض شہدا کی ذرعی زمینوں اور کارخانوں کہ جوانکی اپنی معاشی ضروریات کیلئے تھے، کی منفعت سے ایک فنڈ قائم کیا ہے جس سے بعض اوقات ان کی ضرورتوں کو پورا کیا جاتا ہے۔ برائے کرم فرمایئے: کیا اس منفعت اور فنڈ میں جمع شدہ رقم پر خمس واجب ہے یا جب تک وہ بڑے نہیں ہو جاتے خمس واجب نہیں ہے۔

ج: شہداء کی اولاد کو جو کچھ ان کے باپ کی طرف سے وراثت میں ملتا ہے یا جو شہید فاؤنڈیشن کی طرف سے انہیں دیا جاتا ہے اس میں خمس نہیں ہے، لیکن ان سے حاصل ہونے والے منافع میں سے جو کچھ ان کے شرعی معیار کے مطابق بالغ ہونے تک ان کی ملکیت میں باقی رہے تو احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ بالغ ہونے کے بعد ان منافع کا خمس نکالیں۔

س ۹۵۱: کیا نفع کمانے اور کاروبار کرنے میں انسان جو مال خرچ کرتا ہے، اس میں خمس ہے؟

ج: تجارت وغیرہ کے ذریعے نفع کمانے میں انسان اپنی سال کی منفعت سے جو کچھ خرچ کرتا ہے جیسے گودام میں رکھنے، حمل ونقل کی اجرت دینے، وزن کرانے اور دلالی وغیرہ کے اخراجات یہ سب سال کی بچت سے منہا کر لیا جائے گا اور ان میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۵۲: کیا اصل سرمایہ اور اس کے منافع میں خمس ہے یا نہیں؟

ج: اگر انسان اصل سرمایہ کمائی (تنخواہ وغیرہ) سے حاصل کرے تو اس میں خمس ہے، لیکن اسکے ساتھ تجارت کرنے کے نتیجے میں جو منفعت حاصل ہوتی ہے اس میں سے جو کچھ مخارج میں خرچ ہو جائے اس میں خمس نہیں ہے لیکن جو کچھ سال کے اخراجات سے بچ جائے اس میں خمس ہے۔

س ۹۵۳: اگر کسی کے پاس سونے کے سکے ہوں اور وہ نصاب تک پہنچ جائیں تو کیا اس میں زکوٰۃ ادا کرنے کے علاوہ خمس بھی ہوگا؟

ج: اگر اسے کمائی کی منفعت شمار کیا جائے تو وجوب خمس کے سلسلہ میں اس کا وہی حکم ہے جو دوسرے منافع کا ہے۔

س ۹۵۴: میں اور میری زوجہ وزارت تعلیم میں کام کرتے ہیں۔ میری زوجہ اپنی تنخواہ ہمیشہ مجھے ہبہ

کردیتی ہے اور میں نے وزارت تعلیم کے ملازمین کی زرعی سوسائٹی میں کچھ رقم لگا رکھی ہے اور میں خود بھی اس کا ممبر ہوں، لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ کیا وہ رقم میری تنخواہ سے تھی یا میری اہلیہ کی تنخواہ سے، اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ میرے خمس کے سال کے آخر تک میری اہلیہ کی تنخواہ سے جمع شدہ رقم اس مقدار سے کم ہوتی ہے جتنی وہ ہر سال مجھ سے لیتی ہے، تو کیا اس مذکورہ رقم پر خمس ہے یا نہیں؟

ج: آپ نے حصص خریدنے کیلئے جو کچھ اپنی جمع شدہ تنخواہ سے دیا ہے اس میں خمس ہے اور جو کچھ آپ کی اہلیہ نے ہبہ کیا ہے اس میں خمس نہیں ہے، اور جسکے بارے میں آپ کو شک ہے کہ وہ آپ کا اپنا مال ہے یا آپ کی اہلیہ کی طرف سے ہبہ کیا ہوا اس میں بھی خمس نہیں ہے اگرچہ احوط یہ ہے کہ اس کا خمس نکالا جائے یا اسکے خمس کے بارے میں مصالحت کی جائے۔

س ۹۵۵: جو رقم دو سال تک بینک میں بطور قرض رہی ہے، کیا اس میں خمس ہے؟

ج: کمائی کے منافع میں سے جو مقدار بچتی ہے اس میں ایک مرتبہ خمس ہے اور بینک میں قرض کے طور پر جمع کرانے سے اس کا خمس ساقط نہیں ہوتا، ہاں جس قرض کی وصولی خمس کی تاریخ تک ممکن نہ ہو جب تک اسے وصول نہ کرلے اس کا خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۹۵٦: جو شخص اپنے یا اپنے زیر کفالت عیال کے خرچ میں تنگی کرتا ہے تاکہ کچھ مال جمع کرسکے یا کچھ رقم قرض لیتا ہے تاکہ اپنی زندگی کی پریشانیوں کو دور کرسکے، تو اگر یہ خمس کے سال کے آخر تک باقی رہے تو کیا اس میں خمس واجب ہے؟

ج: جمع شدہ منفعت اگر ضروریات زندگی میں خرچ کرنے کیلئے ہو اور مستقبل قریب۔ مثلاً خمس والے سال کے مکمل ہونے کے بعد دو تین ماہ میں اسے ضروریات زندگی میں خرچ کردے تو اس کا خمس نکالنا واجب نہیں ہے اور قرض والی رقم کا خمس قرض لینے والے پر واجب نہیں ہوتا البتہ اگر قرض کو سال کے منافع میں سے قسطوں میں ادا کرے اور قرض لیا جانے والا اصل مال، خمس کا سال تمام ہونے تک اس کے پاس موجود ہو تو جتنی مقدار قسطوں میں ادا کرچکا ہے اس اصل مال سے اتنی مقدار کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۹۵۷: میں فی الحال کرایہ کے مکان میں رہتا ہوں۔ دو سال پہلے مکان بنانے کیلئے میں نے تھوڑی

سی زمین خریدی تھی، اگر میں مکان کی تعمیر کیلیے روزمرہ اخراجات سے کچھ مال جمع کروں، تو کیا سال کے آخر میں اس رقم میں خمس واجب ہوجائیگا؟

ج: اگر اپنی اصلی سالانہ منفعت کو خمس کا سال ختم ہونے سے پہلے اس میٹیریل میں تبدیل کردیں جسکی گھر کیلیے ضرورت ہے یا آپ چاہتے ہیں سال کی اس بچت کو خمس کا سال ختم ہونے کے بعد چند ماہ کے اندر گھر کی تعمیر پر خرچ کردیں تو خمس نہیں ہے؟

س ۹۵۸: میں شادی کرنا چاہتا ہوں، اور نفع کمانے کیلیے میں نے اپنا کچھ سرمایہ یونیورسٹی کے سپرد کیا ہے کیا اسکے خمس کے سلسلے میں مصالحت کا امکان ہے؟

ج: اگر مذکورہ مال آپ کی کمائی کے منافع میں سے ہو تو خمس کا سال پورا ہونے پر اس کا خمس نکالنا واجب ہے، اور جس مال میں یقینی طور پر خمس واجب ہو چکا ہو اس میں مصالحت نہیں ہوسکتی۔

س ۹۵۹: گزشتہ سال حج کمیٹی نے میرا وہ تمام سامان و اسباب خرید لیا جسکی حاجیوں کے قافلوں کو ضرورت ہوتی ہے اور میں نے اس سال گرمیوں میں اپنے سامان کی قیمت (۲ لاکھ ۱۴ ہزار) وصول کی ہے اس کے علاوہ میں نے گزشتہ سال ۸۰ ہزار تومان وصول کئے تھے۔ اس بات کے پیش نظر کہ میں نے اپنے لئے خمس کی تاریخ معین کی ہوئی ہے اور ہر سال خرچ سے زائد مال میں سے خمس دیتا ہوں، نیز جس وقت میں حج کا قافلہ سالار تھا اس وقت مجھے حجاج کی خاطر ان چیزوں کی ضرورت تھی اور جب میں نے یہ چیزیں بیچی ہیں اس وقت انکی قیمت، قیمت خرید سے بڑھ چکی تھی۔ کیا اس وقت انکی قیمت فروخت یا جو مقدار انکی قیمت میں اضافہ ہوا ہے اس کا خمس نکالنا واجب ہے؟

ج: مذکورہ سامان کو اگر آپ نے مخمس مال سے خریدا ہو تو بیچنے کے بعد ان کی قیمت میں خمس نہیں ہے، ورنہ اس کا خمس نکالنا واجب ہے۔

س ۹۶۰: میں ایک دکاندار ہوں اور ہر سال اپنے نقد مال اور سامان کا حساب کرتا ہوں، چونکہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو سال کے آخر تک فروخت نہیں ہو پاتیں تو کیا سال کے آخر میں ان کو

بیچنے سے پہلے ان کا خمس نکالنا واجب ہے یا یہ کہ ان کو بیچنے کے بعد ان کا خمس نکالنا واجب ہے؟ اور اگر ان چیزوں کا خمس دے دیا ہو اور پھر انہیں فروخت کیا ہو تو آئندہ سال ان کا حساب کس طرح کرنا ہوگا؟ اور اگر انہیں نہ بیچا ہو اور ان کی قیمت میں فرق آگیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: جن چیزوں کو نہیں بیچا ہے اور اس سال انہیں خریدنے والا کوئی گاہک نہیں آیا تو فی الحال انکی قیمتوں کی اضافی مقدار سے خمس نکالنا واجب نہیں ہے بلکہ ان کو آئندہ بیچ کر ان سے حاصل ہونے والی منفعت اسی آئندہ سال کی منفعت شمار ہوگی، لیکن جن چیزوں کی قیمتیں بڑھ چکی ہیں اور سال کے دوران ان کو خریدنے والا بھی تھا، لیکن آپ نے زیادہ نفع کمانے کیلئے انہیں سال کے آخر تک نہ بیچا ہو تو سال کے پورا ہونے پر ان کی قیمتوں میں جس مقدار کا اضافہ ہوا ہے اس کا خمس نکالنا واجب ہے اور اس صورت میں یہ چیزیں اپنی اس قیمت کی حد تک کہ جو خمس کے سال کے تمام ہونے پر انکی تھی اور اضافی قیمت کہ جس کا خمس نکالا جا چکا تھا آئندہ سال سے مستثنیٰ ہوں گی۔

س ۹۶۱: تین بھائیوں نے تین منزلہ مکان خریدا ہے جسکی ایک منزل میں وہ خود رہتے ہیں اور دو منزلیں کرایہ پر دے رکھی ہیں کیا ان دو منزلوں میں خمس ہوگا؟ یا انکے مخارج میں سے شمار ہوں گی؟

ج: اگر انہوں نے یہ گھر اپنی سالانہ منفعت سے اپنی رہائش کیلئے خریدا ہے اور فی الحال مخارج زندگی کی خاطر اسے کرایہ پر دیا ہے تو خمس نہیں ہے لیکن اگر اسکی بعض منزلوں کو کرایہ پر دینے کیلئے خریدا یا مہیا کیا ہے تا کہ انکے کرائے کو مخارج زندگی میں خرچ کر سکیں تو پھر ان منزلوں کا حکم سرمایہ والا ہے کہ جس میں خمس ہوتا ہے۔

س ۹۶۲: ایک شخص کے پاس کچھ گندم تھی جس کا وہ خمس نکال چکا تھا چنانچہ نئی فصل آنے تک وہ اسی کو استعمال کرتا رہتا اور پھر نئی فصل کو اسکی جگہ رکھ لیتا اسی طرح کئی سال گزر گئے تو کیا جس گندم کو اس استعمال شدہ گندم کی جگہ پر قرار دیتا رہا ہے اس میں خمس ہے اور اگر ہے تو کیا اس سب گندم میں ہے؟

ج: جس گندم کا خمس ادا کر چکا ہے اگر اسے خرچ کر دے تو اسکے برابر نئی گندم کو خمس سے مستثنیٰ نہیں کر سکتا لہذا

نئی گندم سے جو کچھ مخارج سال میں خرچ ہو جائے اس میں خمس نہیں ہے لیکن جو کچھ خمس کا سال ختم ہونے پر بچ جائے اس میں خمس ہے۔

س ۹٦۳: الحمد للہ میں ہر سال اپنے مال کا خمس نکالتا ہوں، لیکن میں نے جتنے سال خمس کا حساب کیا ہے ہمیشہ اپنے حساب کے بارے میں شک کرتا رہا ہوں اس شک کا کیا حکم ہے؟ اور کیا اس سال کے سارے نقد مال کا حساب کرنا واجب ہے یا اس شک کی پروانہ کی جائے؟

ج: اگر آپ کا شک گزشتہ برسوں کے منافع کے خمس کے حساب کے صحیح ہونے کے بارے میں ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور آپ پر دوسری مرتبہ اس کا خمس نکالنا واجب نہیں ہے، لیکن اگر شک یہ ہو کہ یہ منفعت سابقہ سالوں کی منفعت ہے کہ جس کا خمس دیا جا چکا ہے یا اس سال کی منفعت ہے کہ جس کا خمس نہیں دیا ہے تو احتیاطاً آپ پر اس کا خمس نکالنا واجب ہے، مگر جب ثابت ہو جائے کہ اس کا خمس پہلے نکالا جا چکا ہے۔

س ۹٦٤: میں نے مخمس مال سے ۱۰ ہزار تومان کے ساتھ ایک قالین خریدا اور کچھ دنوں کے بعد اسے ۱۵ ہزار تومان میں بیچ دیا تو کیا ۵ ہزار تومان کہ جو مخمس مال سے زیادہ ہیں کاروبار کے منافع میں سے شمار ہونگے اور ان میں خمس ہوگا؟

ج: اگر آپ نے اسے بیچنے کے ارادے سے خریدا تھا تو قیمت خرید سے زائد وصول ہونے والی رقم کو منافع میں سے شمار کیا جائے گا اور اس میں سے جو کچھ سال کے اخراجات سے بچ جائے اس میں خمس ہوگا۔

س ۹٦۵: جس شخص نے اپنی ہر آمدنی کیلئے خمس کا الگ سال قرار دے رکھا ہے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ اس آمدنی کا خمس جس کا سال پورا ہو چکا ہے، اس آمدنی سے ادا کرے جس کا سال ابھی مکمل نہیں ہوا؟ اور اگر جانتا ہو کہ ان میں سے ہر آمدنی سال کے آخر تک باقی رہے گی اور اس میں سے کچھ خرچ نہیں ہوگا تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

ج: اگر ایک آمدنی کا خمس دوسری آمدنی سے ادا کرنا چاہے تو اس ادا شدہ رقم کا خمس نکالنا بھی واجب ہے اور جو آمدنی سال کے آخر تک خرچ نہ ہوا سکے سلسلے میں اسے اختیار ہے کہ اسکے حاصل ہوتے ہی اس کا خمس دیدے یا خمس کے سال کے ختم ہونے کا انتظار کرے۔

س۹٦٦: ایک شخص کے پاس دو منزلہ مکان ہے جس کی اوپر والی منزل میں وہ خود رہتا ہے اور نچلی منزل ایک شخص کو دی ہوئی ہے اور چونکہ یہ خود مقروض ہے لہذا اس نے اس شخص سے کرایہ لینے کے بجائے کچھ مال قرض لے لیا ہے، تو کیا اس رقم میں خمس ہوگا؟

ج: مال قرض لے کر مفت میں مکان دینے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، بہر حال جس مال کو اس نے بطور قرض لیا ہے اسمیں خمس نہیں ہے۔

س۹٦۷: میں نے ادارۂ اوقاف اور وقف کے متولی سے مطب کے لئے ایک مکان ماہانہ کرایہ پر لیا ہے میری درخواست قبول کرنے کے عوض انہوں نے مجھ سے کچھ رقم بھی لی ہے تو کیا اس رقم پر خمس ہے؟ واضح رہے کہ اس وقت مذکورہ رقم میری ملکیت سے خارج ہو چکی ہے اور وہ اب مجھے کبھی نہیں ملے گی؟

ج: اگر یہ رقم پگڑی کے طور پر دی گئی ہو اور کاروبار کے منافع میں سے ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

س۹٦۸: ایک شخص نے بنجر زمین (ارض موات) کو آباد کرنے اور اس میں پھل دار درخت لگانے کے لئے ایک کنواں کھودا تا کہ ان کے پھلوں سے استفادہ کر سکے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ یہ درخت کئی سال بعد پھل دیں گے اور ان پر کافی سرمایہ خرچ ہوگا، اس شخص نے اب تک اس سلسلہ میں کافی رقم خرچ کی ہے کہ جس کی لاگت دس لاکھ تومان سے بڑھ چکی ہے، لیکن اب تک وہ خمس کا سالانہ حساب نہیں رکھتا تھا، اب جب اس نے خمس ادا کرنے کے لئے اپنے اموال کا حساب کیا تو معلوم ہوا کہ کنویں، زمین اور باغ کی قیمت، شہروں کی آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے خرچ کی گئی رقم سے کئی گنا بڑھ چکی ہے، لہذا اگر اس کو موجودہ قیمت کا خمس ادا کرنا پڑے تو اس کی استطاعت نہیں رکھتا، اور اگر اس کو خود زمین اور باغ وغیرہ کا خمس دینے کا حکم دیا جائے تو وہ سختی اور مشکلات کا شکار ہو جائے گا، کیونکہ اس نے اس امید پر بہت مشقت اٹھائی ہے کہ وہ اپنے اور اپنے عیال کے معاشی مسائل اور اخراجات کو باغ کے پھل

سے پورا کرے گا۔ اب خمس نکالنے کے بارے میں اس کا فریضہ کیا ہے؟ اور اس پر جو خمس ہے اس کا وہ کس طرح حساب کرے، تاکہ اس کیلئے اس کا ادا کرنا آسان ہو۔

ج: جس بنجر زمین کو اس نے پھلوں کا باغ لگانے کے لئے آباد کیا ہے، اس کے آباد کرنے کے اخراجات منہا کرنے کے بعد اس کا خمس دینا ہوگا اور اس سلسلہ میں اسے اختیار ہے چاہے خود زمین سے خمس دے یا اس کی موجودہ قیمت کا خمس نکالے، لیکن کنویں، پائپ، واٹر پمپ، درخت انکی کاشت اور نشو ونما وغیرہ کی موجودہ منصفانہ قیمت میں خمس ہے اور اگر وہ اس خمس کو یک مشت ادا نہ کر سکے تو ہمارے کسی وکیل سے مصالحت (مثلاً اسے ایک دفعہ دے کر دوبارہ اس سے قرض لے لے اور پھر اپنا قرض آہستہ آہستہ ادا کرتا رہے) کے ذریعہ خمس کی رقم کو مقدار اور مدت کے لحاظ سے جس طرح اس کیلئے ممکن ہو رفتہ رفتہ ادا کردے۔

س ۹۶۹: ایک شخص نے خمس کیلئے سال قرار نہیں دیا تھا اور اب وہ خمس نکالنا چاہتا ہے اور شادی سے آج تک وہ مقروض چلا آرہا ہے اب وہ اپنے خمس کا کیسے حساب کرے؟

ج: اگر ماضی سے آج تک اس کو اخراجات سے کوئی بچت نہیں ہوئی تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۹۷۰: موقوفہ اشیاء اور اراضی کی آمدنی اور فصلوں میں خمس وزکوۃ کا کیا حکم ہے؟

ج: موقوفہ چیزوں پر بالکل خمس نہیں ہے اگرچہ وہ وقف خاص ہی ہوں اور ان سے حاصل ہونے والے فوائد پر بھی بالکل خمس نہیں ہے اور وقف عام سے حاصل ہونے والے فوائد میں موقوف علیہ کے قبضہ کرنے سے قبل زکوۃ نہیں ہے، لیکن قبضہ کرنے کے بعد وقف کے منافع میں زکوۃ واجب ہے، بشرطیکہ اس میں وجوب زکوۃ کے شرائط پائے جاتے ہوں، اور وقف خاص سے حاصل ہونے والے منافع میں اگر ہر شخص کا حصہ حد نصاب تک پہنچ جائے تو زکوۃ دینا واجب ہے۔

س ۹۷۱: کیا چھوٹے بچوں کی کمائی کی منفعت میں بھی سہم سادات۔ کثرھم اللہ تعالیٰ۔ اور سہم امامؑ ہے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ بالغ ہونے کے بعد اپنی کمائی کی اس منفعت کا خمس ادا کریں جو انہوں نے بلوغ سے قبل حاصل کی تھی اور بالغ ہونے تک وہ ان کی ملکیت میں باقی رہی ہے۔

س ۹۷۲: کیا ان آلات پر بھی خمس ہے جو کمانے میں استعمال ہوتے ہیں؟

ج: کاروبار کے وسائل اور آلات کا حکم وہی ہے جو سرمایہ کا ہے کہ اگر وہ کمائی کی منفعت سے مہیا کئے گئے ہوں تو ان میں خمس ہے

س ۹۷۳: چند سال قبل حج بیت اللہ جانے کی غرض سے ہم نے بینک میں کچھ پیسے جمع کروائے مگر ابھی تک ہم حج کے لئے نہیں جا سکے اور یہ بھی یاد نہیں کہ ہم نے اس رقم کا خمس نکالا تھا یا نہیں تو کیا اب اس کا خمس دینا واجب ہے؟ علاوہ ازیں حج پر جانے کی غرض سے نام لکھوانے کیلئے جو رقم جمع کرائی جاتی ہے اگر اس پر کئی سال گزر جائیں تو کیا اس میں خمس ہوگا؟

ج: حج پر جانے کی غرض سے نام لکھوانے کیلئے جو رقم آپ نے جمع کرائی ہے اگر وہ ادارہ حج و زیارات اور آپکے درمیان طے پانے والے معاہدے کے تحت سفر حج کی قیمت یا اجرت کے طور پر ہو اور اسی سال کی بچت ہو اور پیسے جمع کرانے والا اسکے ساتھ حج پر چلا جائے اگر چہ کئی سال کے بعد تو اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۷۴: جن ملازمت پیشہ لوگوں کے خمس کی تاریخ، سال کا آخری دن ہو اور وہ اپنی تنخواہ اس سے پانچ روز قبل لے لیں تا کہ اسے آنے والے سال کے پہلے مہینہ میں خرچ کریں تو کیا اس کا خمس دینا ہوگا؟

ج: جو تنخواہ انہوں نے سال ختم ہونے سے قبل لے لی ہو اگر اسے خمس والے سال کے آخر تک اپنے مخارج میں خرچ نہ کریں تو اس میں خمس واجب ہے۔

س ۹۷۵: یونیورسٹیوں کے بہت سارے طلبہ غیر متوقع مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی زندگی کے اخراجات میں میانہ روی سے کام لیتے ہیں، جسکے نتیجے میں انہیں ملنے والے وظیفے سے انکے پاس کافی مقدار میں پیسہ جمع ہو جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ یہ مال انہیں وزارت تعلیم کی طرف سے ملنے والے وظیفہ میں بچت کرنے سے جمع ہوتا ہے کیا اس میں خمس ہے؟

ج: تعلیم کیلئے ملنے والی امداد میں خمس نہیں ہے۔

خمس کے حساب کا طریقہ

س۹۷۶: خمس ادا کرنے میں آئندہ سال تک تاخیر کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: خمس والا سال تمام ہونے کے بعد اسکے خمس کی ادائیگی کو آئندہ سال تک موخر کرنا جائز نہیں ہے اگر چہ جب بھی اسے دے دے اس کا قرض ادا ہو جائیگا لیکن خمس کا سال مکمل ہونے کے بعد جب تک اس مال کا خمس ادا نہیں کرے گا اس میں اسے تصرف کا حق نہیں ہے اور اگر خمس دینے سے قبل اس میں تصرف کرے تو اسکی خمس کی مقدار کا ضامن ہے اور اگر خود اسی مال سے کہ جس میں خمس واجب ہوا ہے اور اس نے ادا نہیں کیا کوئی چیز یا زمین وغیرہ خریدے تو خمس کی مقدار میں معاملہ فضولی اور خمس کے ولی امر کی اجازت پر موقوف ہوگا کہ اسکی اجازت کے بعد واجب ہے اس چیز یا زمین کی موجودہ قیمت کے لحاظ سے اس کا خمس ادا کرے۔

س۹۷۷: میں ایسے مال کا مالک ہوں جس کا کچھ حصہ میرے پاس ہے اور کچھ قرض الحسنہ کی شکل میں دیگر اشخاص کے پاس ہے، دوسری جانب، میں رہائشی زمین خریدنے کی وجہ سے مقروض ہوں اور اس کی قیمت سے متعلق ایک چیک مجھے چند ماہ تک ادا کرنا ہے تو کیا میں موجودہ رقم (نقد اور قرض الحسنہ) میں سے زمین کا قرض نکال کر باقی رقم کا خمس دے سکتا ہوں؟ اور کیا اس زمین پر بھی خمس ہے جس کو میں نے رہائش کیلئے خریدا ہے؟

ج: جو مال آپ نے اپنی سالانہ آمدنی سے بعض افراد کو قرض دے رکھا ہے اگر خمس کا سال ختم ہونے پر اسے وصول کرنا ممکن نہ ہو تو جب تک وہ وصول نہیں ہوا اس کا خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے اور سالانہ آمدنی سے جو کچھ آپ کے پاس ہے اس میں سے اپنے اس قرض کو ادا کر سکتے ہیں کہ جس کی ادائیگی کا وقت چند ماہ بعد پہنچے گا، لیکن اگر آپ نے اس کو سال کے دوران قرض ادا کرنے کیلئے خرچ نہیں کیا یہاں تک کہ خمس کا سال پورا ہو گیا تو پھر قرض کو اس سے استثناء کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ آپ پر اس پورے مال کا خمس دینا واجب ہے، لیکن اگر اس پورے مال یا اس کے کچھ حصے کو آئندہ چند ماہ تک اپنے قرض کی ادائیگی میں خرچ کرنے کا پروگرام ہے اور اگر اس کا خمس ادا نہ کریں تو باقی ماندہ مال قرض کی ادائیگی کیلئے کافی نہیں ہوگا اور

اس وجہ سے آپ کو زحمت اور مشقت کا سامنا کرنا پڑے گا تو اس صورت میں جس مقدار کو آپ قرض کی ادائیگی میں خرچ کرنا چاہتے ہیں اس کا خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔ لیکن آپ نے جو زمین دوران سال کی آمدنی سے رہائش کیلئے خریدی ہے اور آپ کو اس کی ضرورت ہو اس پر خمس نہیں ہے۔

س۹۷۸: میں نے ابھی تک شادی نہیں کی ہے تو کیا میں مستقبل میں اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے موجودہ مال سے کچھ ذخیرہ کرسکتا ہوں؟

ج: سالانہ بچت اگر آئندہ چند ماہ کے اندر شادی کے اخراجات میں خرچ کرنے کیلئے ہو کہ اگر اس کا خمس ادا کیا جائے تو شادی کے اخراجات پورے نہیں ہو پائیں گے تو خمس نہیں ہے۔

س۹۷۹: میں نے سال کے دسویں مہینے کی آخری تاریخ کو خمس نکالنے کے لئے مقرر کر رکھا ہے تو دسویں مہینے کی تنخواہ جو مجھے ماہ کے آخر میں ملتی ہے، کیا اس پر بھی خمس ہے؟ اور تنخواہ لینے کے بعد اگر میں بقایا پیسہ (جو اپنے معمول کے مطابق ہر ماہ بچت کرتا ہوں) اپنی زوجہ کو ہدیہ کے طور پر دے دوں تو کیا اس میں بھی خمس ہوگا؟

ج: جو تنخواہ آپ نے خمس کی تاریخ آنے سے پہلے لی ہے یا خمس کی تاریخ آنے سے پہلے لے سکتے تھے، اس میں سے جو کچھ سال کے خرچ سے بچ جائے اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے، لیکن جو پیسہ آپ نے زوجہ یا کسی دوسرے شخص کو ہدیہ کے طور پر دیا ہے اگر وہ صرف ظاہری اور خمس سے بچنے کی غرض سے نہ ہو اور عرف کی نظر میں آپ کی حیثیت کے مطابق بھی ہو تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س۹۸۰: میرے پاس کچھ مال یا پونجی ایسی ہے جس کا خمس میں دے چکا تھا اسے میں نے خرچ کر دیا ہے اب کیا سال کے آخر میں سال کی منفعت میں سے کچھ مقدار مال کو اس خرچ شدہ مخمس مال کے بدلے خمس سے مستثنیٰ کرسکتا ہوں؟

ج: سال کے منافع میں سے کوئی چیز خرچ شدہ مخمس مال کے بدلے خمس سے مستثنیٰ نہیں کی جاسکتی۔

س۹۸۱: ایسا مال جس پر خمس نہیں ہے جیسے انعام وغیرہ، اگر سرمایہ کے ساتھ مخلوط ہو جائے تو کیا خمس کا سال ختم ہونے پر ایسا کیا جاسکتا ہے کہ اسے سرمایہ سے مستثنیٰ کر کے باقی مال کا خمس نکال دیا

جائے؟

ج: اس کے مستثنیٰ کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

س ۹۸۲: تین سال قبل میں نے ایسی رقم سے دکان کھولی جس کا خمس دیا جا چکا تھا اور میرے خمس کی تاریخ شمسی سال کی آخری تاریخ یعنی عید نوروز کی شب ہے اور آج تک جب بھی میرے خمس کی تاریخ آتی ہے میں دیکھتا ہوں کہ میرا تمام سرمایہ قرض کی صورت میں لوگوں کے پاس ہے اور میں خود بھی بھاری رقم کا مقروض ہوں میری ذمہ داری بیان فرمائیں؟

ج: اگر خمس کی تاریخ آنے پر آپ کے پاس نہ اصل سرمایہ میں سے کچھ ہو اور نہ ہی منافع میں سے یا آپ کے سرمائے میں بھی اضافہ نہ ہوا ہو تو آپ پر خمس واجب نہیں ہے، اور جو چیزیں آپ نے لوگوں کو ادھار پر فروخت کی ہیں، اس سال کے منافع میں سے شمار ہوں گی جس سال ان قرضوں کو آپ وصول کریں گے۔

س ۹۸۳: جب خمس کی سالانہ تاریخ آتی ہے تو ہمارے لئے دکان میں موجود مال کی قیمت کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے، تو اس کا حساب کیسے کریں؟

ج: جس طرح بھی ہو سکے خواہ تخمینہ کے ذریعہ ہی سہی بہرحال دکان میں موجودہ مال کی قیمت کا یقین ضروری ہے، تاکہ سال بھر کے منافع کا خمس نکالا جا سکے۔

س ۹۸۴: اگر میں چند سال تک خمس کا حساب نہ کروں یہاں تک کہ میرا مال نقد بن جائے اسکے بعد سابقہ سرمایہ بڑھ جائے اور میں سابقہ اصل سرمایہ کے علاوہ باقی مال کا خمس نکالوں تو کیا اس میں کوئی اشکال ہے؟

ج: اگر خمس کی تاریخ آنے پر آپ کے اموال میں کچھ خمس تھا، اگرچہ کم ہی سہی تو جب تک وہ خمس ادا نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کو اپنے ان اموال میں تصرف کا حق نہیں ہے اور جس مال میں خمس واجب تھا اگر آپ نے اس کا خمس ادا کرنے سے قبل خود اسی کے ساتھ خرید و فروخت کی تو خمس کی مقدار میں معاملہ فضولی ہوگا کہ جو ولی امر خمس کی اجازت پر موقوف ہوگا۔

س ۹۸۵: دکان دار کیلئے اپنے مال کا خمس نکالنے کا آسان ترین طریقہ کیا ہے بیان فرمائیں؟

ج: خمس کا سال ختم ہونے پر موجودہ مال اور نقد رقم کا حساب کر کے اسکی قیمت لگائے پھر اس مجموعی قیمت

کا اپنے اصلی سرمایہ سے موازنہ کرے۔ جو کچھ اصل سرمایہ سے زیادہ ہوگا اسے منفعت شمار کیا جائیگا اور اس میں خمس ہوگا۔

س ۹۸۶: میں نے گذشتہ سال کے تیسرے مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنے خمس والے سال کی ابتدا کے طور پر مقرر کیا تھا چنانچہ میں نے اسی تاریخ کو بینک کی طرف رجوع کیا تا کہ اپنے بینک اکاؤنٹ کی منفعت کے خمس کا حساب کرسکوں تو کیا سال بھر کے مال کے حساب کا یہ طریقہ صحیح ہے؟

ج: آپکے خمس کے سال کی ابتدا وہ دن ہے جس میں آپ کو پہلی مرتبہ ایسی آمدنی ہوئی جس کا وصول کرنا آپ کیلئے ممکن تھا اور آغاز سال کو اس سے موخر کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۹۸۷: اگر انسان گاڑی، موٹر سائیکل اور فرش جیسی ضرورت کی اشیاء کو بیچے کہ جنکا خمس ادا نہیں کیا گیا تو کیا بیچنے کے بعد فوراً انکا خمس ادا کرنا واجب ہے؟

ج: مذکورہ چیزیں اگر ضروریات زندگی میں سے ہوں اور انہیں دوران سال کی آمدنی سے مہیا کیا ہو تو انکی قیمت فروخت میں خمس نہیں ہے لیکن اگر انہیں اس پیسے سے مہیا کیا ہے کہ جس پر سال گزر چکا تھا اور اس کا خمس ادا نہیں کیا گیا تھا تو انکی قیمت خرید کا خمس ادا کرنا واجب ہے اگر چہ ان چیزوں کو فروخت نہ بھی کرے اور اگر خمس کے حساب کیلیے سال مقرر نہیں کیا تھا تو انکی قیمت خرید کے سلسلے میں ہمارے کسی وکیل کے ساتھ مصالحت کرے۔

س ۹۸۸: جس شخص کو گھریلو استعمال کی کسی چیز جیسے ریفریجریٹر کی ضرورت ہے اور وہ اسے یک مشت نہیں خرید سکتا اسلئے ہر ماہ کچھ بچت کرتا ہے تا کہ جب ضروری رقم جمع ہو جائے تو اس سے وہ چیز خرید سکے اب جب اسکی خمس کی تاریخ آن پہنچی ہے تو کیا اس رقم میں بھی خمس ہوگا؟

ج: اس رقم کو اگر اسلئے جمع کیا ہو تا کہ مستقبل قریب (خمس کا سال ختم ہونے کے دو سے تین ماہ بعد) میں اپنی ضرورت کی چیز مہیا کر سکے تو خمس نہیں ہے۔

س ۹۸۹: اگر کوئی شخص اپنے خمس کی تاریخ آنے سے پہلے اپنی کچھ آمدنی قرض کے طور پر کسی کو دے دے اور پھر خمس کی تاریخ کے چند ماہ بعد اسے وصول کرلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: مقروض سے قرض واپس لے لینے کے بعد اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۹۹۰: انسان جن چیزوں کو خمس کے سال کے دوران خریدتا ہے اور پھر خمس کا سال مکمل ہونے کے بعد انہیں بیچ دیتا ہے انکا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ چیزیں اگر ضروریات زندگی میں سے ہوں اور انہیں ذاتی استفادے کیلئے خریدا ہو تو ان میں خمس نہیں ہے لیکن اگر انہیں فروخت کرنے کی نیت سے خریدا تھا اور خمس کی تاریخ آنے سے پہلے ان کا فروخت کرنا ممکن تھا تو ان کے منافع کا خمس ادا کرنا واجب ہے ورنہ جب تک انہیں فروخت نہیں کیا ان کا خمس واجب نہیں ہے اور جب انہیں فروخت کرے گا تو انکے بیچنے سے جو منفعت حاصل ہوگی اسے فروخت والے سال کی منفعت شمار کیا جائے گا۔

س ۹۹۱: اگر ملازم خمس والے سال کی تنخواہ خمس کی تاریخ کے بعد وصول کرے تو کیا اس پر خمس دینا واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر وہ خمس کی تاریخ آنے تک تنخواہ لے سکتا تھا تو اس کا خمس دینا واجب ہے اگرچہ اس نے نہ بھی لی ہو، ورنہ جس سال وصول کرے گا انہیں اسی سال کے منافع میں سے شمار کیا جائیگا۔

س ۹۹۲: سونے کے سکے کہ جن کی قیمت ہمیشہ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے کا خمس کیسے نکالا جائیگا۔

ج: اگر ان کی قیمت سے خمس نکالنا چاہتا ہے تو معیار ادائیگی والے دن کی قیمت ہے۔

س ۹۹۳: اگر کوئی شخص اپنے مال کا سالانہ حساب سونے کی قیمت کے لحاظ سے کرے، مثال کے طور پر جب اس کی کل پونجی بہار آزادی والے سونے کے سوسکوں کے برابر ہو اور وہ اس سے بیس سکے نکال دے تو اس کے پاس بہ عنوان مخمس ۸۰ سکے بچ جائیں گے اور آئندہ سال اگر سونے کے سکوں کی قیمت بڑھ جائے، لیکن اس شخص کا سرمایہ انہی ۸۰ سکوں کے برابر ہو تو کیا اس میں خمس ہے یا نہیں؟ اور کیا اس اضافی قیمت کا خمس دینا واجب ہے؟

ج: مخمس سرمایہ کے استثناء کرنے کا معیار خود وہی اصلی سرمایہ ہے پس اگر وہ سرمایہ کہ جس سے کاروبار کرتا ہے، بہار آزادی کے سونے کے سکے ہوں تو مستثنیٰ ہوں گے، اگرچہ ریال کے اعتبار سے ان کی قیمت میں گزشتہ سال کی نسبت اضافہ ہوا ہو، لیکن اگر اس کا اصلی سرمایہ نقد یا سامان ہو لیکن خمس کی تاریخ آنے پر سونے کے سکوں کے ساتھ انکا موازنہ کرکے انکا خمس ادا کرے تو خمس کی آئندہ تاریخ کے آنے پر صرف

ان سکوں کی قیمت کو مستثنیٰ کرسکتا ہے کہ جن کا اس نے پچھلے سال حساب کیا تھا اور انکی تعداد کو مستثنیٰ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ آئندہ سال اگر سونے کے سکوں کی قیمت بڑھ جائے تو بڑھی ہوئی قیمت مستثنیٰ نہیں ہوگی، بلکہ اسے منافع میں شمار کیا جائے گا اور اس پر خمس واجب ہے۔

مالی سال کا تعیّن

س ۹۹۴: جو شخص مطمئن ہو کہ سال کے آخر تک اس کے پاس سال بھر کی آمدنی میں سے کچھ نہیں بچے گا، اور اسکی ساری کمائی دوران سال کے مخارج زندگی میں خرچ ہو جائے گی تو کیا اس کے باوجود بھی اس پر خمس کی تاریخ معین کرنا واجب ہے؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے جو اپنے اس اطمینان کی بنا پر کہ اس کے پاس کچھ نہیں بچے گا اپنے خمس کے سال کا تعیّن نہ کرے؟

ج: خمس کے سال کی ابتداء مکلف کی تعیین و حد بندی سے نہیں ہوتی، بلکہ یہ ایک امر واقعی ہے اور کھیتی باڑی کرنے والے کیلئے کھیتی کاٹنے کے وقت سے، مزدور اور ملازمت پیشہ لوگوں کے لئے پہلی اجرت یا تنخواہ وصول کرنے کے وقت سے اور کاروبار کرنے والے کیلئے کاروبار شروع کرنے کے وقت سے خمس کے سال کا آغاز ہو جاتا ہے اور سال بہ سال منفعت کے خمس کا حساب کرنا کوئی الگ واجب نہیں ہے بلکہ یہ تو صرف خمس کی مقدار معلوم کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور حساب کرنا اس وقت ضروری ہوتا ہے جب وجوب خمس کا علم ہو لیکن اسکی مقدار معلوم نہ ہو لہذا اگر کمائی میں سے کچھ باقی نہ بچے اور سب کچھ مخارج زندگی میں خرچ ہو جائے تو خمس نہیں ہے۔

س ۹۹۵: کیا مالی سال کی ابتدا کام کا پہلا مہینہ ہے یا وہ پہلا مہینہ جس میں تنخواہ وصول کرے؟

ج: مزدوروں اور ملازمت کرنے والوں کے خمس کا سال اس دن سے شروع ہوتا ہے جس دن ان کو مزدوری یا تنخواہ ملتی ہے یا جس روز وہ اس کے وصول کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔

س ۹۹۶: خمس ادا کرنے کیلئے سال کی ابتداء کا کیسے تعیّن ہوتا ہے؟

ج: خمس کے سال کی ابتدا کیلئے اسے معین کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ آمدنی کے حصول کی کیفیت کی بنیاد پر خود بخود معین ہو جاتی ہے لذا مزدور اور ملازمت پیشہ افراد کے خمس کے سال کی ابتداء اس تاریخ سے ہوتی ہے جس دن ان کیلئے اپنے کام اور ملازمت کی پہلی آمدنی کا حاصل کرنا ممکن ہو اور دوکانداروں اور تاجروں کے سال کا آغاز ان کے خرید و فروخت شروع کرنے کی تاریخ سے ہوتا ہے اور کھیتی باڑی وغیرہ کرنے والے لوگوں کے سال کا آغاز پہلی فصل اٹھانے سے ہوتا ہے۔

س ۹۹۷: غیر شادی شدہ جوانوں پر جو اپنے والدین کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں، کیا خمس کی تاریخ کا معین کرنا واجب ہے؟ اور ان کے سال کی ابتداء کب سے ہوگی؟ اور اس کا کیسے حساب کریں؟

ج: اگر غیر شادی شدہ جوان کی اپنی ذاتی کمائی ہو، خواہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ خمس کی سالانہ تاریخ کو معین کرے اور سال بھر کی آمدنی کا حساب کرے تاکہ اگر سال کے آخر میں اس کے پاس کوئی چیز بچ جائے تو اس کا خمس ادا کر سکے اور خمس کے سال کا آغاز پہلی آمدنی کے حصول کے وقت سے ہوتا ہے۔

س ۹۹۸: جو میاں بیوی اپنی آمدنی کو مشترکہ طور پر گھر کی ضروریات میں خرچ کرتے ہیں کیا ان کے لئے ممکن ہے کہ مشترکہ طور پر اپنے خمس کی تاریخ کا تعین کریں؟

ج: ان میں سے ہر ایک کے لئے مستقل طور پر خمس کا سال ہے، لہذا سال کے آخر میں ان میں سے ہر ایک کے پاس تنخواہ اور سال بھر کی آمدنی سے جو کچھ بچ جائے اس پر خمس دینا واجب ہوگا۔

س ۹۹۹: میں ایک خانہ دار عورت ہوں اور امام خمینیؒ کی مقلدہ ہوں میرے شوہر نے خمس کا سال قرار دے رکھا ہے اور وقت پر وہ اپنے اموال کا خمس نکالتا ہے مجھے بھی بسا اوقات آمدنی ہوتی ہے تو کیا خمس ادا کرنے کے لئے میں بھی اپنی تاریخ معین کر سکتی ہوں اور اپنے خمس کے سال کی ابتداء اس حاصل ہونے والی پہلی آمدنی سے کروں کہ جس کا میں نے خمس نہیں دیا ہے اور سال کے آخر میں گھر کے اخراجات منہا کر کے باقی کا خمس ادا کروں، اور دوران سال جو پیسہ میں زیارت کیلئے یا تحفے وغیرہ خریدنے پر خرچ کرتی ہوں کیا اس میں بھی خمس ہے؟

ج: آپ پر واجب ہے کہ خمس کے سال کی ابتداء اس دن سے کریں جس دن آپ کو سال کی پہلی آمدنی پر

دسترس حاصل ہوئی ہے اور سال کے دوران کی کمائی میں سے جو کچھ آپ کے ذاتی مخارج، جیسے وہی مخارج جنکا آپ نے تذکرہ کیا ہے، سے بچ جائے اس میں خمس واجب ہے۔

س ۱۰۰۰: کیا خمس کا سال شمسی ہونا ضروری ہے یا قمری؟

ج: اس سلسلہ میں انسان کو اختیار ہے۔

س ۱۰۰۱: ایک شخص کا کہنا ہے کہ اس کے خمس کے سال کا آغاز، گیارہویں مہینہ سے ہوتا ہے لیکن وہ اسے بھول گیا اور خمس نکالنے سے قبل بارہویں مہینے میں اس نے اس مال سے اپنے گھر کے لئے جائے نماز، گھڑی اور کارپٹ خرید لیا اور اب وہ اپنے خمس کے سال کا آغاز ماہ رمضان کو قرار دینا چاہتا ہے اس بات کی طرف اشارہ کردینا ضروری ہے کہ یہ شخص گزشتہ اور موجودہ سال کے سہم امامؑ و سہم سادات کے ۸۳ ہزار تومان کا مقروض ہے اور انہیں قسط وار ادا کر رہا ہے، لہذا مذکورہ سامان (جائے نماز، گھڑی اور قالین) کے سہم امامؑ اور سہم سادات کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

ج: خمس کے سال میں تقدیم و تاخیر صحیح نہیں ہے مگر گزشتہ مدت کے حساب کے بعد اور ولی امر خمس کی اجازت کے ساتھ، بشرطیکہ اس سے ارباب خمس کو ضرر نہ پہنچے اور جن چیزوں کو اس نے گذشتہ سال کی جمع شدہ رقم سے خریدا ہے اس رقم کا خمس ادا کرنا ضروری ہے۔

س ۱۰۰۲: کیا انسان اپنے مال کے خمس کا خود حساب کر سکتا ہے پھر جو کچھ اس کے اوپر واجب ہو، اسے آپ کے وکلاء کی خدمت میں پیش کر دے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ولی امر خمس

س ۱۰۰۳: امام خمینیؒ، آپ اور بعض دیگر فقہا کی رائے کے مطابق کہ خمس کا معاملہ ولی فقیہ کے اختیار میں

ہے غیر ولی فقیہ کو خمس دینے کا کیا حکم ہے؟

ج: سہم امام وسہم سادات کے ادا کرنے میں اگر مقلد اپنے مرجع محترم (دامت برکاتہ) کے فتویٰ کے مطابق عمل کرے تو اس کا ذمہ بری ہو جائے گا۔

س ۱۰۰۴: کیا امور خیریہ۔ جیسے سادات کی شادی وغیرہ۔ میں سہم سادات کا صرف کرنا جائز ہے؟

ج: سہم امامؑ کی طرح سہم سادات کا معاملہ بھی ولی فقیہ کے اختیار میں ہے اور اگر خصوصی اجازت ہو تو مذکورہ موارد میں سہم سادات خرچ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۰۰۵: کیا خیراتی امور جیسے یتیم خانہ یا دینی مدارس کے لئے سہم امام خرچ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ مقلد اپنے مرجع تقلید سے اجازت لے؟ یا کسی بھی مجتہد کی اجازت کافی ہے اور بنیادی طور پر کیا مجتہد کی اجازت ضروری ہے؟

ج: مجموعی طور پر سہم امامؑ اور سہم سادات دونوں کا اختیار ولی فقیہ کو ہے لہذا جس کے ذمہ یا جس کے مال میں سہم امامؑ یا سہم سادات ہو اس پر واجب ہے کہ ان دونوں کو ولی امر خمس یا اس کے مجاز وکیل کے حوالے کرے اور اگر ان کو ان کے مذکورہ موارد میں صرف کرنا چاہے تو اس سلسلہ میں پہلے اس کے لئے اجازت لینا واجب ہے اور اسکے ساتھ انسان کیلئے اس سلسلے میں اپنے مرجع تقلید کے فتویٰ کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے۔

س ۱۰۰۶: کیا آپ کے وکلاء یا ان افراد پر کہ جو شرعی رقوم کے وصول کرنے میں آپ کے وکیل نہیں ہیں، لازم ہے کہ سہم امامؑ اور سہم سادات دینے والوں کو ان کی رسید دیں یا نہیں؟

ج: جو لوگ ہمارے محترم وکلاء یا ہمارے دفتر تک پہنچانے کی غرض سے دوسرے افراد کو شرعی رقوم دیتے ہیں وہ ان سے ہماری مہر لگی ہوئی رسید کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

س ۱۰۰۷: ہمارے علاقے میں موجود آپ کے وکلاء کو جب خمس دیا جاتا ہے تو بعض اوقات وہ سہم امامؑ واپس کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں ان کو آپ کی طرف سے اس کام کی اجازت ہے تو کیا اس لوٹائی ہوئی رقم کو ہم گھریلو امور میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

ج: جو شخص اجازت کا دعویٰ کرتا ہے اگر آپ کو اس کے پاس اجازہ ہونے کا شبہ ہو تو اس سے احترام کے

ساتھ اجازہ دکھانے کا مطالبہ کریں یا اس سے ہماری مہر لگی رسید طلب کریں اور اگر وہ اجازہ کے مطابق عمل کرے تو اس کا عمل قابل قبول ہے۔

س ۱۰۰۸: ایک شخص نے غیر مخمس مال سے ایک قیمتی جائداد خریدی اور اس کی تعمیر و مرمت پر بھی ایک خطیر رقم لگائی اور اس کے بعد اسے اپنے نابالغ بیٹے کو ہبہ کر دیا اور قانونی طور پر اس جائداد کو اس کے نام کر دیا اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ہبہ کرنے والا ابھی تک زندہ ہے تو مذکورہ شخص کے خمس کا کیا حکم ہے؟

ج: جائداد کے خریدنے اور اس کی مرمت و تعمیر میں اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے اگر وہ سال کے منافع میں سے ہو اور اسی سال اس نے اسے اپنے بیٹے کو ہبہ کر دیا ہو، نیز عرف عام میں یہ اسکی حیثیت کے مطابق ہو تو اس پر خمس نہیں ہے، ورنہ اس جائداد میں خمس واجب ہوگا۔

سہم سادات اور سادات

س ۱۰۰۹: میری والدہ سیدہ ہیں، لہٰذا مندرجہ ذیل سوالات کے جواب بیان فرمائیں؟

۱۔ کیا میں سید ہوں؟

۲۔ کیا میری اولاد اور میرے پوتے پر پوتے وغیرہ سید ہوں گے؟

۳۔ وہ شخص جو باپ کی طرف سے سید ہے اور جو ماں کی طرف سے سید ہے ان میں کیا فرق ہے؟

ج: سیادت کے شرعی آثار اور احکام شرعیہ کے مترتب ہونے کا معیار یہ ہے کہ سید کی نسبت باپ کی طرف سے ہو، اگر چہ ماں کی طرف سے رسول اکرمؐ سے منسوب ہونے والے بھی

اولادرسول اکرمؐ میں سے ہیں۔

س۱۰۱۰: کیا جناب عباس ابن علیؑ کی اولاد کے احکام بھی وہی ہیں جو باقی سادات کے ہیں، مثلاً جو طلاب علم اس سلسلے سے منسوب ہیں کیا وہ سادات کا لباس پہن سکتے ہیں؟ اور کیا اولاد عقیل ابن ابی طالبؑ کا بھی یہی حکم ہے؟

ج: جو شخص باپ کی طرف سے جناب عباس ابن علی ابن ابیطالبؑ سے نسبت رکھتا ہو وہ علوی سید ہے اور سارے علوی اور عقیلی سادات ہاشمی سادات میں سے ہیں، لہذا ہاشمی سادات کی خاص مراعات سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

س۱۰۱۱: پچھلے دنوں میں نے اپنے والد کے ایک چچا زاد بھائی کے ذاتی وثیقہ (شناختی کارڈ یا ڈومیسائل) کو دیکھا ہے کہ جس میں ان کے نام کے ساتھ سید لکھا ہے، لہذا اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ اپنے رشتہ داروں میں ہم سید مشہور ہیں اور جو وثیقہ مجھے ملا ہے وہ بھی اس بات کا قرینہ ہے، میرے سید ہونے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: آپ کے کسی نسبی رشتہ دار کا اس قسم کا وثیقہ، آپ کے سید ہونے کے لئے شرعی دلیل نہیں بن سکتا، لہذا جب تک آپ کو سید ہونے کا اطمینان یا اس کے بارے میں آپ کے پاس کوئی شرعی دلیل نہ ہو آپ پر سیادت کے شرعی احکام اور آثار مترتب نہیں ہوں گے۔

س۱۵۱۲: میں نے ایک بچے کو اپنی فرزندی میں لیا ہے اور اس کا نام علی رکھا ہے۔ جب اس کا شناختی کارڈ لینے کیلئے رجسٹریشن آفس گیا تو ان لوگوں نے میرے اس گود لئے بیٹے کو ''سید'' کا لقب دے دیا، لیکن میں نے اسے قبول نہیں کیا، کیونکہ اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ڈرتا ہوں۔ اب میں متردد ہوں یا تو اسے متبنیٰ نہ کروں اور یا اس گناہ کا مرتکب ہو جاؤں اور جو سید نہیں ہے اس کے سید ہونے کو قبول کرلوں۔ اب میں کونسا راستہ اختیار کروں؟ برائے مہربانی میری راہنمائی فرمائیں؟

ج: گود لئے بیٹے پر بیٹے کے شرعی آثار مترتب نہیں ہوتے اور جو حقیقی باپ کی طرف سے سید نہ ہو اس پر

سید کے احکام وآثار جاری نہیں ہوتے، بہر حال بے سرپرست بچے کی کفالت کرنا نہایت مستحسن اور شرعاً پسندیدہ عمل ہے۔

خمس کے مصارف، اجازہ، ہدیہ اور حوزۂ علمیہ کا وظیفہ

س ۱۰۱۳: بعض اشخاص خود اپنی طرف سے سادات کے بجلی اور پانی کے بل ادا کر دیتے ہیں، کیا وہ ان بلوں کو خمس میں سے حساب کر سکتے ہیں؟

ج: ابھی تک جو کچھ انہوں نے سہم سادات کے عنوان سے ادا کیا ہے وہ قبول ہے لیکن مستقبل میں ادا کرنے سے پہلے ان پر اجازت لینا واجب ہے۔

س ۱۰۱۴: کیا سہم امام میں سے ایک ثلث (تہائی) کو دینی کتابیں خریدنے اور تقسیم کرنے کی اجازت عنایت فرمائیں گے؟

ج: اگر ہمارے مجاز وکلاء مفید دینی کتابوں کی تقسیم اور فراہمی کو ضروری سمجھیں تو وہ اس سلسلہ میں اس مال سے ایک تہائی صرف کر سکتے ہیں جس کو وہ مخصوص شرعی موارد میں صرف کرنے کے مجاز ہیں۔

س ۱۰۱۵: کیا ایسی علوی سیدانی کو سہم سادات دیا جا سکتا ہے جو شادی شدہ، نادار اور اولاد والی ہو، لیکن اس کا شوہر سید نہ ہو البتہ وہ بھی نادار اور فقیر ہو؟ اور کیا وہ اس سہم سادات کو اپنی اولاد اور اپنے شوہر پر خرچ کر سکتی ہے؟

ج: اگر شوہر نادار ہونے کی بنا پر اپنی زوجہ کو نفقہ نہ دے سکتا ہو اور زوجہ بھی شرعی اعتبار سے فقیر ہو تو اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے وہ سہم سادات لے کر اسے اپنے آپ پر اپنی اولاد پر یہاں تک کہ اپنے شوہر پر بھی خرچ کر سکتی ہے۔

س ۱۰۱۶: ان لوگوں کے سہم امامؑ اور سہم سادات لینے کا کیا حکم ہے جنکی حوزوی وظیفہ کے علاوہ بھی اتنی

آمدنی ہے جو ان کی زندگی کی ضروریات کے لئے کافی ہے؟

ج: جو شخص شرعی نقطۂ نظر سے مستحق نہ ہو اور نہ حوزۂ علمیہ کے وظیفہ کے قواعد و ضوابط اس کو شامل ہوتے ہوں وہ سہم امامؑ اور سہم سادات نہیں لے سکتا۔

س ۱۰۱۷: ایک سیدانی کہتی ہے اس کا باپ اپنے اہل وعیال کے اخراجات پورے نہیں کرتا ہے اور ان کی حالت یہ ہے کہ وہ مساجد کے سامنے بھیک مانگنے پر مجبور ہیں اور اس سے وہ اپنی زندگی کا خرچ نکالتے ہیں، اور اس علاقہ کے رہنے والے بھی سمجھتے ہیں کہ یہ سید پیسے والا ہے، اور بخل کی وجہ سے اپنے اہل وعیال پر خرچ نہیں کرتا تو کیا انہیں مخارج زندگی کیلئے سہم سادات دینا جائز ہے؟ اور بر فرض کہ بچوں کا والد یہ کہے کہ مجھ پر فقط طعام اور لباس واجب ہے اور دوسرے لوازمات جیسے عورتوں کی خاص چیزیں اور چھوٹے بچوں کا جیب خرچ مجھ پر واجب نہیں ہے تو کیا اُن کو ان ضروریات کے لئے سہم سادات میں سے دینا جائز ہے؟

ج: پہلی صورت میں اگر وہ اپنے باپ سے نفقہ نہ لے سکتے ہوں تو انہیں نفقہ کے لئے ضرورت کے مطابق سہم سادات میں سے دے سکتے ہیں، اسی طرح دوسری صورت میں اگر انہیں خوراک، لباس اور رہائش کے علاوہ کسی ایسی چیز کی ضرورت ہو جو ان کی حیثیت کے مطابق ہو تو انہیں سہم سادات میں سے اتنا دیا جا سکتا ہے جس سے ان کی یہ ضرورت پوری ہو جائے۔

س ۱۰۱۸: کیا آپ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ لوگ خود سہم سادات، غریب سادات کو دے دیں؟

ج: جس شخص کے ذمہ سہم سادات ہے اس پر واجب ہے کہ وہ مستحقین کو دینے کیلئے اجازت حاصل کرے۔

س ۱۰۱۵: کیا آپ کے مقلدین سہم سادات غریب سید کو دے سکتے ہیں یا ان پر واجب ہے کہ پورا خمس یعنی سہم امامؑ اور سہم سادات آپ کے وکیل کو دیں تا کہ وہ اسے شرعی امور میں صرف کرے؟

ج: اس سلسلہ میں سہم سادات اور سہم امامؑ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۱۰۲۰: کیا شرعی حقوق (خمس، ردمظالم اور زکوٰۃ) حکومتی امور میں سے ہیں یا نہیں؟ اور جس شخص پر خمس واجب ہو کیا وہ خود مستحقین کو سہم سادات، ردمظالم اور زکوٰۃ دے سکتا ہے؟

ج: دیندار اور پاکدامن فقراء کو زکات دے سکتا ہے اور ردمظالم میں احوط یہ ہے کہ حاکم شرع سے اجازت لے لیکن پورے خمس کو خود ہمارے دفتر میں یا ہمارے مجاز وکیلوں میں سے کسی ایک کے پاس پہنچانا واجب ہے، تاکہ اسے ان مقررہ شرعی موارد میں صرف کیا جاسکے اور یا مستحقین کو خود دینے کیلئے اجازت حاصل کرے۔

س ۱۰۲۱: کیا وہ سادات جن کے پاس کام اور کاروبار کا ذریعہ ہے، خمس کے مستحق ہیں یا نہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں؟

ج: اگر ان کی آمدنی عرف عام کے لحاظ سے انکی حیثیت کو دیکھتے ہوئے ان کی زندگی کیلئے کافی ہو تو وہ خمس کے مستحق نہیں ہیں۔

س ۱۰۲۲: میں ایک پچیس سالہ جوان ہوں، ملازمت کرتا ہوں، اور ابھی تک کنوارا ہوں۔ میں والد اور والدہ کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہوں، والد ضعیف العمر ہیں اور چار سال سے میں ہی اخراجاتِ زندگی پورے کر رہا ہوں۔ میرے والد کام کرنے کے لائق نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی آمدنی ہے۔ واضح رہے یہ میرے بس کی بات نہیں ہے کہ میں ایک طرف تو سال بھر کے منافع کا خمس ادا کروں اور دوسری طرف زندگی کے تمام اخراجات پورے کروں یہاں تک کہ میں گزشتہ برسوں کے منافع کے خمس میں سے ۱۹ ہزار تومان کا مقروض ہوں، میں نے اس کو لکھ رکھا ہے تاکہ بعد میں ادا کروں تو کیا میں سال بھر کے منافع کا خمس اپنے اقرباء، جیسے ماں باپ، کو دے سکتا ہوں؟

ج: اگر ماں باپ کے پاس اتنی مالی استطاعت نہ ہو کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی چلا سکیں اور آپ ان کا خرچ برداشت کر سکتے ہوں تو ان کی کمک کرنا آپ پر واجب ہے اور جو کچھ آپ ان کے نفقہ پر خرچ کریں گے وہ آپ کے مخارج میں سے شمار ہوگا اور اس کو آپ اس خمس میں حساب نہیں کر سکتے جس کا ادا کرنا

آپ پر واجب ہے۔

س ۱۰۲۳: میرے ذمہ سہم امام علیہ السلام کی کچھ رقم ہے کہ جسے آپ کی خدمت میں ارسال کرنا ہے، دوسری طرف یہاں ایک مسجد ہے جس کو تعاون کی ضرورت ہے، کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ یہ رقم اس مسجد کے امام جماعت کو دے دوں تا کہ وہ اسے مسجد کی تعمیر و تکمیل میں خرچ کر دیں؟

ج: دور حاضر میں حوزہ ہائے علمیہ (دینی مدارس) کو چلانے کیلئے سہم امامؑ اور سہم سادات کی ضرورت ہے اور مسجد کی تکمیل کیلئے مؤمنین کی امداد سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

س ۱۰۲٤: اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ممکن ہے ہمارے والد نے اپنی زندگی میں اپنے مال کا مکمل خمس ادا نہ کیا ہو اور ہم نے ہسپتال بنانے کے لئے ان کی زمین سے ایک ٹکڑا ہبہ کیا ہے تو کیا اس زمین کو مرحوم کے اموال کے خمس کے طور پر شمار کیا جا سکتا ہے؟

ج: اس زمین کو خمس کے طور پر حساب نہیں کیا جا سکتا ہے۔

س ۱۰۲۵: کن حالات میں خمس دینے والے کو اس کا خمس ہبہ کیا جا سکتا ہے؟

ج: سہم امامؑ اور سہم سادات کو بخشا نہیں جا سکتا۔

س ۱۰۲٦: اگر مثال کے طور پر ایک شخص کے پاس خمس کی سالانہ تاریخ کے آنے پر اس کے اخراجات سے ایک لاکھ روپیہ زیادہ ہو اور اس نے اس کا خمس ادا کر دیا ہو اور آنے والے سال میں نفع کی یہ رقم ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ ہو جائے تو کیا پچاس ہزار روپے کا خمس ادا کرے گا یا دوبارہ تمام ایک لاکھ پچاس ہزار کا خمس دے گا؟

ج: جس مال کا خمس دیا جا چکا ہو اگر وہ نئے سال میں خرچ نہ ہو اور باقی رہے تو دوبارہ اس کا خمس نہیں نکالا جائے گا اور اگر سال کے اخراجات کو سالانہ منافع اور اس مخمس مال سے مشترکہ طور پر پورا کیا گیا ہو تو سال کے آخر میں غیر مخمس سے مخمس مال کی نسبت جو باقی بچ جائے اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۱۰۲۷: جن دینی طلباء نے اب تک شادی نہیں کی ہے اور ان کے پاس اپنا گھر بھی نہیں ہے تو کیا ان

کی اس آمدنی میں خمس ہے جوانہیں تبلیغ، کسی کام یا سہم امامؑ سے دستیاب ہوتی ہے، یا وہ اسکے وجوب خمس سے مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے خمس کی ادائیگی کے بغیر ہی اسے شادی کے لئے جمع کر سکتے ہیں؟

ج: حوزہ ہائے علوم دینی میں درس پڑھنے والے محترم طلباء کو مراجع عظام کی طرف سے جو کچھ شرعی رقوم سے (وظیفہ) دیا جاتا ہے اس پر خمس نہیں ہے، لیکن تبلیغ اور ملازمت کی طرح کے دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی اگر خمس کی سالانہ تاریخ تک باقی ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۱۰۲۸: اگر کسی شخص کے پاس ایسی جمع پونجی ہو جو مخمس اور غیر مخمس مال سے مخلوط ہو چنانچہ کبھی وہ اس مخلوط مال سے خرچ کرتا ہو اور کبھی اس میں کچھ اضافہ کر دیتا ہو تو اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مخمس مال کی مقدار معلوم ہے کیا اس پر پورے مال کا خمس دینا واجب ہے یا صرف غیر مخمس مال کا خمس دینا واجب ہے؟

ج: اس پر صرف اس رقم کا خمس واجب ہے جو خمس کی نسبت غیر مخمس سے بچ گئی ہے۔

س ۱۰۲۹: وہ کفن جو خریدنے کے بعد چند برسوں تک اسی طرح پڑا رہا ہو کیا اس کا خمس دینا واجب ہے، یا صرف اسکی قیمت خرید کا؟

ج: اگر کفن اس مال سے خریدا گیا ہو کہ جس کا خمس دیا جا چکا تھا تو اس کے بعد اس پر خمس نہیں ہوگا ورنہ کفن کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۱۰۳۰: میں ایک دینی طالب علم ہوں اور میرے پاس کچھ مال تھا، اور بعض اشخاص کی مدد، سہم سادات سے استفادہ اور قرض لے کر ایک چھوٹا سا گھر خریدا اب وہ گھر میں نے فروخت کر دیا ہے، لہذا اگر اس کی قیمت پر ایک سال گزر جائے اور گھر نہ خرید سکوں تو کیا اس مال میں جو گھر خریدنے کے لئے رکھا گیا تھا، خمس ہوگا؟

ج: اگر آپ نے حوزۂ علمیہ کے وظیفہ، مخیر افراد کی مدد، قرض اور شرعی رقوم سے گھر خریدا تھا تو اس گھر کی قیمت میں خمس نہیں ہے۔

خمس کے متفرق مسائل

س ۱۰۳۱: میں نے ۱۹۶۲ میں امام خمینیؒ کی تقلید کی تھی اور ان کے فتاویٰ کے مطابق حقوق شرعیہ انہیں کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ ۱۹۶۷ میں امام خمینیؒ نے حقوق شرعیہ اور ٹیکس کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا: ''خمس وزکوۃ، حقوق شرعیہ ہیں، لیکن ٹیکس حقوق شرعیہ میں شامل نہیں ہے''۔ اور آج جبکہ ہم اسلامی جمہوریہ کی حکومت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، حقوق شرعیہ اور ٹیکس ادا کرنے سے متعلق میرا فریضہ بیان فرمائیں؟

ج: اسلامی جمہوریہ کی حکومت کی طرف سے قوانین اور ضابطوں کے مطابق جو ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں، اگر چہ ان کا ادا کرنا ان لوگوں پر واجب ہے جو قانون کے زمرے میں آتے ہیں، اور ہر سال کا ٹیکس اسی سال کے مخارج میں سے شمار ہوگا لیکن اس ٹیکس کو سہم امامؑ اور سہم سادات میں شمار نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان پر سال کے مخارج سے جو چیز بچ جائے اس کا خمس ادا کرنا بھی واجب ہے۔

س ۱۰۳۲: کیا حقوق شرعیہ کو ایسی کرنسی میں تبدیل کیا جاسکتا ہے جسکی قیمت ہمیشہ ثابت رہتی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں دیگر کرنسیوں کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اور کیا یہ کام شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

ج: جس کے اوپر حقوق شرعیہ ہیں اس کے لئے یہ کام جائز ہے، لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ادا کرتے وقت حقوق شرعیہ کو ادئیگی والے دن کی قیمت کے حساب سے ادا کرے، لیکن جو شخص ولی امر کی طرف سے حقوق شرعیہ وصول کرنے کے سلسلے میں وکیل اور معتمد ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ ایک کرنسی کو دوسری کرنسی میں تبدیل کرے، مگر یہ کہ اس کو اس سلسلہ میں اجازت ہو، لیکن قیمت کا بدلتے رہنا اس کے تبدیل کرنے کا شرعی جواز فراہم نہیں کرتا۔

س ۱۰۳۳: ایک ثقافتی مرکز میں تجارت کا شعبہ کھولا گیا ہے کہ جس کا اصلی سرمایہ رقوم شرعیہ ہیں۔ مذکورہ تجارت کے شعبے کا مقصد، ثقافتی مرکز کے مستقبل کے اخراجات کو پورا کرنا ہے تو کیا اس

تجارت سے حاصل ہونے والے نفع کا خمس نکالنا واجب ہے اور کیا اس خمس کو ثقافتی مرکز کے امور میں صرف کیا جاسکتا ہے؟

ج: جن حقوق شرعیہ کو مقررہ موارد میں خرچ کرنا واجب ہے انکے ساتھ تجارت کرنا اور انہیں ان مصارف میں خرچ نہ کرنا اشکال رکھتا ہے چاہے اس تجارت کے منافع سے ثقافتی ادارے کو فائدہ پہنچانا ہی مقصود کیوں نہ ہو بالفرض اگر ان سے تجارت کی جائے تو ان سے حاصل ہونے والے منافع بھی اصلی سرمایہ کے تابع ہیں یعنی انہیں بھی اصلی سرمایہ کے مصارف میں خرچ کرنا واجب ہے اور ان میں خمس نہیں ہے البتہ اس ادارہ کو حاصل ہونے والے ہدایا سے تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اس سے حاصل شدہ فوائد اور منافع میں خمس نہیں ہے بشرطیکہ اس کا سرمایہ ادارے کی ملکیت ہو۔

س ۱۰۳۴: اگر ہمیں کسی چیز کے بارے میں شک ہو کہ اس کا خمس ادا کیا ہے یا نہیں، جبکہ ظن غالب یہ ہے کہ اس کا خمس ادا کردیا ہے تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

ج: اگر اس میں خمس کے واجب ہونے کا یقین ہو تو اس کے خمس کی ادائیگی کے بارے میں یقین حاصل کرنا واجب ہے۔

س ۱۰۳۵: تقریباً سات سال قبل میرے ذمہ کچھ خمس تھا، ایک مجتہد کے ساتھ مصالحت کرنے کے بعد اس کا کچھ حصہ ادا کردیا ہے مگر اس کا باقی حصہ میرے ذمے ہے اور اس وقت سے لے کر اب تک میں اس کو ادا نہیں کرسکا ہوں، تو میرا فریضہ کیا ہے؟

ج: صرف ادا نہ کرسکنا، بریٔ الذمہ ہونے کا سبب نہیں ہے، بلکہ جب بھی ادا کرنے کی قدرت ہو آپ پر اس قرض کا ادا کرنا واجب ہے، اگرچہ آہستہ آہستہ ہی سہی۔

س ۱۰۳۶: کیا میں اس رقم کو جو میں نے اس مال کے خمس کے عنوان سے نکالی تھی جس میں خمس نہیں تھا، موجودہ مال کے خمس کا جزء قرار دے سکتا ہوں؟

ج: اگر اسے اسکے مصارف میں خرچ کیا ہو تو خمس کے حالیہ قرض کے طور پر شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں اگر خود وہ مال موجود ہو تو آپ اس کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔

س ۱۰۳۷: کیا نابالغ بچوں پر بھی خمس و زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

ج: مال کی زکوۃ نابالغ پر واجب نہیں ہے، لیکن اگر اس کے مال میں خمس واجب ہوجائے (جیسے اس کا مال معدن ہو یا وہ حلال جو حرام سے مخلوط ہے) تو اس کے ولی پر اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے، البتہ نابالغ کے مال سے حاصل شدہ منافع یا اسکی کمائی کے نفع کا خمس ادا کرنا، ولی پر واجب نہیں ہے، بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وہ منافع باقی ہیں تو بالغ ہونے کے بعد خود اس کا خمس ادا کرے۔

س ۱۰۳۸: اگر کوئی شخص حقوق شرعیہ، سہم امام علیہ السلام اور ان اموال کو کہ جنہیں انکے شرعی مصارف میں خرچ کرنے کیلئے کسی مرجع کی اجازت ضروری ہوتی ہے کسی دینی ادارے پر خرچ کرے یا مسجد، دینی مدرسے یا امام بارگاہ کی عمارت پر خرچ کرے تو کیا اس شخص کو شرعی طور پر یہ حق حاصل ہے کہ اس مال کو جو اس نے اپنے ذمہ واجب حقوق شرعیہ کی ادائیگی کے طور پر خرچ کیا ہے اس کو واپس لے یا اس ادارہ کی زمین کو واپس لے لے جو اس نے دے دی تھی یا اس ادارہ کی عمارت کو فروخت کردے؟

ج: اگر اس نے مدرسہ وغیرہ کی تاسیس میں اپنے ان اموال کو جن کی ادائیگی حقوق شرعیہ کی صورت میں اس پر واجب تھی، کسی مرجع تقلید کی اجازت سے اور اپنے ذمہ واجب حقوق کی ادائیگی کی نیت سے خرچ کیا ہو تو اس کو واپس لینے کا حق نہیں ہے اور نہ ہی اسے اس میں مالکانہ تصرف کرنے کا حق ہے۔

انفال

س ۱۰۳۹: شہری اراضی کے قانون کے مطابق:

۱۔ غیر آباد زمینیں انفال کا جزء ہیں اور یہ اسلامی حکومت کے تصرف میں ہوں گی۔

۲۔ شہروں کی آباد و غیر آباد زمینیں جو لوگوں کی ذاتی ملکیت ہیں ضرورت پڑنے کی صورت میں

حکومت یا بلدیہ انہیں ان کے مالکوں سے اس علاقے میں زمینوں کی متعارف قیمت کے ساتھ خرید سکتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

۱۔ اگر کوئی شخص ایسی غیر آباد زمین کو کہ جسکی رجسٹری اس کے نام ہے لیکن شہری زمینوں کے قانون کی وجہ سے کالعدم ہوگئی ہے سہم امامؑ اور سہم سادات کے عنوان سے دے دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۲۔ اگر ایک شخص کے پاس آباد یا غیر آباد زمین ہو اور حکومت یا بلدیہ اسے قانون کے مطابق فروخت کرنے پر مجبور کردے لیکن وہ شخص اسے سہم امامؑ اور سہم سادات کے عنوان سے دے دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: جو زمین شروع سے ہی غیر آباد ہے جسکے نام اسکی رجسٹری ہے شرعاً یہ اسکی ملکیت نہیں ہے لہٰذا اسے خمس کے عنوان سے دینا صحیح نہیں ہے اور نہ ہی اسے اپنے خمس والے قرض کی ادائیگی کے طور پر حساب کرسکتا ہے اسی طرح اس مملوکہ زمین کو بھی خمس کے عنوان سے دینا اور اس کو اپنے ذمہ واجب خمس میں سے حساب کرنا صحیح نہیں ہے کہ جس کو بلدیہ یا حکومت اس کے مالک سے قانون کے مطابق معاوضہ دے کر یا بغیر معاوضہ کے لے سکتی ہے۔

س ۱۰۴۰: اگر کوئی شخص اینٹوں کے بھٹے کے نزدیک اپنے لئے زمین خریدے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اس زمین کی مٹی بیچ کر اس سے استفادہ کرے تو کیا یہ انفال میں سے شمار ہوگی یا نہیں؟ اور بر فرض کہ انفال میں سے شمار نہ ہو تو کیا حکومت کو یہ حق ہے کہ اس کی مٹی پر ٹیکس وصول کرے؟ واضح رہے کہ قانون کے مطابق دس فیصد حصہ شہر کی بلدیہ کو دیا جاتا ہے۔

ج: مذکورہ زمین اگر آباد اور بیچنے والے کی ذاتی ملکیت ہو تو خریدنے کی صورت میں خریدار اس کا مالک بن جائے گا اور یہ انفال کا حصہ نہیں ہوگی لیکن اگر اس کے ٹیکس کی وصولی (ایران میں) مجلس شورائے اسلامی کے پاس کردہ اس قانون کے مطابق ہو کہ جس کی شورائے نگہبان نے تصدیق کی ہو تو اسکا ادا کرنا ضروری ہے اور حکومت کو اسکے مطالبے کا حق ہے۔

س ۱۰۴۱: کیا بلدیہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ شہر کو آباد کرنے یا نیا شہر بسانے وغیرہ کے سلسلے میں ندی نہروں کی ریت اور سنگریزوں سے صرف خود استفادہ کرے اور جائز ہونے کی صورت میں اگر بلدیہ کے علاوہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ میری ملکیت ہے تو کیا اس کے دعوے کی سماعت ہوگی یا نہیں؟

ج: بلدیہ کے لئے یہ کام جائز ہے نیز بڑی اور عام نہروں کی سطح کی ملکیت کے سلسلہ میں کسی شخص کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

س ۱۰۴۲: خانہ بدوشوں کو چراگاہوں کے تصرف کے سلسلے میں ہر قبیلے کو اپنی چراگاہ کی نسبت سے جو اولویت کا حق حاصل ہے، اگر وہ اس قصد سے کوچ کریں کہ دوبارہ اسی جگہ واپس لوٹ آئیں گے تو کیا وہ حق ختم ہو جاتا ہے؟ واضح رہے کہ یہ کوچ کرنا قدیم الایام سے رہا ہے۔

ج: انہیں اپنے چوپایوں کے لئے چراگاہ سے استفادہ کرنے کے سلسلے میں شرعی طور پر جو حق اولویت حاصل ہے وہاں سے کوچ کرنے کے بعد اس کا ثابت ہونا محل اشکال ہے اور اس سلسلہ میں احتیاط بہتر ہے۔

س ۱۰۴۳: ایک گاؤں میں چراگاہ اور زرعی زمینوں کی سخت قلت ہے اس گاؤں کے عمومی اخراجات، چراگاہوں کے گھاس کو فروخت کر کے پورے کئے جاتے تھے اور یہ سلسلہ اسلامی انقلاب کے بعد آج تک جاری رہا ہے، لیکن اب عہدیدار حضرات نے اس کام سے منع کر دیا ہے، گاؤں والوں کے مادی لحاظ سے فقیر اور نادار ہونے نیز چراگاہوں کے غیر آباد ہونے کے پیش نظر، کیا اس گاؤں کی انتظامی کمیٹی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ گاؤں والوں کو چراگاہ کی گھاس بیچنے سے منع کر دے اور اس کو گاؤں کے عمومی اخراجات پورے کرنے کے لئے مختص کر دے؟

ج: ان عمومی اور قدرتی چراگاہوں کی گھاس کو جو شرعی طور پر کسی کی ملکیت میں نہیں ہیں، فروخت کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے، لیکن جو شخص حکومت کی طرف سے گاؤں کے امور کا انچارج ہے وہ گاؤں کی فلاح و بہبود کے لئے ان لوگوں سے کچھ رقم وصول کر سکتے ہیں کہ جنہیں وہ چراگاہ میں مویشی چرانے کی اجازت

دے۔

س ۱۰۴۴: کیا خانہ بدوش سردیوں اور گرمیوں کی ان چراگاہوں کو، کہ جہاں وہ دسیوں سال سے آتے جاتے رہے ہیں، اپنی ملکیت بنا سکتے ہیں؟

ج: ایسی قدرتی چراگاہیں جو کسی کی ذاتی ملکیت نہیں تھیں انفال اور عمومی اموال میں شامل ہیں اور ان کا اختیار ولی فقیہ کو حاصل ہے اور خانہ بدوشوں کے وہاں آنے جانے سے وہ ان کی ملکیت نہیں بن سکتیں۔

س ۱۰۴۵: خانہ بدوشوں کی چراگاہوں کی خرید و فروخت کب صحیح ہے اور کب صحیح نہیں ہے؟

ج: کسی صورت میں بھی ان غیر مملوکہ چراگاہوں کی خرید و فروخت صحیح نہیں ہے جو انفال اور عمومی اموال کا جز ہیں۔

س ۱۰۴۶: ہمارا کام مویشی پالنا ہے اور ہم اپنے مویشیوں کو ایک جنگل میں چراتے ہیں پچاس سال سے بھی زائد عرصہ سے ہمارا یہی پیشہ ہے اور ہمارے پاس ایک سند (وثیقہ یا رجسٹری) موجود ہے جو بتاتی ہے کہ از راہ وراثت ہم اس جنگل کے شرعی مالک ہیں یہ سند قانونی ہے اس کے علاوہ یہ جنگل حضرت امیر المومنینؑ، حضرت سید الشہدا ؑ اور حضرت ابو الفضل العباسؑ کے نام پر وقف ہے اور مویشیوں کے مالک سالہا سال سے اس جنگل میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس میں ان کے رہائشی گھر، زرعی زمینیں اور باغات ہیں، لیکن حال ہی میں محکمہ جنگلات والے ہمیں وہاں سے نکال کر اس پر خود قابض ہونا چاہتے ہیں تو کیا وہ ہمیں اس جنگل سے باہر نکالنے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟

ج: وقف کا صحیح ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے اس کی شرعی ملکیت ثابت ہو، جیسا کہ ارث کے ذریعہ سے اس جنگل کا آپ کو ملنا بھی اس بات پر موقوف ہے کہ وہ اس سے پہلے مُورِث کی شرعی ملکیت میں ہو، لہذا وہ جنگل اور قدرتی چراگاہیں جو کسی کی ملکیت میں نہیں ہیں اور اس سے پہلے انہیں کسی نے آباد نہیں کیا ہے وہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہیں تا کہ ان کا وقف صحیح ہو یا وہ میراث قرار پائیں۔ بہر حال جنگل کا وہ حصہ جو کھیت یا رہائشی گھر وغیرہ کی صورت میں آباد ہے اور شرعی لحاظ سے ملکیت بن گیا ہے اگر وہ وقف ہو تو شرعی متولی کو اس میں تصرف کا حق ہے اور اگر وقف نہ ہو تو اس کے مالک کو اس میں تصرف کا حق ہے، لیکن جنگل

د چراگاه کا وہ حصہ جو قدرتی جنگل یا قدرتی چراگاہ کی صورت میں موجود ہے وہ انفال اور عمومی اموال میں سے ہے اور اس کا اختیار قانون کے مطابق، اسلامی حکومت کے پاس ہے۔

س ۱۰۴۷: جن مویشی پیشہ لوگوں کو اپنے جانور چرانے کی اجازت ہے کیا وہ چراگاہ سے ملحق لوگوں کے ذاتی کھیتوں میں داخل ہو کر ان کے مالکوں کی اجازت کے بغیر خود اور اپنے مویشیوں کو وہاں سے سیراب کر سکتے ہیں؟

ج: صرف چراگاہوں میں چرانے کی اجازت رکھنا، دوسرے اشخاص کی ملکیت والی چراگاہوں میں داخل ہونے اور ان کی ملکیت والے پانی سے استفادہ کے جواز کیلئے کافی نہیں ہے، لہذا مالک کی اجازت کے بغیر ان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔

جهاد

جہاد

س۱۰۴۸: امام معصومؑ کی غیبت کے زمانہ میں ابتدائی جہاد کا حکم کیا ہے؟ اور کیا با اختیار فقیہ جامع الشرائط (ولی فقیہ) کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کا حکم دے؟

ج: بعید نہیں ہے کہ جب مصلحت کا تقاضا ہو تو ولی فقیہ کیلئے جہاد ابتدائی کا حکم دینا جائز ہو بلکہ یہی اقوی ہے۔

س۱۰۴۹: جب اسلام خطرے میں ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر اسلام سے دفاع کیلئے اٹھ کھڑے ہونے کا کیا حکم ہے؟

ج: اسلام اور مسلمانوں کا دفاع واجب ہے اور یہ والدین کی اجازت پر موقوف نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود جہاں تک ممکن ہو والدین کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

س۱۰۵۰: کیا ان اہل کتاب پر جو اسلامی ملکوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں، کافر ذمی کا حکم جاری ہوگا؟

ج: جب تک وہ اس اسلامی حکومت کے قوانین واحکام کے پابند ہیں کہ جس کی نگرانی میں وہ زندگی بسر کر رہے ہیں، اور امان کے خلاف کوئی کام بھی نہیں کرتے تو ان کا وہی حکم ہے جو معاہد کا ہے۔

س۱۰۵۱: کیا کوئی مسلمان کسی کافر کو خواہ وہ اہل کتاب میں سے ہو یا غیر اہل کتاب سے، مردوں میں سے ہو یا عورتوں میں سے اور چاہے اسلامی ممالک میں ہو یا غیر اسلامی ممالک میں، اپنی ملکیت بنا سکتا ہے؟

ج: یہ کام جائز نہیں ہے، لیکن جب کفار اسلامی سرزمین پر حملہ کریں اور ان میں سے کچھ لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہو جائیں تو اسراء کی تقدیر کا فیصلہ حاکم اسلامی کے ہاتھ میں ہے اور عام مسلمانوں کو ان کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے۔

س ۱۰۵۲: اگر فرض کریں کہ حقیقی اسلام محمدی کی حفاظت ایک محترم النفس شخص کے قتل پر موقوف ہے تو کیا یہ عمل ہمارے لئے جائز ہے؟

ج: نفس محترم کا خون ناحق بہانا شرعی لحاظ سے حرام اور حقیقی اسلام محمدی کے احکام کے خلاف ہے، لہذا یہ بے معنی بات ہے کہ اسلام محمدی کا تحفظ ایک بے گناہ شخص کے قتل پر موقوف ہو، لیکن اگر اس سے مراد یہ ہو کہ انسان جہاد فی سبیل اللہ اور اسلام محمدی سے دفاع کیلئے ان حالات میں قیام کرے کہ جن میں اسے اپنے قتل کا بھی احتمال ہو تو اسکی مختلف صورتیں ہیں، لہذا اگر انسان یہ محسوس کرے کہ مرکز اسلام خطرے میں ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اسلام سے دفاع کرنے کیلئے قیام کرے، اگرچہ اس میں اسے قتل ہو جانے کا خوف ہی کیوں نہ ہو۔

امر بالمعروف و نهی عن المنکر

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کے شرائط

س ۱۰۵۳: ایسی جگہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا کیا حکم ہے جہاں واجب کو ترک کرنے والے یا حرام کو انجام دینے والے کی اہانت ہوتی ہو اور لوگوں کے سامنے اس کی حیثیت گھٹتی ہو؟

ج: اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط و آداب کی رعایت کی جائے اور ان کے حدود سے تجاوز نہ کیا جائے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۰۵٤: اسلامی حکومت کے سائے میں، لوگوں پر واجب ہے کہ وہ صرف زبان سے امر بالمعروف اور نہی از منکر کا فریضہ انجام دیں اور اس کے دوسرے مراحل کی ذمہ داری اسلامی حکومت کے عہدیداروں پر ہے، تو کیا یہ نظریہ فتوئی ہے یا حکومت کی جانب سے حکم ہے؟

ج: یہ فقہی فتوئی ہے۔

س ۱۰۵۵: اگر برائی کا روکنا اس بات پر موقوف ہو کہ برائی اور اسکے انجام دینے والے کے درمیان رکاوٹ پیدا کردی جائے اور رکاوٹ پیدا کرنا بھی اسے مارنے، قید میں ڈالنے، اس پر سختی کرنے یا اسکے اموال میں تصرف کرنے۔ اگرچہ اسے تلف کرنے سے ہی ہو۔ پر موقوف ہو تو کیا حاکم کی اجازت کے بغیر نہی از منکر کیا جا سکتا ہے؟

ج: اسکی مختلف صورتیں اور موارد ہیں، عام طور پر جہاں امر بالمعروف اور نہی از منکر برائی انجام دینے والے کی جان و مال میں تصرف پر موقوف نہ ہوں تو وہاں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ یہ تمام

مکلفین پر واجب ہے، لیکن جہاں صرف زبانی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کام نہ چلے بلکہ اس سے بڑھ کر کسی اقدام کی ضرورت پڑے تو اگر یہ ایسے ملک میں ہو جہاں اسلامی نظام اور حکومت موجود ہو جو اس اسلامی فریضہ کو اہمیت دیتی ہو تو یہ کام حاکم کی اجازت اور وہاں اس امر کے مخصوص عہدیداروں، پولیس اور اس کی صلاحیت رکھنے والی عدالتوں کے ساتھ ہم آہنگی پر موقوف ہوگا۔

س ۱۰۵۶: جب بہت ہی اہم امور جیسے کسی شخص کی جان (نفس محترمہ کو) بچانا۔ میں نہی از منکر ایسی مار پیٹ پر موقوف ہو جو زخمی ہونے یا بھی قتل کیے جانے کا سبب بنے تو کیا ایسے موقعوں پر بھی حاکم کی اجازت شرط ہے؟

ج: اگر نفس محترمہ کا تحفظ اور اسے قتل ہونے سے بچانا، فوری اور ذاتی مداخلت پر موقوف ہو تو یہ جائز ہے بلکہ شرعاً واجب ہے کیونکہ جان (نفس محترمہ کو) بچانا واجب ہے اور یہ حاکم کی اجازت پر موقوف نہیں ہے اور نہ ہی اس بارے میں کسی حکم کی ضرورت ہے مگر یہ کہ نفس محترمہ کا دفاع حملہ آور کے قتل پر موقوف ہو تو اس کی مختلف صورتیں ہیں کہ بسا اوقات ان کے احکام بھی مختلف ہو سکتے ہیں۔

س ۱۰۵۷: جو شخص دوسرے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہتا ہے تو کیا اس کیلئے واجب ہے کہ وہ اس پر قدرت رکھتا ہو؟ اور اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب واجب ہوتا ہے؟

ج: امر و نہی کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اچھائی (معروف) اور برائی (منکر) کو پہچانتا ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ انجام دینے والا بھی اسے جانتا ہے، لیکن اس کے باوجود کسی شرعی عذر کے بغیر جان بوجھ کر اس کو انجام دے رہا ہے۔ ایسی صورت میں اس وقت اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے جب اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اس شخص پر اثر کرنے کا احتمال ہو اور وہ خود اس سلسلہ میں ضرر سے محفوظ رہے۔ اس کے علاوہ متوقع ضرر کو اور جس چیز کا امر کر رہا ہے یا جس چیز سے منع کر رہا ہے اس کی اہمیت کو آپس میں موازنہ کرے، ورنہ اس پر واجب نہیں ہے۔

س ۱۰۵۸: اگر کوئی رشتہ دار گناہوں میں آلودہ ہو اور ان کی پروانہ کرتا ہو تو اس کے ساتھ صلۂ رحمی کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر احتمال ہو کہ وقتی طور پر صلۂ رحمی ترک کرنے سے وہ گناہ سے کنارہ کش ہو جائے گا تو اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ضمن میں ایسا کرنا واجب ہے، ورنہ قطع رحمی کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۰۵۹: کیا اس خوف کی بنا پر کہ اسے ملازمت سے ہٹا دیا جائے گا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کیا جاسکتا ہے مثال کے طور پر اگر وہ دیکھے کہ کسی تعلیمی مرکز کا کوئی عہدیدار کہ جس کا یونیورسٹی کے جوان طلبہ کے ساتھ رابطہ ہے خلاف شرع اعمال کا مرتکب ہوتا ہے یا اس جگہ معصیت کے ارتکاب کا ماحول فراہم کرتا ہے اور اسے یہ خوف ہو کہ اگر نہی از منکر کرے تو اس صورت میں اسے ملازمت سے نکال دیا جائے گا۔

ج: کلی طور پر اگر اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اقدام کرنے سے اپنے آپ پر ضرر کا خوف ہو تو وہاں اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں ہے۔

س ۱۰۶۰: اگر یونیورسٹی کے بعض حلقوں میں نیکیاں متروک اور برائیاں معمول ہوں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے حالات مناسب اور فراہم ہوں، لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا غیر شادی شدہ ہو تو کیا اس وجہ سے اس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ساقط ہو گا یا نہیں؟

ج: جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موضوع موجود ہو اور ان کے شرائط پائے جائیں تو ان کا انجام دینا سب انسانوں کی شرعی، انسانی اور سماجی ذمہ داری ہے۔ اس میں انسان کے شادی شدہ یا کنوارے ہونے جیسے حالات کا کوئی دخل نہیں ہے اور صرف اس بنا پر کہ وہ غیر شادی شدہ ہے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔

س ۱۰۶۱: ایسا شخص جو معاشرے میں خاص مقام رکھتا ہے اور اگر چاہے تو اپنے پر اعتراض کرنے والوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے اگر اسکے ارتکاب گناہ اور جھوٹ بولنے کے شواہد موجود ہوں تو کیا ہم اس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے صرف نظر کر سکتے ہیں؟ یا ضرر کے خوف کے باوجود بھی ہمارے اوپر واجب ہے کہ اس کو اچھائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں؟

ج: اگر خوف ضرر کی وجہ عقلائی ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ آپ سے یہ ذمہ داری ساقط ہے، لیکن کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ واجب کو ترک کرنے والے اور برائی کے

ارتکاب کرنے والے کے صرف مقام و مرتبے کو دیکھ کر یا کسی طرف سے محض معمولی ضرر کے احتمال کی وجہ سے اسے امر بالمعروف اور نہی از منکر کرنے سے منصرف ہو جائے۔

س ۱۰۶۲: بعض موقعوں پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہوئے یہ اتفاق پیش آتا ہے کہ گناہگار شخص اسلامی احکام و واجبات کی معرفت نہ رکھنے کی وجہ سے اسلام سے بدظن ہو جاتا ہے دوسری طرف اگر ہم اسے یوں ہی چھوڑ دیں تو وہ دوسروں کے لئے ارتکاب معاصی کا ماحول مہیا کرتا ہے، تو ایسی صورت میں ہمارا کیا فریضہ ہے؟

ج: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اپنے شرائط کے ساتھ احکام اسلام کے تحفظ اور معاشرہ کی سلامتی کے لئے ایک عام شرعی ذمہ داری ہے اور صرف اس خیال سے کہ اس عمل سے خود وہ شخص یا بعض دیگر لوگ اسلام سے بدظن ہو سکتے ہیں، اس جیسی اہم ذمہ داری کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔

س ۱۰۶۳: اگر مفاسد کو روکنے کے لئے حکومت اسلامی کی طرف سے مامور اشخاص اپنے فرائض کو انجام دینے میں کوتاہی کریں تو کیا اس وقت عام لوگ خود مفاسد کے سد باب کے لئے قیام کر سکتے ہیں؟

ج: وہ امور جو عدلیہ اور امن عامہ کے محکمے کی ذمہ داریوں میں آتے ہیں ان میں دیگر لوگوں کے لئے مداخلت کرنا جائز نہیں ہے، لیکن عام لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط و حدود کے اندر رہ کر اسے انجام دے سکتے ہیں۔

س ۱۰۶۴: کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں عام لوگوں پر واجب ہے کہ صرف زبان سے ہی امر و نہی کریں؟ اور اگر ان کے لئے واجب ہے کہ وہ صرف زبان سے ہی امر و نہی کرنے پر اکتفاء کریں تو یہ توضیح المسائل اور خاص کر تحریر الوسیلہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے تضاد رکھتا ہے اور اگر لوگوں کے لئے جائز ہے کہ ضرورت کے وقت دیگر اقدامات بھی کر سکتے ہوں تو کیا وہ ضرورت کے وقت ان تمام تدریجی مراتب کو اختیار کر سکتے ہیں جو تحریر الوسیلہ میں مذکور ہیں؟

ج: اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ اسلامی حکومت کے دور میں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل میں سے زبانی امر و نہی کے بعد والے مراتب کو انتظامیہ اور عدلیہ کے سپرد کیا جا سکتا ہے خصوصاً ان مواقع پر جہاں برائی کو روکنے کے لئے طاقت کے استعمال کی ضرورت ہو، مثلاً جہاں برائی انجام دینے والے کے اموال میں تصرف کرنا ہو یا اس شخص پر تعزیر جاری کرنی ہو یا اسے قید کرنا ہو وغیرہ تو یہاں پر مکلفین پر واجب ہے کہ وہ صرف زبانی امر و نہی پر اکتفا کریں اور طاقت کے استعمال کی ضرورت پڑنے پر اس امر کو انتظامیہ اور عدلیہ کے سپرد کر دیں اور یہ چیز امام خمینیؒ کے فتاوی کے منافی نہیں ہے، لیکن جس وقت یا جس جگہ پر اسلامی حکومت کا تسلط اور حکمرانی نہیں ہے وہاں پر سب انسانوں پر واجب ہے کہ شرائط کے موجود ہونے کی صورت میں وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تمام مراتب کو ترتیب کے ساتھ انجام دیں یہاں تک کہ مقصد حاصل ہو جائے۔

س ۱۰۶۵: بعض ڈرائیور موسیقی اور گانے کی ایسی کیسٹیں چلاتے ہیں جن پر حرام کے حکم کا اطلاق ہوتا ہے اور وہ نصیحت کے باوجود ٹیپ ریکارڈر بند نہیں کرتے، آپ بیان فرمائیں کہ ایسے افراد سے کیا سلوک کیا جائے اور کیا زور و طاقت کے ذریعہ سے ایسے افراد کو روکنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: جب نہی عن المنکر کے شرائط موجود ہوں تو برائی سے روکنے کے لئے زبانی نہی سے زیادہ آپ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے اور اگر آپ کی بات کا اثر نہ ہو تو آپ پر واجب ہے کہ حرام موسیقی اور گانے کو سننے سے اجتناب کریں اور اگر غیر ارادی طور پر آواز آپ کے کان تک پہنچتی ہو تو آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

س ۱۰۶۶: میں ایک ہسپتال میں نرسنگ کے مقدس پیشے سے وابستہ ہوں اور کبھی کبھار بعض مریضوں کو حرام اور رکیک موسیقی کے کیسٹ سنتے ہوئے دیکھتی ہوں چنانچہ انہیں اس سے باز رہنے کی نصیحت کرتی ہوں اور جب دوبارہ نصیحت کرنے کا بھی اثر نہیں ہوتا تو ٹیپ ریکارڈر سے کیسٹ نکال کر اسے محو کر کے واپس کر دیتی ہوں۔ امید ہے مجھے مطلع فرمائیں کہ کیا یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟

ج: حرام استعمال کو روکنے کی غرض سے کیسٹ سے باطل چیز کو محو کرنا جائز ہے۔ لیکن یہ فعل کیسٹ کے مالک یا حاکم شرع کی اجازت پر موقوف ہے۔

س ۱۰۶۷: بعض گھروں سے موسیقی کی آوازیں سنائی دیتی ہیں کہ جن کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ جائز ہیں یا نہیں اور بعض اوقات ان کی آواز اتنی اونچی ہوتی ہے کہ جس سے مؤمنین کو اذیت ہوتی ہے اس سلسلہ میں ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

ج: لوگوں کے گھروں کے اندر مداخلت کرنا جائز نہیں ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا، موضوع کی تشخیص اور شرائط کے موجود ہونے پر موتوف ہے۔

س ۱۰۶۸: ان عورتوں کو امر و نہی کرنے کا کیا حکم ہے جن کا حجاب ناقص ہوتا ہے؟ اور اگر ان کو زبان سے امر و نہی کرتے وقت اپنی شہوت کے ابھرنے کا خوف ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: نہی عن المنکر کرنا، صرف اجنبی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنے پر ہی موتوف نہیں ہے اور حرام سے اجتناب کرنا ہر شخص پر واجب ہے اور خاص کر نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے وقت۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا طریقہ

س ۱۰۶۹: بیٹے کا ماں باپ کے سلسلہ میں یا زوجہ کا شوہر کے بارے میں کیا حکم ہے جب وہ اپنے اموال کا خمس وزکوۃ ادا نہ کرتے ہوں؟ اور کیا بیٹا والدین کے اور زوجہ شوہر کے اس مال میں تصرف کر سکتے ہیں جس کا خمس یا زکوۃ نہ دیا گیا ہو اور وہ حرام سے مخلوط ہو، اور یہ چیز بھی مدنظر ہے کہ ایسے مال سے استفادہ نہ کرنے کے سلسلہ میں روایات میں بہت تاکید وارد ہوئی ہے، کیونکہ حرام مال سے روح آلودہ ہو جاتی ہے؟

ج: جب بیٹا والدین کو اور زوجہ اپنے شوہر کو نیکی ترک کرتے ہوئے اور برائی کو انجام دیتے ہوئے دیکھیں تو انہیں امر بالمعروف اور نہی از منکر کریں بشرطیکہ ان کے شرائط فراہم ہوں، البتہ ان کے اموال میں

تصرف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر جب انہیں یقین ہو کہ جس مال میں وہ تصرف کر رہے ہیں خود اسی میں خمس یا زکوۃ واجب الادا ہے تو ایسی صورت میں ان پر واجب ہے کہ ولی امر خمس و زکوۃ سے اس مقدار میں تصرف کی اجازت لیں۔

س ۱۰۷۰: جو والدین دینی فرائض پر مکمل اعتقاد نہ رکھنے کی بنا پر انہیں اہمیت نہ دیتے ہوں ان کے ساتھ بیٹے کو کیا سلوک روا رکھنا چاہیے؟

ج: بیٹے پر واجب ہے کہ والدین کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے نرم لہجہ میں ان دونوں کو نیکی کی تلقین کرے اور برائی سے منع کرے۔

س ۱۰۷۱: میرا بھائی شرعی اور اخلاقی امور کی رعایت نہیں کرتا اور آج تک اس پر کسی نصیحت نے اثر نہیں کیا ہے، جب میں اس کو اس حالت میں دیکھوں تو میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: جب وہ شریعت کے خلاف کوئی کام کرے تو واجب ہے کہ آپ اس سے ناراضگی کا اظہار کریں اور جس برادرانہ روش کو آپ مفید اور بہتر سمجھتے ہوں اس کے ذریعہ اس کو منع کرنا واجب ہے، لیکن اس سے قطع رحمی کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۰۷۲: ان لوگوں سے کیسے تعلقات ہونے چاہییں کہ جو ماضی میں شراب خوری جیسے حرام افعال کے مرتکب ہوئے تھے؟

ج: معیار لوگوں کی موجودہ حالت ہے اگر انہوں نے ان چیزوں سے توبہ کر لی ہے جنکا وہ ارتکاب کرتے تھے تو ان کے ساتھ معاشرت کا حکم دیگر مومنین کی طرح ہے لیکن جو شخص فی الحال حرام کام کا مرتکب ہوتا ہے اسے نہی عن المنکر کے ذریعہ اس کام سے روکنا واجب ہے اور اگر وہ قطع تعلقی اور اسکے ساتھ ترک معاشرت کے علاوہ کسی طرح حرام کام سے باز نہ آئے تو اس وقت نہی از منکر کے عنوان سے اس کا بائیکاٹ اور اس سے قطع تعلقی کرنا واجب ہے۔

س ۱۰۷۳: اخلاق اسلامی کے خلاف مغربی ثقافت کی پے در پے یلغار اور غیر اسلامی عادتوں کی ترویج کے پیش نظر جیسے بعض لوگ گلے میں سونے کی صلیب پہنتے ہیں، یا بعض عورتیں شوخ رنگ کے مانتو (زنانہ کوٹ) پہنتی ہیں یا بعض مرد اور عورتیں بعض زیورات یا سیاہ چشمے اور ایسی

خاص گھڑیاں پہنتے ہیں جو لوگوں کی توجہ کو جذب کرتی ہیں اور جن کو عرف عام میں برا سمجھا جاتا ہے اور بعض لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے بعد بھی اس پر مصر رہتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ کوئی ایسا طرز عمل بیان فرمائیں گے جو ایسے لوگوں کے لئے بروئے کار لایا جا سکے؟

ج: سونا پہننا یا اسے گردن میں آویزاں کرنا مردوں پر ہر صورت میں حرام ہے اور ایسے کپڑے پہننا بھی جائز نہیں ہے جو عرف عام میں سلائی، رنگ یا کسی اور اعتبار سے یلغار کرنے والی غیر مسلم تہذیب کی ترویج اور اسکی تقلید شمار ہو اور اسی طرح ان زیورات کا استعمال بھی جائز نہیں ہے کہ جن کا استعمال دشمنان اسلام و مسلمین کی حملہ آور ثقافت کی تقلید شمار کیا جائے اور ان چیزوں کا مقابلہ کرنے کے لئے دوسروں پر واجب ہے کہ وہ زبان کے ذریعہ نہی عن المنکر کریں۔

س ۱۰۷٤: ہم بعض اوقات یونیورسٹی کے طالب علموں یا ملازموں کو برا کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ مکرر ہدایت و نصیحت کے بعد بھی اس سے باز نہیں آتے بلکہ اس کے برعکس وہ اپنی برائی کو جاری رکھنے پر مصر رہتے ہیں کہ جو یونیورسٹی کے ماحول کے خراب ہونے کا سبب بنتا ہے۔ ان اشخاص کو بعض مؤثر دفتری سزاؤں کو بروئے کار لا کر۔ جیسے ان کی فائل میں ثبت کرنا۔ روکنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: یونیورسٹی کے داخلی نظام کی رعایت کرتے ہوئے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ عزیز جوانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسئلہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو سنجیدگی سے لیں اور اس کے شرائط اور شرعی احکام کو صحیح طریقہ سے سیکھیں۔ اس کو فروغ دیں اور لوگوں کو نیکیوں کی طرف ترغیب دلانے اور برائیوں سے بچانے کے لئے اخلاقی اور مؤثر طریقوں کو بروئے کار لائیں، لیکن اس سے ذاتی اہداف حاصل کرنے سے بچیں۔ یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ نیکیوں کے فروغ اور برائیوں کے سد باب بہترین طریقہ یہی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ان کاموں کی توفیق دے جن میں اسکی رضا و خوشنودی ہے۔

س ۱۰۷۵: کیا برائی انجام دینے والے کو اس کے فعل پر تنبیہ کرنے کی غرض سے سلام کا جواب نہ دینا جائز ہے؟

ج: سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن اگر عرف میں اس عمل پر نہی اور برائی سے باز رکھنا صدق کرے تو

نہی عن المنکر کے قصد سے سلام کا جواب نہ دینا جائز ہے۔

س ۱۰۷۶: اگر کسی ادارے کے منتظم کے نزدیک یقینی طور پر یہ بات ثابت ہو جائے کہ ان کے ادارے کے بعض ارکان سہل انگاری سے کام لیتے ہیں یا فریضہ صلاۃ کو ترک کرتے ہیں اور ان کو وعظ و نصیحت کرنے کا بھی کوئی اثر نہ ہو تو ایسے افراد کے بارے میں ان کا کیا فریضہ ہے؟

ج: انہیں مسلسل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی تاثیر سے غافل نہیں رہنا چاہیے البتہ شرائط کا خیال رکھتے ہوئے اور جب امر بالمعروف کے اثر کی امید نہ ہو تو اگر قوانین وضوابط کے مطابق انہیں مراعات سے محروم کرنا ممکن ہو تو ان کے حق میں یہ قانون نافذ کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ یہ محرومیت انکے فریضہ الٰہی کی ادائیگی میں سستی اور کوتاہی کا نتیجہ ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متفرقہ مسائل

س ۱۰۷۷: میری بہن نے کچھ عرصہ سے ایک شخص سے شادی کی ہے جو بے نماز ہے۔ چونکہ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتا ہے لہذا میں اس سے گفتگو کرنے اور معاشرت پر مجبور ہوں بلکہ بعض اوقات اس کے کہنے پر بعض کاموں میں اس کی مدد بھی کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ کیا شریعت کی رو سے میرے لئے اس سے گفتگو، معاشرت اور اس کی مدد کرنا جائز ہے؟ اور اس کے بارے میں میری کیا ذمہ داری ہے؟

ج: اس سلسلہ میں آپ پر کچھ بھی واجب نہیں ہے سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وہ بھی ان کے شرائط کے ہوتے ہوئے ورا گر آپ کی اس کے ساتھ معاشرت اور اس کی مدد اسے ترک نماز کی مزید ترغیب نہ دلائے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۱۰۷۸: اگر ظالموں اور حاکمِ جور کے پاس علمائے اعلام کی آمد ورفت سے ان کے ظلم میں کمی واقع

ہوتی ہو تو کیا ان کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟

ج: اگر ایسے حالات میں عالم پر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کا ظالم سے رابطہ اسے ظلم سے باز رکھنے کا سبب بنے گا یا کوئی ایسا اہم مسئلہ ہو کہ جس کیلئے ظالم کے ہاں دوڑ دھوپ کرنا ضروری ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۱۰۷۹: میں نے چند سال قبل شادی کی ہے اور میں دینی امور اور شرعی مسائل کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہوں اور امام خمینیؒ کا مقلد ہوں، مگر میری زوجہ دینی مسائل کو اہمیت نہیں دیتی، بعض اوقات ہماری باہمی بحث و نزاع کے بعد وہ ایک مرتبہ نماز پڑھ لیتی ہے لیکن اس کے بعد پھر ترک کر دیتی ہے جس کا مجھے بہت دکھ ہوتا ہے ایسی صورت میں میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: آپ پر ممکنہ طریقے سے اس کی اصلاح کے اسباب فراہم کرنا واجب ہے اور ایسی تند خوئی سے پرہیز ضروری ہے جس سے بد خلقی اور بد نظمی کی بو آتی ہو، لیکن باور کیجئے کہ دینی محفلوں میں شرکت کرنا اور دیندار گھرانوں کے یہاں آنا جانا اصلاح کے لئے نہایت مؤثر ہے۔

س ۱۰۸۰: اگر ایک مسلمان شخص، قرائن کی رو سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کی زوجہ باوجود اس کے کہ چند بچوں کی ماں ہے پوشیدہ طور پر ایسے افعال کا ارتکاب کرتی ہے جو عفت کے خلاف ہیں، لیکن اس موضوع کو ثابت کرنے کے لئے اس کے پاس کوئی شرعی دلیل (مثلاً گواہی دینے کیلئے تیار گواہ) نہیں ہے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ بچے اسی کے زیر تربیت ہیں شرعاً اس عورت کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے اور وہ شخص یا اشخاص کہ جو ایسے قبیح عمل اور احکام خدا کے برخلاف افعال کے مرتکب ہوتے ہیں، اگر پہچان لئے جائیں تو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟ واضح رہے کہ ان کے خلاف ایسی دلیلیں نہیں ہیں جنہیں شرعی عدالت میں پیش کیا جا سکے؟

ج: سوء ظن اور ظنی قرائن و شواہد سے اجتناب کرنا واجب ہے اور اگر حرام فعل کا ارتکاب ثابت ہو جائے تو اسے وعظ و نصیحت اور نہی عن المنکر کے ذریعہ روکنا واجب ہے اور اگر نہی عن المنکر کا کوئی اثر نہ ہو تو دلائل

کے موجود ہونے کی صورت میں عدلیہ سے رجوع کر سکتا ہے۔

س ۱۰۸۱: کیا لڑکی کے لئے جائز ہے کہ وہ جوان لڑکے کو نصیحت اور راہنمائی کرے اور شرعی مسائل کا خیال رکھتے ہوئے درس وغیرہ میں اس کی مدد کرے؟

ج: مفروضہ صورت میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن شیطانی وسوسوں اور فریب سے پرہیز ضروری ہے اور اس سلسلہ میں شریعت کے احکام ۔جیسے اجنبی کے ساتھ تنہائی میں نہ ہونا۔ کی رعایت کرنا واجب ہے۔

س ۱۰۸۲: مختلف اداروں اور دفاتر کے ان ماتحت ملازمین کی ذمہ داری کیا ہے جو کبھی کبھی اپنے کام کی جگہ پر اپنے افسران بالا کو اداری اور شرعی قوانین کی مخالفت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں؟ اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر وہ نہی عن المنکر کرے گا تو اسے افسران بالا کی طرف سے نقصان پہنچے گا تو کیا اس شخص کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی؟

ج: اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط موجود ہوں تو انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ضروری ہے ورنہ اس سلسلہ میں ان کے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اسی طرح اگر انہیں ضرر کا خوف ہو تو بھی ان کی ذمہ داری ساقط ہے۔ یہ اس جگہ کا حکم ہے جہاں اسلامی حکومت کا نظام نافذ نہ ہو، لیکن جہاں ایسی اسلامی حکومت ہے جو اس الٰہی فریضہ کو اہمیت دیتی ہے تو اس وقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے عاجز شخص پر واجب ہے کہ اس سلسلہ میں حکومت نے جو مخصوص ادارے قائم کئے ہیں ان کو اطلاع دے اور فاسد و مفسد جڑوں کی بیخ کنی تک چارہ جوئی جاری رکھے۔

س ۱۰۸۳: اگر کسی ادارہ کے بیت المال میں مسلسل غبن ہو رہا ہو اور ایک شخص خود کو اس لائق سمجھتا ہو کہ اگر یہ ذمہ داری اس کے سپرد کر دی جائے تو اس کی اصلاح کر سکے گا، لیکن یہ ذمہ داری اسے اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک وہ اسے لینے کے لئے بعض مخصوص افراد کو رشوت نہ دے تو کیا بیت المال کو غبن سے بچانے کے لئے رشوت دینا جائز ہے؟ درحقیقت یہ بڑی بدعنوانی کو چھوٹی بدعنوانی کے ذریعہ ختم کرنا ہے؟

ج: جو اشخاص اس بات سے باخبر ہیں کہ شریعت کی مخالفت ہو رہی ہے ان پر واجب ہے کہ وہ نہی عن المنکر کے شرائط و ضوابط کا لحاظ کرتے ہوئے نہی عن المنکر کریں اور رشوت دینا یا کوئی اور غیر قانونی طریقہ اختیار

کرنا اگر چہ مفاسد کو روکنے کیلئے ہی ہو جائز نہیں ہے۔ ہاں! اگر یہ چیزیں اس ملک میں فرض کی جائیں جہاں اسلامی حکومت قائم ہو تو وہاں پر کسی کے صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے عاجز ہونے کی بنا پر لوگوں کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ان پر واجب ہے کہ متعلقہ محکموں کو اسکی اطلاع دیں اور اس سلسلہ میں چارہ جوئی کرتے رہیں۔

س ۱۰۸٤: کیا منکرات، نسبی امور میں سے ہیں تاکہ یونیورسٹیوں کے موجودہ ماحول کا ان سے فاسد تر ماحول سے موازنہ کیا جاسکے اور اس طرح بعض برائیوں سے نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا جائے اور ان سے نہ روکا جائے، اس لئے کہ ان کو دیگر منکرات کی نسبت حرام اور منکر قرار نہیں دیا جاتا۔

ج: منکرات کے درمیان اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ سب منکر ہیں البتہ ممکن ہے بعض برے افعال کی حرمت دیگر برے افعال کی حرمت سے زیادہ ہو بہر حال جس شخص کیلئے نہی از منکر کے شرائط کا وجود ثابت ہو جائے اس کی یہ شرعی ذمہ داری ہے اور اس کے لئے اسے ترک کرنا جائز نہیں ہے اور اس سلسلہ میں برے افعال کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور نہ ہی یونیورسٹی کے ماحول اور کسی دوسرے ماحول میں فرق ہے۔

س ۱۰۸۵: الکحل والے ایسے مشروبات۔ جو ان غیر ملکی ماہریں کے پاس پائے جاتے ہیں جو اسلامی ممالک کے بعض اداروں میں ملازمت کرتے ہیں اور وہ ان مشروبات کو اپنے گھروں میں یا ان جگہوں پر پیتے ہیں جو ان کے لئے مخصوص ہیں۔ کا کیا حکم ہے؟ اور اسی طرح ان کے سؤر کا گوشت لانے اور اسے کھانے کا کیا حکم ہے؟ نیز ان کا عفت اور انسانی اقدار کے خلاف اعمال کا ارتکاب کرنے کا کیا حکم ہے؟ اور کارخانوں کے ذمہ داروں اور ان کے ساتھ رابطہ رکھنے والوں کا کیا حکم ہے؟ اور اگر متعلقہ ادارے اور کارخانوں کے عہدیدار اطلاع کے بعد بھی اس بارے میں کسی قسم کی کوئی کارروائی نہ کریں تو ہمیں کیا موقف اختیار کرنا چاہیے؟

ج: ذمہ دار حکام پر واجب ہے کہ ان لوگوں کو کھلے عام شراب خوری اور حرام گوشت کھانے جیسے امور سے منع کریں، لیکن جو امور عفت عامہ کے منافی ہیں انہیں ایسے امور کے انجام دینے کی بالکل اجازت نہیں

دینی چاہیے۔ بہر حال متعلقہ حکام کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مناسب چارہ جوئی کریں۔

س ۱۰۸۶: بعض برادران امر بالمعروف اور نہی از منکر اور وعظ ونصیحت کرنے کیلئے ایسے مقامات پر جاتے ہیں جہاں ممکن ہے بے پردہ عورتیں ہوں تو چونکہ وہ امر بالمعروف کرنے کیلئے وہاں گئے ہیں ان کیلئے بے پردہ عورتوں کی طرف دیکھنا جائز ہے؟

ج: پہلی نگاہ اگر بغیر ارادے کے ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن جان بوجھ کر چہرے اور کلائیوں تک دونوں ہاتھوں کے علاوہ باقی جسم پر نظر کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ مقصد امر بالمعروف ہی کیوں نہ ہو۔

س ۱۰۸۷: ان مؤمن جوانوں کا کیا فریضہ ہے جو مخلوط نظام تعلیم والی بعض یونیورسٹیوں میں برے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں؟

ج: ان پر واجب ہے کہ خود کو برائیوں میں ملوث ہونے سے بچاتے ہوئے اگر شرائط موجود ہوں اور وہ قدرت رکھتے ہوں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو انجام دیں۔

فہرست

تقلید

احتیاط، اجتہاد اور تقلید ۱۷
تقلید کے شرائط ۱۹
اجتہاد اور اعلمیت کے اثبات نیز فتاویٰ حاصل کرنے کے طریقے ۲۲
تقلید بدلنا ۲۴
میت کی تقلید پر باقی رہنا ۲۵
تقلید کے متفرقہ مسائل ۲۸
مرجعیت اور ولایت ورا ہبری ۲۹
ولایت فقیہ اور حکم حاکم ۳۰

طہارت

پانی کے احکام ۳۷
بیت الخلاء کے احکام ۴۱
وضو کے احکام ۴۴
اسمائے باری تعالیٰ اور آیات الٰہی کو مس کرنا ۵۳
غسل جنابت کے احکام ۵۷
باطل غسل کے احکام ۶۳
تیمم کے احکام ۶۵
عورتوں کے احکام ۶۹

میت کے احکام ۷۰
نجاسات کے احکام ۸۱
نشہ آور چیزیں ۸۹
وسوسہ اور اس کا علاج ۹۲
کافر کے احکام ۹۵

نماز

اہمیت اور شرائط نماز ۱۰۵
اوقات نماز ۱۰۷
قبلہ کے احکام ۱۱۲
نمازگزار کے مکان کے احکام ۱۱۳
مسجد کے احکام ۱۱۸
دیگر دینی مقامات کے احکام ۱۲۷
نمازگزار کا لباس ۱۲۸
سونے، چاندی کا استعمال ۱۳۱
اذان و اقامت ۱۳۳
قرأت اور اس کے احکام ۱۳۶
ذکر نماز ۱۴۲
سجدہ اور اس کے احکام ۱۴۳
مبطلات نماز ۱۴۶
جواب سلام کے احکام ۱۴۸
شکیات نماز اور ان کے احکام ۱۴۹
قضا نماز ۱۵۱
ماں باپ کی قضا نمازیں ۱۵۶
نماز جماعت ۱۵۹
امام جماعت کی غلط قرأت کا حکم ۱۶۷
معذور کی امامت ۱۶۸

نماز جماعت میں عورتوں کی شرکت ۱۷۰
اہل سنت کی اقتداء ۱۷۱
نماز جمعہ ۱۷۳
نماز عیدین ۱۷۹
نماز مسافر ۱۸۰
جس شخص کا پیشہ یا پیشے کا مقدمہ سفر ہو ۱۸۱
طلبہ کا حکم ۱۸۵
قصد اقامت اور مسافتِ شرعی ۱۸۷
حدِ ترخص ۱۹۴
سفر معصیت ۱۹۵
احکام وطن ۱۹۶
زوجہ کی تابعیت ۲۰۲
بڑے شہروں کے احکام ۲۰۳
نماز اجارہ ۲۰۴
نماز آیات ۲۰۵
نوافل ۲۰۷
نماز کے متفرقہ احکام ۲۰۹

روزہ

احکام روزہ ۲۱۳
حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے احکام ۲۱۶
بیماری اور ڈاکٹر کی طرف سے ممانعت ۲۱۷
مبطلات روزہ ۲۲۱
حالتِ جنابت پر باقی رہنا ۲۲۴
استمناء ۲۲۷
روزے کو باطل کرنے والی چیزوں کے احکام ۲۲۹
روزہ کا کفارہ اور اس کی مقدار ۲۳۱

روزوں کی قضا ۲۳۳
روزہ کے متفرق احکام ۲۳۷
رؤیت ہلال ۲۴۰

خمس

ہبہ، ہدیہ، بینک سے ملنے والا انعام، مہر اور وراثت ۲۴۷
قرض، تنخواہ، انشورنس اور پنشن ۲۵۱
گھر، گاڑیوں وغیرہ اور اراضی کی فروخت ۲۵۵
دفینہ، منفعت اور وہ حلال مال جو حرام سے مخلوط ہو جائے ۲۵۸
اخراجات (مؤنہ) ۲۶۲
مصالحت اور خمس کا غیر خمس کے ساتھ مخلوط ہونا ۲۶۹
سرمایہ ۲۷۴
خمس کے حساب کا طریقہ ۲۸۶
مالی سال کا تعین ۲۹۱
ولی امر خمس ۲۹۳
سہم سادات اور سادات ۲۹۵
خمس کے مصارف، اجازہ، ہدیہ اور حوزۂ علمیہ کا وظیفہ ۲۹۷
خمس کے متفرق مسائل ۳۰۲
انفال ۳۰۴

جہاد ۳۰۹

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

امر بالمعروف اور نہی از منکر کے واجب ہونے کے شرائط ۳۱۵
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا طریقہ ۳۲۰
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متفرقہ مسائل ۳۲۳
فہرست ۳۲۸

The Treatise of

AJWEBATUL ISTIFTAAT

(The Payers Section)

By:The Grand Marja and Leader of Muslim Ummah
Ayatullah al-Uzma Sayyid Ali Hosseini Khamenei

Translated by:Maaref Islam Publishers

New Edition; along with additions and the complete phrases

www.maaref-foundation.com
info@maaref-foundation.com
ISBN :964-7891-06-7